PRINTED BOOK

سہ ماہی ممبئی

افکار رضا

جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء/ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ تا صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

دیوبندی مذہب کی تنظیم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے **محمد متین خالد** لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی مقتدر علماے روزگار تھے۔ مختلف موضوعات پر اُن کی تقریباً ایک ہزار کے قریب تصانیف بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بالخصوص فتاوٰی رضویہ موجودہ دور کا علمی شاہ کار ہے۔ اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی عشق رسول ﷺ سے عبارت تھی۔ عشق رسول کی لازوال دولت نے ہی اُن کی نعتیہ شاعری کو فکر وفن کی بلندیوں پر پہنچایا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی شرک و بدعت کے خلاف شمشیرِ بے نیام تھے۔ ایک سازش کے تحت اُن کی اصل تعلیمات کو قفل لگا کر عوام الناس سے ہمیشہ کے لیے چھپا دیا گیا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ جب بھی ان کی اصل تعلیمات کو بیان کیا جاتا ہے تو آدمی ششدر رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہ اعلیٰ حضرت کا فرمان ہے۔ اس لحاظ سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی شخصیت بے حد مظلوم ہے۔ بااثر سومناتی علماے سو اور ابن الوقت مشائخ، اعلیٰ حضرت کے کندھے پر اپنی ذاتی اغراض اور دنیاوی مفادات کی بندوق رکھ کر بدعات کی ایمان شکن گولیاں چلاتے رہتے ہیں اور پھر زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے اس کا الزام اعلیٰ حضرت پر تھوپ دیا جاتا ہے۔

(عاشق مصطفےٰ ﷺ امام احمد رضا اور حدائق بخشش، ص ۶ تا ۷)

(بحوالہ: امام احمد رضا حنفی بریلوی مخالفین کی نظر میں، مرتب: مولانا محمد کاشف اقبال قادری ص ۴۴)

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

چشتی

تحریک فکر رضا

۱۶۷، ڈم ٹمکر روڈ، ناگپاڑہ، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۸ (انڈیا)

R.N.I. Registration No.: 71248/99

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی ترویج کا علمی علم بردار

سہ ماہی افکارِ رضا ممبئی

جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء ○ جلد ۱۳ شمارہ ۱ (۴۷) ذی الحجہ تا صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

مدیر : محمد زبیر قادری (موبائل: 98679 34085)

منیجر : محمد اسحٰق برکاتی (موبائل: 93239 54522)

Distributed in Pakistan By :

Markazi Majlis-e-Reza

P.O.Box: 2206, Lahore, Pakistan

Distributed in England By :

THE ISLAMIC TIMES

C/o. 138, Northgate Road,

Edgeley, Stockport, SK3 9NL ENGLAND

Distributed in Australia By :

SHEHZAD ALI

P.O. Box: 51, Lurnea 2170,

NSW, AUSTRALIA

Correspondence Address: رابطہ کا پتہ:

Tehreek-e-Fikr-e-Reza

167, Dimtimkar Road, Nagpada, Mumbai - 400 008.

Office Address: آفس کا پتہ:

95, Undria Street (Chowki Mohalla), Mumbai - 400 008 India

Website: www.fikreraza.net Email: editor@fikreraza.net

پرنٹر پبلشر محمد اسحٰق محمد عمر نے پرنٹ ٹاپ پرنٹنگ پریس 18، شنکر بلڈنگ، ناگپاڑہ، ممبئی۔ 400008 سے چھپوا کر دفتر 167 ڈمٹمکر روڈ، ناگپاڑہ ممبئی 400 008 سے شائع کیا۔

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

متوسلینِ رضا

ضروری اعلان

ان شاء اللہ عزوجل افکار رضا کا ۵۰ واں شمارہ جو اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۷ء شائع ہوگا خاص شمارہ ہوگا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار ونظریات کی صحیح ترجمانی تحریکِ فکرِ رضا کا مشن ہے اس لیے یہ خاص شمارہ **"فکرِ رضا"** کے موضوع پر مضامین پر مشتمل ہوگا۔ فکرِ رضا کیا ہے؟ خصوصی شمارہ کے لیے منتخب عناوین کی فہرست کے لیے آخری صفحہ دیکھیے۔ علما، مشائخ اور محققین سے مضامین بھیجنے کی اپیل کی جاتی ہے۔

نعت پاک

از: محمد میکائیل ضیائی، طلاق محل، کانپور

شمع ادراک میں آیا نہ اجالا اب تک
میری آنکھوں نے مدینہ نہیں دیکھا اب تک

یوں ہی روشن رہے عشق شہِ والا کا چراغ
روشنی بیز ہے جس طرح خدایا اب تک

میرے مولا گلِ دیدارِ مدینہ رکھ دے
آہ خالی ہے کفِ دستِ تمنا اب تک

آمدِ سرورِ کونین کو صدیاں گذریں
ہر زباں پر ہے مگر آپ کا چرچا اب تک

کون رکھتا ہے ترے ہاتھ پہ رحمت کے گہر
پاکے سب کچھ بھی تجھے ہوش نہ آیا اب تک

یا الٰہی مرے سینے کی بھی قسمت جاگے
سینۂ سنگ پہ ہے نقش کفِ پا اب تک

آرزوؤں کے چراغوں کی لویں تیز ہوئیں
اور اُمیدوں کا سورج نہیں ڈوبا اب تک

قبر میں تاکہ میں آسانی سے پہچان سکوں
ہے مرے دل میں شہِ دیں کا سراپا اب تک

خالقِ کُل کے کرم سے جو ہوا تھا جاری
موج زن ہے وہی الطاف کا دریا اب تک

مل گیا ہے عرقِ جسمِ شہِ دیں مجھ کو
کہہ رہا ہے یہ گلِ تر کا مہکنا اب تک

یاخدا اب ملے ظلمت سے ضیائی کو نجات
اس کی قسمت کا نہ ہو پایا سویرا اب تک

تو نثارِ رخِ شاداب پیمبر ہوجا
تیرگی جا، مرے ماحول سے باہر ہوجا

بحرِ الطافِ شہِ دیں کا شناور ہوجا
خادمِ بارگہِ شافعِ محشر ہوجا

ہے نگاہوں میں مری، گنبدِ خضریٰ کا جمال
تو بھی ہمدم مرا، اے دیدۂ خاور ہوجا

میرے تن پر ہے غبارِ درِ سلطانِ اُمم
روشنی آ، مرے قدموں پہ نچھاور ہوجا

تو جو چاہے کہ دوعالم ہوں تری مٹھی میں
قاسمِ نعمتِ خالق کا گداگر ہوجا

باریابی درِ شاہِ مدینہ کے لیے
جذبۂ شوق مرے بازو و شہپر ہوجا

تاکہ بچ جائے قیامت میں عذابِ رب سے
اُن کے اتباع میں شامل بتِ آزر ہوجا

واقعی تو ہے غلامِ شہِ کونین تو پھر
اُن کے اوصاف و کمالات کا مظہر ہوجا

ہمسری شہِ ابرار کا دعویٰ ہے تجھے؟
آ، ذرا اُن کے غلاموں کے برابر ہوجا

اے ضیائی ترے حصے میں ہنر ہو کہ نہ ہو
اپنے آقا کی ثنا کرلے ہنرور ہوجا

"تم بھی قاتل ہو"

از: محمد اسمٰعیل صدیقی، کراچی

تم بھی قاتل ہو...... ایک آواز سماعت خراش ہوئی

قاتل......؟

میں نے تو آج تک چڑیا کا بچہ بھی نہیں مارا

تم لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے قاتل ہو

مسلمانوں کا قاتل......؟

ہاں! لاکھوں مسلمانوں کے قاتل......!

فلسطین، کشمیر، قبرص، چیچنیا، عراق، افغانستان

......اور انڈونیشیا دنیا بھر کے مسلمانوں کے قاتل

مگر مَیں نے تو آج تک اس قتال کی مذمت کی ہے

جلسے، جلوس، ریلیاں، پریس کانفرنس منعقد کی

ہر جگہ مسلمانوں کی حمایت کی ہے

تمہارے جلسے کرنے سے کیا اُن کا قتلِ عام بند ہوگیا؟

تمہارے جلوس نکالنے سے اُن کے جنازے اٹھنا بند ہو گئے کیا؟

تمہاری پریس کانفرنس سے اُن کو کیا فائدہ ہوا؟

تم نے ریلی نکالی اپنی گھناؤنی سیاست چمکانے کے لیے

تم نے مظاہرے کیے اخبار میں تصویر لگوانے کے لیے

تم نے مسلمانوں کے خون کا سودا کر لیا ہے ڈالرز کے عوض

مگر مَیں تن تنہا کر بھی کیا سکتا ہوں......؟

تم تماشائی بن کر تماشا دیکھنا چاہتے ہو......

کیوں یہی خواہش ہے نا تمہاری؟

کشمیر میں مسلم خواتین کی عصمت و عزت کو تار تار کیا جا رہا ہے

احمد آباد اور گجرات کے معصوم بچوں کو ماؤں کے سینوں پر ذبح کر دیا گیا

فلسطین پر ظلم و بربریت کا کھیل جاری ہے

سرزمین افغانستان کو لاکھوں ٹن لوہے اور بارود برسا کر کھنڈرات میں تبدیل کر دیا

عراق کے مسلمانوں سے جینے کا حق تک چھین لیا

انڈونیشیا میں رقصِ ابلیس کرایا

اور اب شام اور دوسرے چھوٹے مسلمان ملکوں کی باری ہے!

اور تم تماشا دیکھتے رہے

خون بہتا رہا...... عزتیں تار تار ہو گئیں

...... لاتعداد بہنیں بیوہ ہو گئیں...... بچے یتیم ہو گئے

...... ماں باپ بے سہارا ہو گئے...... ظلم و ستم کی چکی چلتی رہی...... اور تم تماشا دیکھتے رہے

اس کی یہ طویل تقریر سُن کر میں ندامت کے مارے پسینہ پسینہ ہو گیا

مَیں نے اس سے کہا...... مَیں کیا کر سکتا ہوں؟

مَیں بے بس ہوں......
نہیں تم بے بس نہیں ہو...... تم بے حس ہو
تم خوبصورت لفظوں سے آراستہ تقریر کا جادو تو جگا سکتے ہو
تم کھوکھلے لفظوں سے بڑے بڑے کالم تو بھر سکتے ہو!
مگر زنداں کی حقیقت نہیں جان سکتے
زنجیروں کی تکلیف سے آگاہ نہیں ہو سکتے
تم زخموں کا اندازہ کیسے کر سکتے ہو
بیوگی کا دکھ کیا ہوتا ہے...... یتیم کی بے بسی کیا ہوتی ہے تم کیا جانو...... گھر بار لٹنے کا غم کیسا ہوتا ہے
بے بسی و بے چارگی کے عالم کو تم نہ جان پاؤ گے
تم دولت سے لے کر شہرت تک
وزارت سے لے کر امارت تک
سفارت سے لے کر سیاحت تک
حکومت سے لے کر عمارات، آراضی، موٹر کاروں، بینک بیلنسوں تک
ہر چیز پر ریجھ جاتے ہو
اسلام کو ہر جگہ پیٹھ دکھا سکتے ہو
اور اگر تمہارا یہی عالم رہا......
مسلمانوں کے خون کی ندیاں یونہی بہتی رہیں......
اور تمہاری بے حسی ختم نہ ہوئی تو یاد رکھو
تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں
ذہنی غلامی سے تو تم آج تک نجات نہیں پا سکے
کہیں جسمانی غلامی بھی دوبارہ تمہارا مقدر نہ بن جائے

اس طویل تقریر کے بعد مَیں پھر بول اُٹھا کہ مَیں اکیلا کیا کر سکتا ہوں تم ہی مجھے کچھ بتاؤ
تاریخ کا مطالعہ کرو
مسلمانوں کے عروج کا سبب جانو
وہ سبب جس نے اقوامِ عالم میں مسلمانوں کو سب سے ممتاز کر دیا تھا
ان اسباب کا پتہ لگاؤ
ان سازشوں کا سراغ لگاؤ جن سے عالمِ اسلام زوال پذیر ہوا
ایک چیز کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ ایک طرف ہو جاؤ!
تمہاری شکست فتح میں بدل جائے گی
کامیابی تمہارے قدم چومے گی
فتح تمہارا مقدر ہوگی
تم فاتح عالم ہو گے...... جانتے ہو کیسے؟
وہ ہے عشقِ رسول ﷺ کی سرمدی دولت
وہ ہے غلامیِ مصطفےٰ ﷺ کا عملاً مظاہرہ
جب یہ غلامیِ مصطفےٰ ﷺ کی سرمدی دولت تمہارے پاس ہوگی تو کسی کو تمہاری طرف آنکھ اُٹھانے کی ہمت بھی نہیں ہوگی
ہر شخص تک یہ پیغام پہنچاؤ
ہر تحریک کو......
ہر تنظیم کو......
یہ پیغام پہنچاؤ...... عشقِ رسول ﷺ میں فنا ہو جاؤ یہی حقیقی حیات ہے

☆☆☆☆☆

مَیں بے بس ہوں......
نہیں تم بے بس نہیں ہو...... تم بے حس ہو
تم خوبصورت لفظوں سے آراستہ تقریر کا جادو تو جگا سکتے ہو
تم کھوکھلے لفظوں سے بڑے بڑے کالم تو بھر سکتے ہو!
مگر زنداں کی حقیقت نہیں جان سکتے
زنجیروں کی تکلیف سے آگاہ نہیں ہو سکتے
تم زخموں کا اندازہ کیسے کر سکتے ہو
بیوگی کا دکھ کیا ہوتا ہے...... یتیم کی بے بسی کیا ہوتی ہے تم کیا جانو...... گھربار لٹنے کا غم کیسا ہوتا ہے
بے بسی و بے چارگی کے عالم کو تم نہ جان پاؤ گے
تم دولت سے لے کر شہرت تک
وزارت سے لے کر امارت تک
سفارت سے لے کر سیاحت تک
حکومت سے لے کر عمارات، آراضی، موٹر کاروں، بینک بیلنسوں تک
ہر چیز پر ریجھ جاتے ہو
اسلام کو ہر جگہ پیٹھ دکھا سکتے ہو
اور اگر تمہارا یہی عالم رہا......
مسلمانوں کے خون کی ندیاں یونہی بہتی رہیں......
اور تمہاری بے حسی ختم نہ ہوئی تو یاد رکھو
تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں
ذہنی غلامی سے تو تم آج تک نجات نہیں پا سکے
کہیں جسمانی غلامی بھی دوبارہ تمہارا مقدر نہ بن جائے

اس طویل تقریر کے بعد مَیں پھر بول اُٹھا کہ مَیں اکیلا کیا کر سکتا ہوں تم ہی مجھے کچھ بتاؤ
تاریخ کا مطالعہ کرو
مسلمانوں کے عروج کا سبب جانو
وہ سبب جس نے اقوامِ عالم میں مسلمانوں کو سب سے ممتاز کر دیا تھا
ان اسباب کا پتہ لگاؤ
ان سازشوں کا سراغ لگاؤ جن سے عالمِ اسلام زوال پذیر ہوا
ایک چیز کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ ایک طرف ہو جاؤ!
تمہاری شکست فتح میں بدل جائے گی
کامیابی تمہارے قدم چومے گی
فتح تمہارا مقدر ہوگی
تم فاتح عالم ہو گے...... جانتے ہو کیسے؟
وہ ہے عشقِ رسول ﷺ کی سرمدی دولت
وہ ہے غلامیِ مصطفےٰ ﷺ کا عملاً مظاہرہ
جب یہ غلامیِ مصطفےٰ ﷺ کی سرمدی دولت تمہارے پاس ہوگی تو کسی کو تمہاری طرف آنکھ اُٹھانے کی ہمت بھی نہیں ہوگی
ہر شخص تک یہ پیغام پہنچاؤ
ہر تحریک کو......
ہر تنظیم کو......
یہ پیغام پہنچاؤ...... عشقِ رسول ﷺ میں فنا ہو جاؤ
یہی حقیقی حیات ہے

☆☆☆☆☆

امام احمد رضا بریلوی کے حدیثی شروح و حواشی

(چند عکسی صفحات کا مختصر مطالعہ و علمی تجزیہ)

از: انوار احمد عظیم آبادی

☆بسیرا بلڈنگ، عالم گنج (گھیرا)، پٹنہ، بہار

امام اہلِ سُنّت حضرت شاہ احمد رضا قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء تا ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی ہمہ جہت شخصیت اور اُن کے کثیر الجہات کارنامے علمی اور اسلامی دنیا میں کسی تعارف کے دست نگر نہیں۔ اُنہیں بجا طور پر ''اعلیٰ حضرت'' اور ''فاضل بریلوی'' ہی نہیں بلکہ ''محدث بریلوی'' جیسے لقب سے بھی یاد کیا جاتا رہا ہے اور خصوصاً حدیثیات میں، جہاں تک اربابِ فن کے القابِ علیہ کا تعلق ہے، اُنہیں امیر المومنین فی الحدیث میں محسوب کیا گیا ہے۔ وہ صرف یہ کہ، راقم الحروف کے محدود و مختصر مطالعہ کی حد تک، حضرت امام بخاری کی ''دو از دہ رباعیات'' کی روشنی میں امام احمد رضا کی سوانح اور ان کی علمی و حدیثی شخصیت کے تجزیے اور اُس تجزیہ سے سامنے آنے والے نکات کے بموجب یہ کہنے کی پوری پوری گنجائش موجود ہے کہ اُن کے معاصرین کی سوانح، اس شان و شوکت اور اس مرتبہ کی کسی حدیثی شخصیت کو پیش کرنے سے قاصر ہے بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ یہ کہنے میں بھی کچھ مبالغہ نہیں کہ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی' تمام تر علمی اور ادبی خصوصیات و امتیازات کے ساتھ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے اُردو اور فارسی تراجم میں بھی بے پناہ مہارت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ تقابلی و تجزیاتی نکات کی رُو سے حدیثِ پاک کے معاصر اُردو تراجم میں اس پایہ کا کوئی دوسرا نمونہ اور کوئی دوسرا ترجمہ نگار تا حال ہمارے سامنے نہیں۔ مزید برآں حضرت شاہ احمد رضا بریلوی کی حدیثی خدمات کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے حدیثی شروح و حواشی کے طور پر ڈھیر ساری کتابوں کا ذخیرہ بطور یادگار چھوڑا ہے۔ حضرت رضا بریلوی کی یہ کتابیں چاہے بڑی بڑی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں لیکن بہرکیف یہ ایک حقیقت ہے کہ امام موصوف کی ایسی کتابیں ایک سے زیادہ زبانوں کا احاطہ کرتیں اور بحیثیت مجموعی علوم الحدیث میں اُن کی گوناگوں خدمات کا دائرہ مزید وسیع تر بنا دیتی ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست پر ٔایک نظر ڈالنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ شروح و حواشی متعدد جہتوں سے نمایاں تنوعات کی حامل ہیں۔

حضرت شاہ احمد رضا قادری کی حدیثی باقیات میں، خصوصیت کے ساتھ صحیحین کی تعلیق نہایت ہی جامع اور اہم ہے۔ اور پھر مزید برآں بہ حیثیت مجموعی اُنہوں نے متونِ حدیث کی جو شرحیں لکھی ہیں اُن کے تنوعات کا ذکر کیا، کہ بجائے خود وہ متون ہی صحاح و سنن اور مسندات وغیرہ غرض کہ حدیثی اصناف کتب

کے لحاظ سے نہایت ہی متنوع ہیں۔ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی نے اہم حدیثی متون کے علاوہ متداول و متعدد شروح متون کو بھی اپنے گراں قدر حواشی سے مزین فرمایا ہے۔ جن میں شروح بخاری مثلاً عمدۃ القاری، فتح الباری اور ارشاد الساری کے حواشی ہی نہیں بلکہ ''اشعۃ اللمعات'' کا حاشیہ بزبانِ فارسی بھی درجہ جامعیت سے بھرپور ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے بہت ساری ایسی کتابوں کو بھی عالمانہ شروح وحواشی سے آراستہ فرمایا ہے جو مجمعات و مفاتیح اور فہارس وغیرہ کے ذیل میں آتی ہیں۔ اس تعلق سے حاشیہ کنز العمال، حاشیہ الترغیب والترہیب اور حاشیہ مقاصد الحسنہ وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔ ان میں موخر الذکر کتاب کا حاشیہ امام گرامی کو ''مشہورہ'' یعنی ایسی کتابوں کے حاشیہ نگاروں میں بھی شامل کردیتا ہے جس کا تعلق خبر مشہور یا بہ الفاظ دیگر ایسی حدیثوں کی تحقیق سے ہوتا ہے جو عام طور پر مشہور ہوتی ہیں۔

حضرت شاہ احمد رضا قادری کے حدیثی شروح وحواشی کا یہ اختصاص بھی، جیسا کہ کہا گیا، بالکل ہی روشن ہے کہ وہ گوناگوں علوم الحدیث سے اُن کے فاضلانہ وقوف کا دائرہ ازبس وسیع تر بنادیتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر اُن کتابوں سے جو شروح وحواشی کی فہرست میں نہیں آتیں، اُن کی حدیث دانی کا دائرہ تخاریج و اربعینہ مشہورہ، ذیل طرق احادیث و الفاظ الحدیث، طبقات الحدیث، ضعافات الحدیث اور اسانید الحدیث وغیرہ تک پھیلتا ہے تو شروح وحواشی کے تحت آنے والی، اُن کی متعدد کتابوں کے توسط سے یہ دائرہ مختلف النوع متونِ حدیث و شروحاتِ حدیث، علم اصول الحدیث، علم الموضوعات، جرح و تعدیل، حالاتِ صحابہ و حفاظ الحدیث، علم الاسماء والصفات، رجال الحدیث اور غرائب الحدیث وغیرہ تک بھی نہایت فاضلانہ حسن و کمال کے ساتھ پھیل جاتا ہے۔ اس کی مثالوں کے لیے حاشیہ فتح المغیث، حاشیہ تقریب، حواشی موضوعات الکبیر، حاشیہ میزان الاعتدال، حاشیہ اصابہ فی الصحابہ، حاشیہ کتاب الاسماء والصفات، حاشیہ تذکرۃ الحفاظ اور حاشیہ مجمع بحار الانوار وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے ایک بلند مرتبہ محدّث اور کامیاب حدیثی مصنف و مولف کی حیثیت سے نہ صرف یہ کہ حدیث اور اصولِ حدیث کی بڑی بڑی مشہور و مستند اور متداول کتابوں کو شروح وحواشی سے مزیّن فرمایا ہے بلکہ اس سلسلے میں ان کے انتخابِ متون کی جامعیت اور اس کا حسن وتنوع اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اُن میں متعدد شروح وحواشی کا رشتہ ایسی کتابوں سے ہے جو مختلف اَدوار خصوصاً عہد انگلیسی میں ہندستانی مدارس کے حدیثی نصاب میں شامل رہی ہیں اور مزید یہ کہ اُن میں سے بعض ہندوستانی محدثین و محققین کی یادگاریں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بالواسطہ طور پر امام احمد رضا کے شروح وحواشی صرف علم الحدیث اور اس کے اصول و مصطلحات کی فنی و تصنیفی تاریخ سے ہی نہیں بلکہ ہندستان میں اس علم شریف کی اُس مہتم بالشان تالیفی تاریخ سے بھی یک گونہ وابستہ ہوجاتے ہیں جس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی اور شیخ طاہر پٹنی جیسے مؤلفین و مصنفین سے لے کر تیرہویں صدی ہجری کے شیخ عبدالوہاب مدراسی جیسے علمائے ہند کے نام شامل ہیں۔ اس طرح امام احمد رضا کا یہ

حدیثی مرتبہ کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ اس علم وفن میں اُن کا مطالعہ نہایت ہی وسیع اور دقیق تھا اور متعدد حدیثی علوم وفنون اور حدیثی موضوعات ومباحث اُن کے مطالعاتی کمان وکمند کے پوری طرح اسیر تھے۔ وہ اس علم شریف کے متون وشروح اور اُن کے متعلقات سے رشتہ رکھنے والی بیشتر اہم اور مستند ومتداول کتابوں کا نہ صرف یہ کہ بالاستیعاب اور قرار واقعی مطالعہ رکھتے ہیں بلکہ ان کے مندرجات ومباحث پر ایسے عالمانہ تبصرہ کی صلاحیت سے بھی سرفراز تھے جو حد درجہ افادی نوعیت کے حامل ہیں۔ اور تمام اشاراتی شان کے ساتھ متعلقہ کتابوں پر بہترین اور جامع ونفیس علمی وتحقیقی اور تفہیمی وتدریسی اضافات کی حیثیت رکھتے اور ہر لحاظ سے اُن ضروریات کی کفایت کرتے ہیں، جن کے لیے حدیثی اساتذہ اور تلامذہ خصوصی شروح وحواشی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

امام احمد رضا کے حدیثی شروح وحواشی کا یقیناً یہ بھی ایک بڑا امتیازی وصف ہے کہ وہ بجائے خود نہ تو ضروری اور کافی حوالہ جات سے تہی داماں ہیں اور نہ ہی محض حوالہ جات کی کثرت اور غیر ضروری تکرار سے گراں بار، بلکہ ان میں ایک خاص نوعیت کی تفہیمی شان پائی جاتی ہے۔ صرف ایسا نہیں کہ یہ شروح وحواشی مرتب کرتے ہوئے امام احمد رضا نے صرف اپنے روایتی اور کتابی علم سے کام لیا ہے اور جو کچھ پڑھا ہے اس کی بنیاد پر شروح وحواشی کی کتابیں قلم بند کردی ہیں بلکہ اُن کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ سمجھا ہے اس سے بھی قدم قدم پر اس طرح کام لیا ہے کہ گویا متعلقہ عبارت کے سمجھانے اور بتانے کا حق بھی ادا ہوجاتا ہے اور تمام پیچیدہ ومغلق اور متنازعہ مقامات کی پوری پوری وضاحت وصراحت بھی ہوجاتی ہے۔ امام احمد رضا کے قلمی شروح وحواشی کے جو نمونے متفرق کتابوں کے ''ایک دو عکسی صفحات'' کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں، ان سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس نوعیت کی کتابوں میں اختصار وسلاست اور نوع بنوع علمی وتدریسی اور تحقیقی ضروریات کی کفالت، نیز طرح طرح کی لسانی ولغوی اور حدیثی واصولی وضاحت وصراحت کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اگرچہ جیسا کہ بار بار کہا گیا امام احمد رضا کے حدیثی شروح وحواشی کا پورا پورا متن آج بھی ہمارے سامنے نہیں، لیکن پھر بھی بعض صفحات کے جو عکوس میسّر ہیں اُن پر ہی ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو ان باقیات محفلہ کے توسط سے صاحب شروح وحواشی کے محدثانہ مرتبہ کو سمجھنا ازبس سہل ہوجاتا ہے اور اس سلسلے میں یکے بعد دیگرے بہت نفیس نکات وخصائص سامنے آتے چلے جاتے ہیں اور یہ بات بہرحال کسی بھی طرح مخفی نہیں رہتی کہ اپنے شروح وحواشی میں امام احمد رضا انتہائی تعمقِ نظر سے کام لیتے ہیں۔ کہیں متن کے تعلق سے لفظ کے مناسب استعمال میں کوئی کمی یا کسی قسم کی غلطی در آئی ہو یا لفظ کے لکھنے میں، ضبطِ تحریر کا تسامح ہوا ہو تو وہ اُسے بہرحال نظر انداز نہیں کرتے ہیں، مثلاً: ''وقولـهٔ وينظر بتوفيقَ اللّٰه: صوابه ينطق ا...... قولهٗ وهرم: صوابه هدم بالدّال ...... قولهٗ هرم :دم ۲

اسی طرح محلِ استعمال کے اعتبار سے کہیں متن میں کوئی قواعدی غلطی ملتی ہے تو اس کی طرف بھی

اشارہ کردیتے اور اگر کسی عبارت کے پڑھنے اور اس کی قواعدی نوعیت سمجھنے میں نازک سی غلطی سے معنی کے خبط ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس کی برجستہ وصحیح قرأت بتادیتے ہیں، جیسے:

"قولہٗ ولم یعمل: لعلہٗ لا ۳...... قولہٗ من: استفھامیہ......۴ قولہٗ لیس لک: الواوالحالیہ ای حین لم یکن لک.۵

ازیں قبیل جہاں کہیں کوئی لفظ کتابت کی غلطی کا شکار ہوجاتا ہے تو اسے بھی اس قید بے گناہی سے نجات دلا دیتے اور متن کے قاری کو صدہا الجھنوں سے بچالیتے ہیں۔ ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جن میں ایسے مقامات کی صرف نشان دہی اور تصحیح پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ گمان غالب کے بموجب متذکرہ غلطی کا صدور کس کی طرف سے ہوا ہے۔ مثلاً اگر وہ "خطا من الناسخ" ہے تو شارح نے اسے بھی واضح کردیا ہے۔۶ نسخ کتاب میں مختلف وجوہات سے لفظوں کا ہیر پھیر عام سی بات ہے لیکن بہر صورت ایسی لغزشیں امام احمد رضا جیسے مطالعہ کرنے والے کی نظروں سے بچ نہیں پاتی ہیں اور اس طرح یہ شروح وحواشی تصحیح متن اور تصویب متن کا بھی یک گونہ درجہ پالیتے ہیں اور لطف بالائے لطف یہ ہے کہ کہیں کہیں یہ تصحیح متن خصوصی آداب کار کے ساتھ وسیع مطالعاتی اور تقابلی وتحقیقی پس منظر میں سامنے آتا ہے اور شارح ومحشی کی ژرف بینی اور اس کے محتاط طریقۂ کار کا پتہ دے جاتا ہے، مثلاً:

قولہٗ المحرزی: ولہٗ فی التقریب مضبوطا المحری بدون زای ......۷ قولہٗ القمر: صوابہ القبر کما یاتی ج ۴، ص ۳۳ ......۸

قولہٗ الصغیر: لعل صوابہ الصفیر بالفاء ۹...... قولہٗ ذالک اطلاق: صوابہ اطباق......۱۰

ان مثالوں سے روشن ہے کہ امام احمد رضا شروح وحواشی میں نہ صرف یہ کہ تصحیح اور تصویب متن کا فریضہ نہایت ژرف بینی اور جزم واحتیاط سے انجام دیتے اور متن کو پڑھنے کا عالمانہ وتحقیقی حق ادا کردیتے ہیں بلکہ جامع مطالعاتی پس منظر میں تقابلی شان کے ساتھ اس نازک کام کی انجام دہی کے دوش بدوش آیندہ کے لیے بھی غلطی کے ممکنہ انسداد کی خاطر تصحیح شدہ لفظ کے خاص حصہ یا حرف کی باقاعدہ وضاحت کر دیتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اگر متن میں کسی طرح کوئی خاص، نامانوس اور کم مشہور لفظ آجاتا ہے تو اس کے تلفظ اور معنی کی تشریح بھی فرمادیتے اور اگر کہیں مستعملہ الفاظ کے نازک علمی مرادات کی وضاحت یا صاحب متن کے مجملات کی توضیح خاص اہمیت رکھتی ہے تو اسے بھی حوالۂ قرطاس کردیتے ہیں۔ مثلاً صاحب 'اصابہٗ' نے ایک مقام پر "علی ثلاثۃ الاقسام" لکھا ہے اور امام ممدوح نے ان اقسام کی مع امثلہ وضاحت فرما دی ہے۔۱۱ اسی طرح "میزان الاعتدال" میں ایک مقام پر "لیس بشیئ" آیا ہے "ای قلیل الروایۃ" کہہ کر واضح کردیا گیا ہے۔۱۲ اور اسی انداز سے بخاری شریف میں ایک مقام پر "فاتی بجمار" مذکور ہے اور بتادیا گیا ہے کہ:

قوله فاتی بجمار: قوله بجمار بضم الجیم وتشدید المیم معناه طلع النخل ۱۳

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کے شروح و حواشی بجائے خود نہایت ہی بلیغ اشاراتی نوٹ کا درجہ رکھتے ہیں اور بتانے کے لیے بہت کافی ہیں کہ وہ حدیثی کتابوں کا نہایت ہی وسیع مطالعہ رکھنے والے شارح و مصنف تھے اور وہ از روے لسانیات نہ صرف یہ کہ حدیثی کتابوں کے متون اور ان کی عبارتوں پر صوتیات و تشکیلیات اور لفظیات و معنیات کے لحاظ سے گہری نظر ڈالتے تھے، بلکہ ضروری باتوں کی تصحیح اور حسب موقع اعراب باللفظ اور اعراب بالاصطلاح وغیرہ کے ذریعہ متعدد طریقوں سے ان کی کچھ اس طرح نشان دہی کر دیتے تھے کہ بعد کے پڑھنے والوں کو سمجھنے میں کسی طرح کی دشواری بھی نہ ہو اور نفس مطلب تک پہنچنے کے لیے انھیں غیر ضروری و غیر متعلق الفاظ و عبارات سے بھی نہ گزرنا پڑے۔ امام احمد رضا کے حدیثی شروح و حواشی کا یہ امتیاز روشن ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے مطالعہ کرنے والوں کے لیے نوع بنوع سہولیات و ملائمات کے دوش بدوش اُن کے مبلغ علم میں اضافات فراواں کے سامان بھی مہیا کرتی چلی جاتی ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شارح گرامی نے تنقید مفہوم ہی نہیں بلکہ تعین مفہوم اور تفسیر مفہوم پر بھی نہایت باریکی اور سنجیدگی کے ساتھ توجہ دی ہے۔ مثال کے طور پر کہیں کوئی اسم مکان آیا ہے تو اس کے تعلق سے صرف باریک ترین تسامح کی طرف ہی حسب ضرورت اشارہ نہیں کیا گیا بلکہ اس کے لیے نہایت نفیس و پُر حزم تحقیقی وضاحت سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے جغرافیائی محل وقوع اور اس کے سمت وغیرہ کی بھی تعیین و صراحت کر دی گئی ہے۔ مثلاً:

"قولهٗ المسجد: لا بالمسجد بل قریةٌ ......۱۴ قولهٗ دون المسجد: لعلهٗ ذالک المسجد الکبیر ......۱۵ قوله ثم المسجد: المسجد الصغیر ......۱۶ قوله فی المسجد الفتح: وهو بالمدینة دعا النبی صلی الله علیه و آله وسلم فیه فاستجیب لهٗ ......۱۷ قولهٗ وانت ذاهب: قید بذالک لان الجائی من مکة یکون لهٗ منصرف الروحا حدهٗ الشمالی والمراد ههنا الحد الجنوبی......۱۸"

بلاشبہہ یہ حدیثی شروح و حواشی صد پہل خوبیوں اور خصوصیتوں کے حامل ہیں اور بہ ہمہ وجوہ حدیث اور اصولِ حدیث میں اپنے شارح و محشی کی عالمانہ فضیلت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں متعلقہ علم و فنون سے اُن کے گہرے وقوف کی واضح مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ شارح کا بالعموم وطیرۂ کار ہے کہ وہ حد درجہ فنی ممارست کے ساتھ، اقتضاے مقام کے بموجب اپنے اشارات حوالۂ قرطاس فرماتے اور جہاں کہیں صاحب متن سے رواۃ حدیث کے نام میں کسی نوعیت کی کوئی لغزش، غلطی یا بھول چوک ہو جاتی ہے وہ نہ صرف یہ کہ مستند اور معقول و معتبر حوالہ و اشارہ کر کے اس کی نشان دہی اور درستگی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ بلکہ اپنے گہرے اور وسیع و تحقیقی مطالعہ کی بدولت قارئین کے علمی سرمایہ میں اضافہ کا

سامان یوں بھی مہیا کردیتے ہیں کہ کہیں صاحب متن ایک راوی کا نام لیتے ہیں تو وہ نہایت برجستگی کے ساتھ مدلل طریقے سے مزید راویوں کے نام بھی بتادیتے ہیں۔ مثلاً:

قولہٗ وعن عمر بن عوف الانصاری است: الصواب عمر و کما فی الترمذی ......۱۹ و روی عن عبید اللہ بن عمر: قلت قد رواہ ابن ماجہ. ص ۱۵۰ من طرق الی المقدام عن محمد بن کعب عن ابن عباس مرفوعا ۲۰

اتنا ہی نہیں بلکہ کہیں راوی کا نام آتا ہے تو جرح و تعدیل کے اعتبار سے بھی اس کے مرتبہ کی وضاحت فرماتے اور اس سلسلے میں اختلافاتِ اقوال کی نشان دہی بھی کردیتے ہیں، مثلاً:

قولہٗ حدثنا علی بن المنذر: قال ابن ابی حاتم صدوق ثقہ وقال النسائی شیعی محض ثقہ میزان الاعتدال ولم یذکر فیہ جرحا ۲۱

اور کہیں مضمونِ حدیث کو تفسیر ماثورہ کی مدد سے مبرہن فرماتے اور اس کی تخریج کے طرق و حوالہ جات میں مزید اضافات سامنے لادیتے ہیں۔ ۲۲ ظاہر ہے کہ امام احمد رضا چونکہ تخریجات وطرقِ احادیث، جرح و تعدیل اور رجالِ حدیث کے ناموں پر زبردست استحضار علمیہ کے حامل ہیں اس لیے وہ مطالعۂ متون کے دوران دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ نقدِ رجال کے تعلق سے بھی کشفِ احوال میں اگر صاحبِ متن سے عبارت نقل کرتے ہوئے سہو یا کوئی تقصیر ہوتی ہے تو اسے تمام تر لفظی تفصیلات اور عالمانہ توضیحات کے ساتھ بیان کردیتے ہیں۔ ۲۳ اور اگر کہیں موضوعات کے تعلق سے کوئی تسامح یا کوئی خاص فنی و علمی نکتہ سامنے آتا ہے تو اسے بتادیتے ہیں۔ مثال کے طور پر علامہ سیوطی کی موضوعات کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "**قولہ فھذا حدیث فی الموضوعات: حدیث فی البخاری ۲۴**

اسی طرح اگر کہیں متن کتاب میں حدیث کی مختلف نوعیت کا اصطلاحی ذکر آتا ہے تو بجائے اس کے کہ عام شارحین کی طرح اصطلاحوں کی فنی تعریفات نقل کرکے اور ان کی کچھ مثالیں پیش کرکے عہدہ برآ ہو جائیں، امام احمد رضا خصوصی انداز یوں اپناتے ہیں کہ اُن حدیثی اصطلاحات کے احکام کی نہایت عمدگی سے توضیح کرکے گویا مطالعۂ مضمون کو انتہائی خوب صورتی اور چابک دستی کے ساتھ فقہ الحدیث اور عقاید معمولہ کی وضاحت وصراحت سے ہم آہنگ بنا دیتے ہیں۔ مثلاً:

"قولہ وعنعنہ از خوف تدلیس معتبر نیست: ایں بر طریق محدثان ست ائمہ ما حقیقتِ ارسال را قادح نداانند تا باحتمال وخوف اوچہ رسد، کما نصوا علیہ فی فصول البدائع وغیرہا من کتبہا...... قولہ متصل السند تا منتہی ثابت شدہ باشد: ایں قید برنگ محدثان ست نزد ائمۂ حنفیہ و جمہور ائمہ نہ اتصال شرط صحت و صفات نہ انقطاع، مورث ضعف ...... قولہ احادیث مستور و مدلس و مرسل: ۶ تیم بر بر (کذا) طریق محدثان ست نزد ائمۂ حنفیہ احادیث مستور و مدلس و مرسل ہمہ مقبول ست بے حاجت اعتبار و انجبار کما نصوا علیہ ...... قولہ واگر

زیاد از و بود مشہور و مستفیض خوانند: این نیز باصطلاح محدثان ست نزد ما ایں ہمہ احادست و مشہور آنکہ در صدر اوّل فرد بودہ باز متواتر شدہ کمافی مسلم الثبوت و شرحہ......۲۵

اور جہاں ضرورت ہوتی ہے، صاحب کتاب کی بروقت نامکمل تحقیق کو یوں آگے بڑھا دیتے اور مکمل کر دیتے ہیں:

"قولہ در کتب احادیث عدد ایں خطوط در نظر نیامدہ: اقول قد وقع فی سنن ابن ماجہ من حدیث جابر بن عبداللہ خطہ خطین عن یمینہ وخط خطین عن یسارہ......۲۶

شروح و حواشی کی ترتیب میں امام احمد رضا بریلوی کا طریقۂ کار یہ ہے کہ وہ صرف کتابوں کے نام پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ حسبِ ضرورت جابجا اسمائے کتب کے ساتھ ساتھ جلد نمبر اور صفحہ نمبر کی بھی صراحت کر دیتے ہیں، مثلاً:

قولہٗ عن عائشۃ مرفوعا بھذا: اقول بل اوردہٗ فی الجامع الکبیر. ج ۱، ص ۳۳۱ وقال فی اٰخرہ الدعمی عن ثوبان......۲۷

اتنا ہی نہیں بلکہ امام ممدوح زیرِ بحث کتب کے مسودات میں یہ اہتمام بھی رکھتے ہیں کہ جہاں کہیں متن سے کوئی قول لیتے ہیں اپنے حواشی و شروح کے دائیں حاشیہ پر اصل متن کے صفحات کی اور بائیں حاشیہ پر اصل متن کے "ابواب و کتب" کی نشان دہی فرما دیتے ہیں اور مزید اس سے بھی زیادہ نسخۂ شرح کے آغاز میں تو یہ اہتمام بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے شرح کے لیے جو نسخہ سامنے رکھا ہے اس کے حصول و دست یابی کی پوری تفصیل، مقام و تاریخ، متعلقہ اشخاص کے نام اور یہاں تک کہ قیمتِ خرید کی وضاحت کے ساتھ درج کر دی ہے۔ ۲۸ جس سے بلاشبہ اُن کے تحقیقی مزاج اور افادیت بداماں و محتاط انداز کا ثبوت ملتا ہے۔

بلاشبہ امام احمد رضا بریلوی نے حدیثی شروح و حواشی کے طور پر جو کچھ لکھا ہے اس میں حد درجہ متانت و علمیت اور تحقیقاتی شان ملتی ہے اور اس بات سے متعلقہ علوم و فنون میں اُن کے کامل درک و تبحر اور اُن کی اعلیٰ ترین مقصدیت اور مبصرانہ صلاحیت سامنے آتی ہے کہ وہ صاحبانِ متن کی علمی گرفت میں نہ تو کسی نقدِ بیجا سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی کسی طرح کے فنی تساہل کو راہ دیتے ہیں بلکہ اپنے مطالعہ کی وسعت اور اپنی حدیث دانی کے جذبۂ اظہار سے بالکل ماورا ہو کر نہایت ہی خلوص و دیانت کے ساتھ جہاں کہیں متن کے درمیان کسی بیان میں کسی قسم کا بھی کوئی باریک تسامح ملتا ہے وہ اُسے برجستہ بتا دیتے ہیں۔ اگر کہیں روایت عن الآباء کے سلسلے میں صاحبِ متن سے کوئی سہو ہو جاتا ہے یا اسمِ راوی میں کہیں کسی قسم کا کوئی باریک تسامح در آتا ہے تو وہ اس کی باقاعدہ تصحیح اور وضاحت فرما دیتے ہیں، مثلاً:

قولہٗ قیل لہٗ رویۃ عن ابیہ: ھذا خطاء و وھم و کیف تکون لہٗ رویتہ وانما کان لابیہ

سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسع سنین حین وفات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما فی التقریب والرویۃ لابیہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۹ ...... قولہ عن شریح بن عبیدۃ: الذی فی التقریب شریح بن عبید بدون التاء ثقۃ کثیر الارسال من الثالثۃ مات بعد المائۃ ۳۰

امام احمد رضا کے شروح وحواشی کا انداز یہ ہے کہ وہ کہیں:

قولہ فی الترجمہ: ھذا خطاء فاحش منھم نشاء من اشتراک الاسمین. ۳۱

کہہ کر رجالِ حدیث کے سلسلے میں نام وکنیت کی غلطی بتا دیتے ہیں۔ کہیں راوی کا نام تو "قولہ محمد بن عیسیٰ: اخو الاسحاق" ۳۲ کہہ کر اس کی مزید تعیین فرما دیتے ہیں اور جہاں کہیں اپنے خصوصی مطالعہ کی بنیاد پر اضافات فرماتے ہیں وہاں باقاعدہ صفحہ نمبر کے ساتھ کتابی حوالے بھی دے دیتے ہیں۔ ۳۳ اتنا ہی نہیں بلکہ صاحبِ متن سے اگر رموزِ حدیث کی پیش کش میں کوئی کمی رہ جاتی ہے یا متعلقہ سنین کے بیان میں کوئی غلطی دَر آتی ہے تو علمِ تاریخ الحدیث اور دوسرے متعلقہ علوم الحدیث کی روشنی میں اس کی نشان دہی اور درستگی کا فریضہ بھی بخوبی انجام دیتے ہیں۔ مثلاً:

قولہ (خت د): والترمذی ایضا فی اشراط الساعۃ من الفتن وحدیث عمران بن حصین ...... ۳۴ قولہٗ (تم زس): قلت رمزا لتقریب ت س ...... ۳۵ قولہٗ ابراھیم ت: بل دت س ...... ۳۶ قولہٗ بعد السبعین ومأتہ: ھذا عجیب وقد ارخ موتہ فی التقریب والتھذیب سنتہ وستین ومائۃ ...... ۳۷ قولہٗ احد حجۃ الوداع: بل کلھم اسلو اقبلھا وشھد وھا کما یاتی ص۴۰۳ ...... ۳۸ قولہٗ ھو الاسود بن ابی البختری: اقول لکن ذکر فی الکامل. ج۳، ص۹۹ عن الاشتر انہ قتل یوم الجمل اخذا وطام الجمل ۳۹

مذکورہ تجزیاتی نکات پر مستزاد امام احمد رضا کی تشریحی کتبِ حدیث کا ایک نمایاں اختصاص یہ بھی ہے کہ جہاں کہیں متن میں حسبِ موقع "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" نہیں لکھا جا سکا ہے اُسے برمحل اضافہ کرنے کا وہ اہتمام رکھتے ہیں۔ ۴۰ اور اگر کہیں کوئی ایسا موقع آتا ہے جہاں متنِ کتاب کے بین السطور سے مرتبۂ رسول، صحابیات کی عظمت وعصمت یا صحابۂ کرام کی شان اور حدیثی علوم وفنون کی طہارت اور اس کے استحکام پر کسی پہلو سے بھی حرف آنے یا کوئی علمی ضرب پڑنے کا امکان ہو تو ایسی فاحش غلطی کی نشان دہی اور اس کی عالمانہ تصحیح ودرستگی میں کچھ بھی توقف اور تساہل سے کام نہیں لیتے ہیں۔ ۴۱ غرض کہ امام احمد رضا کے شروح وحواشی جیسا کہ پہلے بھی بار بار کہا جا چکا ہے، مختلف جہتوں سے متعلقہ علوم وفنون میں اُن کے کمالِ تبحر، اُن کی بے پناہ صلاحیت اور برجستہ علمی گرفت کے لیے ان کے تعمقاتِ نظر کی نشان دہی میں بہمہ صورت کامیاب اور یہ بتانے کے لیے بہمہ طور کافی ہیں کہ وہ نہایت ہی بلند اور ممتاز ومنفرد محدثانہ حیثیت کے حامل تھے۔

حوالہ جات

۱ عکس صفحہ، حواشی المقاصد الحسنۃ، مشمولہ بہ کتاب "محدث بریلوی" (عکسِ نوادرات) ص ۱۲۲
۲ عکس صفحہ، حاشیہ اصابۃ فی معرفۃ الصحابہ مشمولہ "مقدمہ جامع الاحادیث" (تقاریظ) ص ۸۸
۳ عکس صفحہ، حاشیہ ارشاد الساری جلد ثانی مشمولہ مقدمہ جامع الاحادیث (تقاریظ) ص ۸۵
۴ عکس صفحہ، حاشیہ اصابہ، مقدمہ جامع الاحادیث ص ۸۸
۵ عکس صفحہ، حاشیہ ارشاد الساری، جلد ثانی مشمولہ مقدمہ جامع الاحادیث ص ۸۵
۶ عکس صفحہ، حاشیہ میزان الاعتدال، جامع ص ۸۹
۷ عکس صفحہ، حاشیہ خلاصہ تہذیب الکمال، جامع ص ۹۲
۸ و ۹ جامع ص ۸۵ ش
۱۰ عکس صفحہ، حاشیہ ارشاد الساری، جلد اوّل، جامع ص ۸۴
۱۱ تفصیلات کے لیے عکس صفحہ اصابہ، جامع ص ۸۷
۱۲ جامع ص ۹۱
۱۳ تا ۱۶ عکس صفحہ، شرح صحیح البخاری مشمولہ کتاب محدث بریلوی ص ۱۲۶
۱۷ عکس صفحہ، حواشی الترغیب والترہیب، محدث ص ۱۳۱
۱۸ محدث ص ۱۲۶
۱۹ عکس صفحہ، اشعۃ اللمعات، محدث ص ۱۲۹
۲۰ جامع
۲۱ عکس صفحہ، حاشیہ ابن ماجہ، جامع ص ۹۳ و محدث ص ۱۲۷
۲۲ مثلاً عکس صفحہ حواشی شرح الصدور، محدث ص ۱۲۸
۲۳ تفصیلات کے لیے عکس صفحہ، حواشی کشف الاحوال فی نقد الرجال، جامع ص ۸۳
۲۴ عکس صفحہ، حواشی التعقبات علی الموضوعات للسیوطی، جامع ص ۸۲
۲۵ و ۲۶ محدث ص ۱۲۹ ۲۷ محدث ص ۱۲۲
۲۸ محدث ص ۱۳۱ ۲۹ جامع ص ۹۲
۳۰ عکس صفحہ حاشیہ مسند امام احمد بن حنبل، جامع صفحہ ۸۶
۳۱ جامع ص ۸۸ ۳۲ جامع، ص ۹۲
۳۳ تفصیلات کے لیے جامع ص ۸۸ و ص ۸۹
۳۴ و ۳۵ جامع ص ۹۲ ۳۶ جامع ص ۹۱
۳۷ جامع ص ۹۲ ۳۸ جامع ص ۸۷
۳۹ جامع ص ۸۷ ۴۰ جامع ص ۸۵ ۴۱ جامع ص ۸۷

xxxxxxxx

فلسفۂ نماز

از افادات: غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: خلیل احمد رانا

عالم کا ہر فرد اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح میں مشغول ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وان من شئی الا یسبح بحمدہٖ

(کوئی شے ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو)

ہر چیز کی تسبیح اس کے شایان شان اور مقتضائے حال کے موافق ہے، جو چیز جس حال میں ہے، اُسی حال میں اپنے رب کی تسبیح و عبادت کر رہی ہے۔ درخت، پہاڑ اور ہر بلند چیز قیام کی حالت میں اس کی تسبیح خواں ہے۔ اوپر آسمان، نیچے چوپائے، عالمِ رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہہ رہے ہیں۔ حشرات الارض اور بعض دوسری مخلوقات زمین پر سجدہ ریز ہوکر "سبحان ربی الاعلیٰ" پکار رہی ہیں۔ زمین اور اس کے ساتھ کئی چیزیں حالتِ قعود میں اپنے معبودِ برحق کی عظمت والوہیت کی شہادت دے رہی ہیں۔ پرندوں کو دیکھیے صف بستہ ہوکر اپنے رب کی حمد کے ترانے گا رہے ہیں۔ دریاؤں پر نظر ڈالیے حرکت کی حالت میں اپنے مالکِ حقیقی کے عبادت گزار ہیں۔ درختوں کو دیکھیے چُپ چاپ اپنے محبوب کی یاد میں محو ہیں۔ غرض قیام و قعود، رکوع و سجود، سکون و تحرک جس حال میں جو چیز جہاں نظر آتی ہے، اپنے رب کی تسبیح و ثنا میں مصروف و مشغول ہے۔

چونکہ انسان ان تمام افرادِ کائنات کی حقیقتوں کا جامع ہے، اس لیے ضروری تھا کہ اس کی عبادت عالم کے ہر فرد کا مجموعہ ہو۔ لہٰذا معبودِ حقیقی نے بہ تقاضائے حکمت افرادِ کائنات کی عبادتوں کے مختلف اور متعدد طریقے انسان کی عبادت میں شامل کر دیے۔ قیام و قعود، رکوع و سجود ان تمام چیزوں کی عبادتوں کا عطر ہیں، جو ان حالتوں میں رب کریم کی عبادت کرتے ہیں۔ نماز میں سکون بھی ہے اور حرکت بھی، قیام سے رکوع اور رکوع سے سجود کی طرف منتقل ہونا حرکت ہے اور صف بستہ کھڑے ہوکر وقوموا للہ قانتین کا حکم بجا لانا سکون ہے۔ اس بیان پر غور کرنے سے اچھی طرح واضح ہوجائے گا کہ ہماری نماز ایسی عبادت ہے جو فطرتِ انسانی کے عین مطابق اور اس کی حقیقت کی شان کے لائق ہے۔

دوسرے مذاہب نے بھی رب کریم کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی عبادت کے طریقے بتائے ہیں، لیکن اُن تمام میں نماز کی سی جامعیت ہے نہ مقتضائے فطرت کی رعایت۔ جب یہ نہیں تو اُن معنوی و

روحانی خوبیوں کا کیا ذکر جو اسلامی نماز کی روح رواں ہے۔

جس طرح پیغمبر اسلام ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جمیع انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام کمالاتِ علمیہ وعملیہ بلکہ ساری مخلوقات کی ہر خوبی کے جامع و حامل ہیں، اسی طرح آپ کا دینِ مقدس دینِ اسلام تمام ادیانِ عالم کی خوبیوں اور محامد و مکارم و فضائل و کمالات کا عطر و خلاصہ ہے۔ بالکل اسی طرح سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمائی ہوئی نماز تمام مذاہب کی عبادتوں اور نمازوں کا بہترین لب لباب ہے۔

اہلِ بصیرت حضرات سے یہ امر مخفی نہیں کہ بعض اہلِ مذاہب کی نماز صرف سجدہ تھا، بعض کی نمازوں میں صرف رکوع تھا، بعض اہلِ مذاہب کی نماز محض قیام پر منحصر تھی، بعض جہلا چند بے معنی حرکتوں کے مجموعے کو عبادت سمجھتے تھے۔ ہمارے دین میں ان تمام عبادات کی ناقص اور منفرد صورتوں کو بہترین اور فطری اصول کی ترتیب کے ساتھ مرتب کر کے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ جس اہلِ مذہب کو اپنی مذہبی عبادت کی محبوب صورت کی تلاش ہو، وہ اسلامی عبادت (نماز) کو قبول کرے، اس دولت کو پا کر وہ اپنے سرمایۂ عبادت میں کسی قسم کی کمی محسوس نہ کرے گا، بلکہ جو کچھ اس نے وہاں چھوڑا ہے اس سے بہت زیادہ پائے گا۔

گویا انسان کے لیے اسلام کے سوا اب کوئی دین قابلِ عمل رہا ہی نہیں، اس لیے تمام ادیانِ عالم کے انوار و حقائق اسلام میں اس طرح مدغم ہو گئے جس طرح بحرِ ذخار میں شبنم کے چند قطرے۔

نماز ہر دن رات میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ، جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر کے سکھایا، نماز کہلاتا ہے۔ تو گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام طریقۂ نماز ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ طریقۂ نماز آسمانی تحفہ ہے جو معراج کی رات ملا۔ آسمانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ''احمد'' ہے اور نماز بھی لفظ ''احمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہے۔ دیکھیے قیام ''ا'' (الف) ہے، رکوع ''ح'' (حاء) ہے، سجدہ ''م'' (میم) ہے اور قعدہ ''د'' (دال) ہے۔

اعمالِ صالحہ میں نماز سب سے افضل و مقدم ہے، اکثر مسلمان نماز پڑھتے ہیں مگر نماز کی خوبیوں سے پوری طرح واقف نہیں، حدیث شریف میں ہے:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: (۱) کلمۂ شہادت (اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور (۲) نماز اور (۳) زکوٰۃ اور (۴) حج اور (۵) رمضان کے روزے (متفق علیہ)۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو نماز ان پانچوں کا مجموعہ ہے۔ ہر نمازی تشہد میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں اسلام کی پہلی بنیاد یعنی کلمۂ شہادت موجود ہے۔ اسی طرح نماز میں زکوٰۃ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ

نمازی جو کپڑا ستر عورت اور جسم ڈھانکنے کے لیے نماز پڑھنے کی نیت سے خرید کر پہنتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوش نودی حاصل کرنے کے لیے ہے۔ یہ لباس جو شرعاً مال ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرنا بمنزلہ زکوٰۃ ہے۔ اور وہ نمازی جتنی دیر تک نماز میں مشغول رہے گا کھانے پینے اور ہر قسم کی حوائج بشریہ کے پورا کرنے سے بھی باز رہے گا۔ عبادت کی نیت سے نمازی کا ان چیزوں سے باز رہنا بمنزلہ روزہ ہے۔ پھر سمتِ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا، رکوع اور سجدہ کرنا بمنزلہ حج کے ہے۔

نماز ہر سمجھ بوجھ والے بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے۔ جب لڑکا، لڑکی کی عمر سات سال ہو جائے تو نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر پڑھانی چاہیے کیونکہ تر شاخ کو جدھر پھیریں پھر جاتی ہے اور جب خشک ہو جائے تو یہ حالت نہیں رہتی۔

اسلام میں جتنی نماز کی تاکید ہے کسی عبادت کی نہیں۔ اس کے فضائل بہت ہیں اور اس کے چھوڑنے والوں کے لیے بڑے بڑے دردناک عذاب مقرر ہیں۔ اس میں ایک ایسی بات ہے جو کسی عبادت میں نہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے! **ان الصلوۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر (القرآن)** یعنی نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

بعض لوگوں کو یہاں تردد لاحق ہوتا ہے کہ اگر نماز واقعی برائیوں سے روکتی ہے تو نماز پڑھنے کے باوجود مسلمانوں سے منکرات کا صدور کیسے ہو جاتا ہے؟ نماز کا مقتضا تو یہ ہے کہ نمازی کو برائیوں سے باز رکھے، کیونکہ نماز ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی بندگی کا اعتراف اور خدا کی معبودیت اور اس کی اطاعت کا عہد اور اقرار کرتا ہے۔ اس عہد و اقرار کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس پر قائم رہے۔ ظاہر ہے کہ جب وہ اس قول و قرار اور عہد و پیمان پر قائم نہیں رہتا اور برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز کا تقاضا بدل گیا۔ کیونکہ اگر نمازی، نماز کا تقاضا پورا نہ کرے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ اس کی نماز اسے زبانِ حال سے روک رہی ہے کہ تو نے معصیت اور برائی سے باز رہنے کا جو عہد و پیمان کیا تھا اس کی خلاف ورزی نہ کر۔ لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھنے کے باوجود نماز کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ انسانیت کا تقاضا رحم دلی و حسن خلق اور لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنا ہے۔ اب جو لوگ انسان ہونے کے باوجود سنگ دلی، بے رحمی اور درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور انسانیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے، انسانیت انہیں وحشت و بربریت سے روکتی ہے، مگر وہ روکے نہیں رُکتے۔ صرف نماز ہی فواحش و منکرات سے نہیں روکتی بلکہ اللہ تعالیٰ خود بھی روکتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر

خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**عن الفحشاء والمنکر**"، معلوم ہوا کہ نماز بھی فواحش و منکرات سے

روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی بے حیائی اور برے کاموں سے روکتا ہے، لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود نہیں رکتے، وہ نماز کے روکنے سے کہاں رُک سکتے ہیں، معلوم ہوا کہ برائی سے رکنے کا تقاضا اور ہے اور برائی سے رکنا یہ علاحدہ بات ہے، ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ نماز روحانی امراض کی ایک دوا ہے، جس طرح جسمانی دواؤں میں بعض امراض کو روکنے اور دور کرنے کی خاصیتیں ہوتی ہیں، اسی طرح نماز میں بھی فواحش اور منکرات سے روکنے اور انہیں دور کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے، لیکن اس قسم کی خاصیتوں کے ظاہر ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ جس دوا کو ہم نے جو فایدہ حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا ہے اس کے بعد ہم کوئی ایسی چیز استعمال نہ کریں جو اس فایدہ کو ضائع کردے۔ اگر اس کے خلاف کیا گیا تو دوا کی خاصیت کبھی ظاہر نہ ہوگی اور اس دوا سے مطلوبہ فایدہ حاصل نہ ہوگا، بلکہ مضر چیزوں کا نقصان مفید دواؤں کی خاصیتوں اور فواید پر غالب آجائے گا۔

بالکل اسی طرح ایک شخص نماز پڑھنے کے بعد جھوٹ بولتا ہے یا کسی کی غیبت کرتا ہے یا اس سے معصیت صادر ہوتی ہے تو یقیناً وہ نماز کے اصل فواید اور اس کی خاصیت سے محروم رہے گا۔ اس شخص کی محرومی کی وجہ یہ نہیں کہ نماز میں وہ فایدہ نہیں پایا جاتا، بلکہ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ نمازی نے نماز کے بعد ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس کی مضرت نے نماز کی منفعتوں سے اسے محروم کردیا۔

علاوہ ازیں اس بات کا انکار تو کوئی نہیں کرسکتا کہ نمازی جتنی دیر نماز میں مشغول رہتا ہے، اتنی دیر تک تو ہر حال اس کی نماز اسے فواحش اور منکرات سے روکتی ہے۔ اب اگر وہ نماز صحیح معنوں میں ادا کی ہے اور اس پر ہمیشگی اختیار کی تو نماز پڑھنے کے بعد بھی برائیوں سے محفوظ رہے گا۔ تو جو لوگ صحیح معنوں میں نماز ادا نہیں کرتے اور اس پر ہمیشگی اختیار نہیں کرتے تو اگر وہ ہمیشہ کے لیے برائی سے محفوظ نہیں رہ سکتے تو کم از کم نماز پڑھنے کے دوران تو یقیناً برائیوں اور فواحش سے محفوظ رہتے ہیں اور اُن کے حسب حال نماز کا برائیوں اور بُرے کاموں سے رُکنا ان کے حق میں بلا تامل پایا جاتا ہے۔

صحیح معنیٰ میں نماز پڑھنے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان صرف جسم اور جسمانی اعضا اور زبان ہی سے ادا نہ کرے بلکہ اپنے دل میں خدا کی یاد، اس کا خوف اور اس کے لیے عاجزی کی کیفیت پیدا کرکے نماز کی معنویت اور اس کی روح کو حاصل کرے تو یقیناً اس کی نماز اسے فواحش و منکرات سے روک دے گی۔ اس سے برائی کا ارتکاب نہیں ہوسکے گا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین، مخلصین اور صالحین کی نمازیں اسی نوعیت کی ہوتی ہیں کہ وہ اللہ اکبر کہنے کے بعد حقیقتاً اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ خدا کے دربار میں حاضر ہیں، وہ خدا کے روبرو کھڑے ہیں، خدا اُن کے سامنے موجود ہے، اُن کا دل خدا کی یاد میں مشغول اور ان کی روح بارگاہِ خداوندی میں حاضری کی لذتوں سے مسرور ہوتی ہے۔ خشوع اور خضوع کی کیفیات سے اُن کا دل و دماغ متاثر ہوتا ہے، "قد افلح المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون" کا مصداق ہوتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۳۱)

کیا ماہِ صفر نزولِ آفات کا مہینہ ہے؟

احقر العباد: محمد شہزاد مجددی
دارالاخلاص (مرکزِ تحقیقِ اسلامی)، ۳۹۔ ریلوے روڈ لاہور

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالے کا ارشاد ہے:

ما اٰتکم الرّسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا.

"جو کچھ یہ رسول تمھیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کردیں اس سے رک جاؤ"۔

آج کل عام طور پر علومِ شریعت سے ناواقفیت کی بنا پر لوگوں میں کچھ ایسی باتیں بطورِ دین اور عقیدہ رائج ہوگئی ہیں جن کا شریعتِ اسلامیہ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان بے سروپا واقعات اور قصہ کہانیوں کے فروغ میں زیادہ تر حصہ کم علم واعظین اور غیر مستند تحریری مواد کا ہے۔ ایسے ہی بے بنیاد مگر مشہور توہمات میں سے ایک یہ ہے کہ ماہِ صفر نزولِ آفات کا مہینہ ہے۔ اور اس میں ایک خطرناک قباحت یہ ہے کہ بیان کرنے والے اسے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **من قال عنّی ما لم اقل فلیتبوّأ مقعدہ من النار.** ترجمہ: "جس نے میری طرف سے وہ بات بیان کی جو میں نے نہیں کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا"۔ (متفق علیہ)

یہ حدیث مبارکہ صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی تمام مشہور اور بڑی کتابوں میں تواتر سے روایت کی گئی ہے۔ جس کے راویوں میں چار خلفاے راشدین اور ان کے علاوہ عشرہ مبشرہ میں شامل دوسرے چھ صحابہ کرام شامل ہیں۔

ماہِ صفر کے حوالے سے فرضی اور خود ساختہ روایات کا بھی بہت چرچا ہے۔ صوفیانہ تذکروں، ملفوظات اور مواعظ پر مبنی کتب میں ایسی روایات بکثرت ملتی ہیں جن کی نشان دہی ائمۂ محدثین نے بڑی جانچ، پرکھ اور تحقیق کے بعد اپنی اپنی کتب میں کردی ہے۔ چنانچہ امام حسن بن محمد الصّغانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

۱) **وَمنھا قولھم من بشّرنی بخروج صفرٍ بشّرتہ بدخول الجنّۃ.**

(موضوعات الصغانی، جلد:۱، ص:۲۳)

"اور ان روایات میں سے ایک قول یہ ہے کہ جو شخص مجھے ماہِ صفر کے گزر جانے کی خوش خبری سُنائے گا میں اسے جنّت میں داخلے کی بشارت دیتا ہوں"۔

۲) ملّا علی بن سلطان القاری لکھتے ہیں: **من بشّرنی بخروج صفرٍ بشّرتہ بالجنّۃ.... لا اصل لہ. (الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعۃ، ص:۶۹)**

"جس شخص نے مجھے ماہِ صفر کے گزر جانے کی بشارت دی میں اُسے جنّت کی بشارت دیتا ہوں ......اس کی کچھ اصل نہیں"۔

۴) امام احمد بن اسماعیل العجلونی رقمطراز ہیں: (من بشّرنی بخروج صفرٍ بشّرته بالجنّة) قال القاری فی الموضوعات تبعاً للصغانی لا اصل له.

((رقم ۲۴۱۶، ج:۲،ص ۳۰۹)

"(جس شخص نے مجھے ماہِ صفر کے گزر جانے کی بشارت دی میں اسے جنّت کی بشارت دوں گا) ملّا علی القاری نے موضوعاتِ کبیر میں امام الصغانی کی متابعت میں کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں"۔

صفر کے مہینے کے حوالے سے پایا جانے والا نحوست کا تصوّر کافی پرانا ہے۔ اسی منظر میں بعض ایسی روایات بھی وضع کی گئیں جن میں سورج گرہن اور چاند گرہن کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ امام ابن جوزی لکھتے ہیں:

حدیث احمد الجویباری ثنا وھب عن وھب عن ابن اسحاق عن الزھری عن انس رفعه اذا انکسف القمر فی المحرم کان البلاء والقتال وشغل السلطان واذا انکسف فی صفر کان نقص الامطار والمیاه واذا انکسف ...... فذکر ھذیاناً موضوعاً فیه کذابان.

احمد الجویباری کی روایت وہب بن وہب عن ابن اسحاق عن الزہری عن انس مرفوعاً: کہ جب چاند گرہن محرم میں ہو تو وہ آفات، جنگ و جدل اور حاکمِ وقت کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے اور جب گرہن ...... الخ۔ پھر اس نے مزید ہذیانات کہے ہیں۔ اس روایت میں دو راوی کذّاب ہیں۔

عام طور پر سادہ لوح عوام سُنی سنائی باتوں کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ ماہِ صفر آفات اور بلاؤں کے نزول کا مہینہ ہے۔ حالانکہ اس وہم اور خیالِ باطل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ آیئے شریعتِ مطہرہ اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں اصل حقیقت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا عدوٰی ولا صفر ولا ھامه۔

"چھوت چھات کوئی چیز نہیں صفر (کی نحوست) کوئی چیز نہیں اور اُلّو (کی نحوست) کوئی چیز نہیں"۔

(صحیح بخاری، کتاب الطب، رقم: ۵۳۱۶، ۵۳۶۸. صحیح مسلم، کتاب السلام: ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸. سُنن ابی داؤد. مسندِ احمد)

یہ روایت مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ صحیح مسلم ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: "بیماری لگنے اور ہامہ کی نحوست اور ایک خاص ستارہ کے طلوع و غروب ہونے کے اثرات پر اور صفر کی نحوست پر اعتقاد رکھنا باطل ہے"۔ (مظاہرِ حق، ۴۲۹: جلد۳، مشکوٰۃ۔ مترجم)

یہ بات ہر مسلمان کے لیے بنیادی عقیدے کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خیر و

شر یعنی تقدیر پر کامل ایمان رکھے۔ اسی عقیدے کی حفاظت کے پیش نظر قرآن وسنت میں مسلمانوں کو اس قسم کی خرافات اور توہمات سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما اصابک من سیئة فمن نفسک. (النساء: ۷۹)

''اور تمھیں کوئی برائی لاحق نہیں ہوتی مگر تمھاری اپنی ہی ذات کے سبب''۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم. (الشوری: ۳۰)

''اور جو مصیبت بھی تمھیں لاحق ہوتی ہے وہ تمھارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے''۔

ان آیاتِ کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ دنیا میں نازل ہونے والی آفات اور بلائیں انسانوں کے بُرے اعمال اور گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

حقیقت سے انحراف انسان کے اندر ایسی خفیہ طرز کی اعتقادی کمزوریاں اور توہمات پیدا کردیتا ہے جن سے فایدہ اُٹھا کر شیطان اُسے شرک میں مبتلا کردیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ:

''جس شخص کو بدشگونی نے کسی کام کے کرنے سے روک دیا یقیناً اُس نے شرک کیا''۔ (مسندِ احمد)

صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا دورِ جاہلیت میں معروف تھا اور اہلِ عرب کہتے تھے کہ صفر نحوست والا مہینہ ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی۔ جیسا کہ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں محمد بن راشد المکولی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اہلِ جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے تھے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ صفر کو منحوس خیال کرنے کا تعلق اسی بدفالی یا بدشگونی کے تصور سے ہے جو شریعت میں ممنوع ہے۔ چنانچہ امام ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں' صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا بدشگونی کے قبیل سے ہے۔ جس سے کہ منع کیا گیا ہے اور ایسے ہی بعض دنوں کی نحوست کا تصور جیسے بدھ کا دن۔ اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ یہ دن مستقل نحوست کا ہے حالانکہ یہ روایت وضعی یعنی جعلی اور موضوع ہے۔

جبکہ اس کے برعکس مسندِ احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے موقع پر سوموار' منگل اور بدھ کے دن دعائیں فرمائیں تو آپ کی دعا بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان قبول کی گئی۔ ایسے ہی زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کا خصوصاً شوال کے مہینے میں نکاح کرنے کو منحوس سمجھنا وغیرہ۔ (لطائف المعارف: ۷۸۔ طبع بیروت)

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر اسلامی رویے کو توکل کے منافی فرمایا ہے۔ ابن رجب مزید لکھتے ہیں کہ نحوست کو کسی خاص زمانے یا مہینے سے مخصوص سمجھنا جیسے صفر کا مہینہ وغیرہ درست نہیں ہے۔

کیونکہ تمام زمانے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں جن میں انسان مختلف اعمال کرتا ہے۔ پس وہ تمام اوقات جن میں بندۂ مومن اللہ کی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے وہ اس کے لیے بابرکت زمانہ یا وقت ہے۔ اور وہ تمام اوقات جن میں بندہ اللہ کی نافرمانی میں مشغول ہوتا ہے وہ اس کے لیے منحوس ہے تو نحوست دراصل اللہ کی نافرمانی کا نام ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر نحوست کسی چیز میں پیدا ہوتا ہوتو یہ چیز اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہوگی یعنی اس کی زبان اور فرمایا: زبان سے بڑھ کر کوئی چیز شدت سے قید کرنے کے لائق نہیں۔

سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے:

"غلاموں (ماتحتوں) سے نیک سلوک کرنا سعادت اور ان سے بدسلوکی کرنا نحوست ہے"۔

(لطائف المعارف: ۷۹)

مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بداخلاقی نحوست ہے"۔

خلاصہ یہ کہ کوئی نحوست گناہ اور اللہ کی نافرمانی سے بڑھ کر نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جاتا ہے اور جب وہ کسی بندے سے ناراض ہو جائے تو وہ دنیا و آخرت میں بدبخت قرار پاتا ہے۔ اگر وہی ذات کریم بندے سے راضی ہو جائے تو وہ دنیا و آخرت کی سعادتیں سمیٹ لیتا ہے۔

ہندستان کے مسلمانوں میں بھی زمانہ جاہلیت کی طرح توہم پرستی عام ہے اور علمۃ الناس اسی کے غلبے میں صفر کے مہینے کے علاوہ منگل اور ہفتے کے دنوں کو منحوس خیال کرتے ہیں۔

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے حوالے سے راہنمائی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومنها صلوة الاربعاء الاخر من شهر صفر وهي ركعتان تصليان وقت الضحىٰ في اولهما بعد الفاتحه يقرء قل اللّهم مالك الملك الايتين مرة وفي الثانية قل ادعوا الله او ادعو الرحمٰن الايتين ويصلي على النبي ﷺ بعد ما يسلم ثم يقول اللهم اصرف عنّي شر هذا اليوم واعتصمني من شومه واجعله على رحمة وبركة وجنبني عما اخلف فيه من نحوساته وكرماته بفضلك يا دافع الشرو يا مالك النشور يا ارحم الراحمين.

"ان ہی (موضوع روایات) میں سے ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کی نماز بھی ہے۔ یہ دو رکعت نماز ہے جو چاشت کے وقت ادا کی جاتی ہے، ان دو میں سے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل اللھم مالک الملک ...... الخ دو آیتیں ایک بار پڑھی جاتی ہیں۔ اور دوسری رکعت میں قل ادعوا اللہ او

الدعو الرّحمٰن ...... الخ دو آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے اور پھر کہے۔ اللھم اصرف عنّی شر ھذا الیوم واعتصمنی من شومہ واجعلہ علی رحمۃ وبرکۃ وجنبنی عما اخلف فیہ من نحوساتہ و کرماتہ بفضلک یا دافع الشر و یا مالک النشور یا ارحم الراحمین. (الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، ص ۱۱۱، طبع ادارہ احیاء السنۃ، گرجاکھ، گوجرانوالہ)

صاحب بہار شریعت حضرت مولانا امجد العلی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں۔ اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔ لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ منحوس مانی جاتی ہیں اور ان کو ''تیرہ تیزی'' کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ''صفر کوئی چیز نہیں''۔ (یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے)۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینے کو بھی بہت لوگ بُرا جانتے ہیں اور اس کو ''خالی کا مہینہ'' کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں تین، تیرہ، تیئس، آٹھ، اٹھارہ اور اٹھائیس کو منحوس جانتے ہیں۔ یہ بھی لغویات ہیں۔

ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ ہند و پاک میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں۔ سیر و تفریح اور شکار کو جاتے ہیں۔ پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے اور خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا۔ اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔ بلکہ ان دنوں میں حضور ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ سب بے ثبوت ہیں۔ بلکہ حدیث شریف کا یہ ارشاد: لا صَفَرَ..... ''صفر کوئی چیز نہیں''۔ ایسی تمام خرافات کو ردّ کرتا ہے''۔ (بہار شریعت، جلد دوم، حصہ ۱۶، ص ۱۵۹)

پیشِ نظر مضمون کو معرضِ تحریر میں لائے جانے کا ایک بڑا سبب وہ مضمون بھی ہے جو اُردو پوائنٹ ویب سائٹ کے اسلامی صفحہ پر (ماہِ صفر نزولِ آفات کا مہینہ) کے عنوان سے شائع ہوا۔ طوالت سے بچنے کے لیے اس مضمون کے آخر میں بیان کی گئی کچھ خود ساختہ عبادات اور نوافل کے بارے میں بحث نہیں کی گئی البتہ محض خیر خواہی اور اصلاح کے جذبے سے یہ بتانا ضروری ہے کہ مذکورہ صدر نوافل اور عبادات میں سے کوئی عمل بھی نبی پاک ﷺ کی تعلیمات اور سنّت سے ثابت نہیں ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

انٹرنیٹ اور ایک علمی درس گاہ کا تصوّر

از: محمد شریف رضا عطاری، کراچی

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ کمپیوٹر و انٹرنیٹ اکیسویں صدی کی سب سے ترقی یافتہ ایجاد ہے۔ آج انٹرنیٹ اس لیے بہت اہمیت اختیار کرگیا ہے کہ اس کے ذریعے دنیا بھر کے تازہ ترین حالات و واقعات کی اطلاعات اور رابطے سیکنڈوں میں کیے جاسکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے تقریباً تمام علوم و فنون نیز اسلامی مواد کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہمہ وقت استفادے کے لیے موجود ہے۔

انٹرنیٹ کے ذریعہ قرآن پاک کو یونی کوڈ میں تبدیل کرنے (Convert) سے لیکر احادیث، سرچ انجن و کُتب و سافٹ ویئرز سمیت دن بدن نت نئی سہولیات سے اہلِ علم مستفید ہورہے ہیں۔ لیکن ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک چاقو کا مثبت استعمال یعنی ''سبزی، ترکاری و پھل وغیرہ کاٹنے کے لیے'' کیا جاتا ہے، وہیں اس کا مضر استعمال ''ناحق قتل کے لیے'' بھی کیا جاتا ہے۔ یہی نظیر انٹرنیٹ پر بھی لاگو آتی ہے۔ جہاں انٹرنیٹ پر ہم مذکورہ بالا مثبت استعمال کرسکتے ہیں، وہیں دوسری طرف فحش سائٹس، نامحرم لڑکیوں سے چیٹنگ، گیم وغیرہ خرافات و تضیع اوقات جیسے منفی استعمال بھی کیے جاسکتے ہیں۔ جبکہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر بُرے کام کا انسداد، اچھے کام پر موقوف ہے۔ اسی سوچ کے تحت مَیں نے یہ مضمون رقم کیا ہے۔

یہ مضمون ''انٹرنیٹ پر مسلکِ اہل سُنّت و جماعت کی علمی خدمات'' کے حوالے سے ہے۔ اس اعتبار سے اس کی دو شقیں بنتی ہیں۔

۱) مجموعی سطح پر ۲) مسلکی سطح پر

شق اوّل: مجموعی سطح سے

اس صورت میں ہمارا مقابلہ غیر مسلم سائنس سے کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے سب سے پہلے اسلامی لٹریچر کا اندازہ لگایا جائے تو تاریخ کا مطالعہ کرنے والے حضرات کے علم میں یہ بات ہوگی کہ فتنہ تاتار کے بعد مسلمانوں کا علمی ذخیرہ کس قدر محفوظ رہا تھا؟ صرف ۲۵ فی صد۔ جو باقی رہ گیا تھا وہ بھی آج کتنا محفوظ ہے؟ جو محفوظ ہے تو کتنا شائع ہوچکا ہے؟ اور کتنا ہم آگے لائے ہیں؟ ان سب سوالات پر غور کرنے کی ہمیں ضرورت ہے۔

اس رفتار میں چند ''لباسِ خضر میں راہ زن نما'' فرقے بھی شامل ہیں، جو اسلام کے نام و مسلمانی لبادے میں گم راہی کی دعوت کا خوب پرچار کررہے ہیں۔ جن میں قادیانی سرفہرست ہیں۔ جو یہود و

نصاریٰ کی سرپرستی میں ہر جدید شے کے استعمال میں اوّل رہتے ہیں۔ فی زمانہ "فرقان الحق" (نقلی قرآن) کا بھی اس لسٹ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

شق ثانی: جماعتی سطح سے

جب ہم جماعتی اعتبار سے اپنے کام کا جائزہ لیتے ہیں تو دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے، اور ہمارے کام کا محاسبہ انگلیوں پر گننے والی بات ثابت ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ہماری مخالف جماعتوں کا کام دیکھا جائے تو جوق در جوق ویب سائٹس کی بھرمار، ہر موضوع، ہر نئی اسکرپٹس کے انعقاد میں سبقت لے جانے کی کوشش، یہاں تک کہ نت نئے اسلامک سافٹ ویئرز کی کاوشیں اور اب تو درسِ نظامی کی کتب مہمہ کی تفہیم کے لیے آڈیو سی ڈیز کا اہتمام بھی کیا جارہا ہے۔ اور اس ضمن میں کافی معروف کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ اگرچہ اس تقریب میں کتاب کی تفہیم نہیں بلکہ اصل کتاب کا جنازہ نکال دیا گیا ہو۔ ظاہر ہے کسی کتاب کی شرح کرنے کے لیے صرف چند اردو شروحات کا رٹ لینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ فنِ تدریس میں تجربہ بھی لازم ہے۔

الحمدللہ! اس ضمن میں گزشتہ دو سالوں میں ہمارے کاموں میں بھی کچھ پیش رفت نظر آتی ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا بھی مسلکی سطح سے کام بڑھایا جائے۔ جس کی وضاحت مَیں اپنے سابقہ مضمون میں کرچکا ہوں۔ بار بار تاکید کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ کاش ہمارے بھائی بھی اس نکتہ کو سنجیدگی سے لیں، اور اس میدان میں کچھ کارنامہ دکھا جائیں۔

؎ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

الحمدللہ عزوجل انٹرنیٹ پر مسلک اہل سُنّت و جماعت کا کام عرصۂ دراز سے جاری و ساری ہے۔ احقر نے اپنے ایک مضمون میں پاک و ہند کی مسلکی سائٹس کا ایک تجزیہ پیش کیا تھا۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ اہل سُنّت و جماعت جو کہ دنیا کے وسیع خطوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور اُنہوں نے مسلکِ اہلِ سُنّت کی اشاعت کا انٹرنیٹ پر بیڑہ اُٹھا کر کافی کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے عرب ممالک کے سُنّی حضرات کی دن رات کی جدو جہد کا نتیجہ ہے کہ انٹرنیٹ پر سُنّی مواد کا ایک وافر ذخیرہ اونلائن (on line) ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ تو مَیں نے خیال کیا کہ اُن کی کاوشات کا بھی جائزہ لیا جائے۔ بالخصوص اُن سائٹس کا جن میں ہر وہ مواد فراہم کیا گیا ہو، جس کی ضرورت نہ صرف ایک طالب علم، استاد، عالم بلکہ ایک دارالافتاء کو بھی ہے، لائبریری کو بھی ہے۔ اکثر عربی کتابیں ایسی ہیں جو کہ ہند و پاک میں شاذ و نادر ہی دست یاب ہیں۔ تو اُن سائٹس کے ذریعے اس کمی کو بھی پورا کردیا گیا ہے۔

ہم ایک اور نکتہ کی توضیح بھی کردیتے ہیں کہ ذیل مضمون سے کیا فواید حاصل ہوسکتے ہیں؟ اس

حوالے سے مَیں دو شقیں پیش کرتا ہوں۔ جن کا جواب ذیل میں دیا جارہا ہے۔

☆ایک طالب علم و اُستاد کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے موضوع سے منسلک طالب علم کو، اساتذہ کی جانب سے نصابی کتب کے ساتھ ساتھ اُس کے حل کے لیے عربی شروحات کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ جو طالب علم کے لیے صلاحیتوں میں اضافے کا باعث بھی ہوتی ہیں۔ جس کے ذریعے کم وقت میں نہ صرف عبارات بلکہ کتاب کے "مالہ و ماعلیہ" سے بھی اچھی طرح روشناس ہوا جاتا ہے اور کتاب سے ایک انسیت بھی ہو جاتی ہے۔

لیکن فی ہر طالب علم اتنی استطاعت نہیں پاتا کہ وہ ہر کتاب سے منسلک شروحات اور اس سے منسلک دیگر کتب پڑھے۔ مثلاً ہدایہ ہے، تو فتح القدیر، العنایہ، البنایہ اور اس سے منسلک ردالمحتار جیسی مجلد و مطول کتب کو ایک متوسط طالب علم کی جیب گوارا نہیں کرتی۔ فی زمانہ ویسے ہی علمِ دین سے دوری ہے اور پھر طلبا ان بھاری بھرکم شروحات خریدنے سے بہتر اپروں غیروں کی اردو شروحات پڑھ کر ہی اکتفا کرتے ہیں، جو نہ صرف ان کی رہی سہی صلاحیت کا جنازہ نکالتی ہیں بلکہ کتاب کے اصل فایدے سے بھی محروم رکھتی ہیں۔

اسی طرح اس میں استاد کے لیے بھی وہی کثیر فواید ہیں، بلکہ ایک طالب علم سے کہیں زیادہ اس کی ضرورت اُستاد کو ہے۔

☆ایک دارالافتاء و لائبریری کو کیا فواید حاصل ہو سکتے ہیں؟

دارالافتاء سے ایک مفتی کا رشتہ اور لائبریری سے ایک محقق و مضمون نگار کا رشتہ ویسا ہی استوار رہتا ہے جیسے کسی پیشہ ور فرد کا اپنے پیشے سے۔ ایسے میں اگر اسے استفتاء کے جواب یا اپنے موضوع سے متعلق مطلوبہ کتب یا مواد نہ ملے تو وہ اپنے موقف کو کما حقہ پیش نہیں کر سکتا۔

الحمدللہ عزوجل موجودہ کتب یونی کوڈ میں ہیں۔ جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ، باآسانی پرنٹ آؤٹ کر کے محفوظ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ اُن کتب کو اِن پیج (Inpage) فارمیٹ میں لانا چاہتے ہیں تا کہ اپنی منشا کے مطابق یا موجودہ رائج فونٹ کے مطابق کتاب کو ترتیب دے سکیں، تو مارکیٹ سے یا سرچ انجن کی مدد سے "ان پیج ٹو یونی کوڈ کنورٹ" (Inpage to unicode convert) کو حاصل کر کے، اس کی مدد سے بآسانی اِن پیج میں تبدیل (Convert) کر سکتے ہیں۔

ایک اشکال: ہمارے ہاں یہ مسئلہ بہت عام ہے کہ ہر طالب علم یا استاد کے پاس، دارالافتاء و لائبریری میں انٹرنیٹ کی سہولت دستیاب نہیں ہوتی۔ جبکہ کمپیوٹر تو آج الحمدللہ ہر جگہ باآسانی دستیاب ہیں۔ اور مارکیٹ

میں بھی کافی ''ارزاں قیمت'' میں دستیاب ہیں۔ ویسے بھی ایک مرتبہ کمپیوٹر کی خرید پر تھوڑی رقم خرچ کرنے سے سینکڑوں فواید حاصل ہوجاتے ہیں۔ جیسے ہزاروں روپے کی کتابیں چند روپے کی سی ڈیز میں دستیاب ہیں، جو کمپیوٹر کے ذریعے استفادہ کی جاسکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ہمارے سی ڈیز و کیسٹ کے مراکز جو علما کرام و نعت خوانوں کی سی ڈیز و کیسٹیں مارکیٹ میں لاتے ہیں، وہ اس ذریعہ سے بھی مسلک کے فروغ اور اپنی تجارت کرسکتے ہیں کہ انٹرنیٹ سے کتابیں ڈاؤن لوڈ (Download) کرکے سی ڈیز Cds بنائیں اور عام کریں۔ اس کے ذریعے مطالعے کے شائقین حضرات کے لیے مزید آسانیاں ہوجائیں گی۔

اہم بات:۔

مندرجہ ذیل سائٹس ''ماخذ و مراجع'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کے توسط سے بآسانی بے شمار دینی کتب تک رسائی ممکن ہوسکتی ہے۔

http://www.daraleman.org
http://www.al-razi.net
http://feqh.al-islam.com
http://www.al-eman.com
http://www.ahlalhdeeth.com/vb

دارالایمان نیٹ ورک کا ایک مختصر تعارف:

۳۰ راگست ۲۰۰۶ء کو منظر عام پر آنے والی یہ سائٹ اپنے اندر وافر تعداد میں اسلامی مواد سموئے ہوئے ہے۔ اس سائٹ میں ایک ڈسکشن (مباحثہ) فورم بھی موجود ہے جہاں روز بروز اسلامی مضامین، اسلامی کتب کے ساتھ اپ ڈیٹ (Update نیا اضافہ) ہوا کرتا ہے۔ نیز عربی کتب و مخطوطات کے ساتھ ساتھ اس میں مکتبۃ الصوتیہ (Audio) کی بھی سہولت موجود ہے۔ ہم نے اپنے موضوع کے لیے دیگر عربی زبان کی سائٹس میں سے اس کا انتخاب صرف اس لیے کیا کہ اس کے اندر جامع مواد موجود ہے۔ اگرچہ اس نہج پر دیگر سائٹس بھی موجود ہیں، لیکن اِس سائٹس کی کافی خوبیاں ایسی ہیں جو اِسے دیگر سائٹس پر فوقیت دیتی ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس سائٹ کا اتنے کم عرصہ میں کثیر مواد کا جاری کرنا جو کہ واقعی باعث افتخار ہے۔ آیئے اس کے چند ابواب (Sections) کا سرسری جائزہ لیا جائے۔

تفسیر و اصولِ تفسیر سے شغل رکھنے والے طلبا کے لیے:

http://www.daraleman.org/forum/forum_topics.asp?FID=15

مندرجہ بالا لنک میں بے شمار تفاسیر موجود ہیں، جن میں سے چند تفاسیر کے نام یہ ہیں۔

۱) روح المعانی ۲) تفسیر مفاتیح الغیب للرازی ۳) تفسیر طبری ۴) احکام القرآن ۵) تفسیر جلالین ۶) تفسیر ابن کثیر ۷) تفسیر التحریر والتنویر الطاهر بن عاشور ۸) تفسیر فی ظلال القرآن ـ سید قطب ۹) اعراب القرآن ـ ابو جعفر النحاس ۱۰) تفسیر سمرقندی (بحر العلوم) ۱۱) دلائل الاعجاز ـ عبد القاهر جرجانی ۱۲) احکام القرآن جصاص ۱۳) تفسیر کشاف ۱۴) الجامع الاحکام القرآن القرطبی ۱۵) اسباب النزول ـ الواحدی ۱۶) التفسیر المیسر ۱۷) علوم التفسیر ۱۸) زهر الکمام فی قصة یوسف علیه السلام ۱۹) ابن جزی ومنهجه فی التفسیر ـ علی محمد زبیری ۲۰) حمل کتاب الخصال الموجبة لدخول الجنة فی القرآن والسنة ۲۱) تفسیر محی الدین ۲۲) التفسیر المفسرون ـ محمد بن حسن الذهبی ۲۳) الاسرائیلیات الموضوعات فی کتب التفسیر ـ الدکتور محمد ابو شهبه ۲۴) بحوث فی اصول التفسیر ومناهجه ـ فهد الرومی ۲۵) تفسیر من نسمات القرآن ـ غسان حمدون ......الخ

نوٹ:۔ اسی طرح کثیر تعداد میں مزید تفاسیر موجود ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر درج شدہ ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مزید متعلقہ لنکس: http://quran.al-islam.com/arb/

http://alminbar.al-islam.com/Mehwar4.aspx

حدیث وعلومِ حدیث واسماء رجال سے شغل رکھنے والے طلبا کے لیے:

http://daraleman.org/forum/forum_topics.asp?FID=50

http://daraleman.org/forum/forum_topics.asp?FID=51

http://daraleman.org/forum/forum_topics.asp?FID=52

اس ضمن میں حدیث وعلومِ حدیث وشروحاتِ حدیث مع اسماء رجال کی کتب کی ایک مختصر فہرست یہاں درج کی جاتی ہے:

۱) صحیح البخاری ۲) صحیح المسلم ۳) مسند احمد ۴) الموطا ـ الامام المالک ۵) سنن ابی داؤد ـ معالم السنن ۶) المستدرک علی الصحیحین ـ الحاکم ۷) سنن الدارمی ۸) سنن النسائی ۹) ریاض الصالحین ۱۰) الاربعین النوویه ۱۱) سنن الترمذی ۱۲) جامع المسانید ـ ابن الجوزی ۱۳) مسند ابی حنیفة ابونعیم الاصفهانی ۱۳) مسند شافعی صحیفة همام بن منبه الصنعانی ۱۴) فضائل الصحابه ـ الامام احمد بن حنبل ۱۵) معجم الطبرانی ۱۶) مسند ابی الجعد ـ علی الجعد جوهری ۱۷) سنن سعید بن المنصور ۱۸) العجاز العلمی فی السنة

النبویہ ۔صالح بن احمد رضا ۱۹) فتح الباری شرح صحیح البخاری ۔ابن حجر العسقلانی ۲۰) المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ۔الامام النووی ۲۱) شرح ابن بطال القرطبی ۲۱) عمدة القاری ۲۲) ارشاد الساری ۲۳) النهاية فی غریب الحدیث ۲۴) کشف الخفاء ۔ العجلونی ۲۵) فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۔المناوی ۲۶) سنن نسائی بشرح السیوطی وحاشیہ السندی ۲۷) عون المعبود شرح ابو داؤد ۲۸) شرح الزرقانی علی موطا ابن مالک ۲۹) مرقاة شرح مشکوة ۳۰) شرح علل علی الترمذی ۔ابن رجب حنبلی ۳۱) شرح معانی الآثار ۳۲) الدیباج شرح مسلم بن الحجاج السیوطی ۳۲) المنتقی شرح موطا ۳۳) شرح مسند ابی حنیفة ۔الملا علی قاری ۳۴) دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ۳۵) اهداء الدیباجه شرح ابن ماجه ۳۶) دراسات الاصولیة فی السنة النبویة ۔محمد ابراهیم الحفناوی ۳۷) خبر الواحد فی السنة واثره فی الفقه الاسلامی ۔سهیر رشاد مهنا ۳۸) مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة ۔السیوطی ۳۹) الوسیط فی مصطلح الحدیث ۴۰) تهذیب الکمال فی اسماء الرجال ۔المزی ۴۱) الجرح والتعدیل ۔ابن ابی حاتم الرازی ۴۲) لسان المیزان ۔ابن حجر العسقلانی ۴۳) الضعفاء الکبیر ۴۴) التجرید اسماء الصحابه ۴۵) العلل والمعرفة الرجال ۔الامام احمد بن حنبل ۴۶) الاسامی ولکنی ۔الامام احمد بن حنبل ۴۷) الاصابه فی تمیز الصحابة ۔ابن حجر العسقلانی ۴۸) الاسد الغابه فی معرفة الاصحاب ۴۹) المجروحین ۔ابن حبان البستی ۵۰) المعین فی طبقات المحدثین ۔الذهبی۔

فقہ سے شغل رکھنے والے طلبا کے لیے:

درجہ ذیل لنک میں فقۂ حنفی کی معروف و مستند کتب درسیہ و خارجیہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

http://daraleman.org/forum/forum_topics.asp?FID=46

۱) جد الممتار علی رد المحتار (الحمدللہ دعوتِ اسلامی کے ادارے المدینة العلمیه کے زیر اہتمام شائع ہونے والی اس کتاب کو اس فورم میں دینے کا شرف حقیر کو حاصل ہے تا کہ ہمارے امام اہل سُنّت اعلیٰ حضرت کی کتب سے عرب ممالک میں بھی استفادہ کیا جاسکے۔۲) ردالمحتار حاشیہ ابن عابدین شامی ۳) هدایه شرح بدایة المبتدی للمرغینانی ۔علی بن ابی بکر الرشدانی ۴) فتح القدیر شرح هدایه ۵) العنایه شرح هدایه ۶) فتح الغفار شرح المنار ۷) لسان الاحکام فی معرفة الاحکام ۸) الفتاویٰ هندیه ۹) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۱۰) النهر الفائق ۱۱) تبیین الحقائق ۱۲) اللباب فی شرح الکتاب ۱۳) الجوهر النیرة ۱۴) شرح وقایه ۔علی القاری ۱۵)

الخراج لابی یوسف۔

اس کے علاوہ شافعی، مالکی، حنبلی مسلک سے منسلک افراد کا بھی ایک مکمل سیکشن ہے۔ جس سے مطالعہ کے شائق حضرات استفادہ کر سکتے ہیں۔

خارجی مطالعے کے شائقین کے لیے:

خارجی مطالعے کے شائقین حضرات کے لیے چند سائٹس کے لنکس درج کیے جارہے ہیں۔ جن کے ذریعے با آسانی وہ لطفِ مطالعہ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

http://library.faizaneattar.net

http://dawateislami.net/library.default.aspx

http://www.alahazratnetwork.org/dlibrary

خارجی مطالعے کے حوالے سے چند مفید کتب کے نام درج ہیں۔ جو درج شدہ ایڈریس میں موجود ہیں:

۱) فتاویٰ رضویہ ۲) جاء الحق ۳) جامع الحدیث ۴) جنتی زیور ۵) احکامِ شریعت ۶) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ۷) بہارِ شریعت ۸) فیضانِ سنت ۹) فیضانِ رمضان ۱۰) آدابِ طعام۔ وغیرہ وغیرہ۔

عقائدِ اہلِ سنت:

http://daraleman.org/forum/forum_topics.asp?FID=12

۱) المحقق التقول فی مسالته التوسل ۔ علامه زاهد الكوثری ۲) مفاهيم يجب ان تصح ۔ محمد علوی مالکی ۳) الدولة المكية بالمادة الغيبيه ۴) عقائد النسفيه ۵) رساله فی اثبات كراماتِ اولياء ۶) ماورد فی حياة الانبياء ۔ البهيقی ۷) شرح فقه اكبر ۸) تعامل الاحياء مع قبور الانبياء ۔ عدنان توفيق ياسين ۹) مسالك الحنفا فی والدی المصطفیٰ ۔ علامه جلال الدين سيوطی ۱۰) تنوير الحلك فی روئة النبی والملك ۔ علامه جلال الدين سيوطی۔

علمائے عرب کے متعلق سائٹس:

علامہ زاہد الکوثری: http://www.geocities.com/kawtharee/

الشیخ یوسف ھاشم الرفاعی: http://www.rifaieonline.com/

ڈاکٹر ووھبہ زحیلی: http://www.zuhayli.net/

الشیخ حبیب علی جفری: http://www.alhabibali.org/

الشیخ سید محمد بن سید علوی مالکی: http://www.mohamadalawi.org/

دیگر اہم سیکشنز کا ایک سرسری جائزہ:

http://www.daraleman.net/ کے دیگر اہم سیکشنز کا سرسری جائزہ درج ہے:

☆ المنتدی الاسلامی العام: متفرق موضوعات سے متعلق۔

☆ المنتدی الاحسان: تصوف کے متعلق کتب و مضامین کے حوالے سے۔

☆ منتدی الفقہ و العقیدہ: فقہ اور عقاید سے متعلق، فتاویٰ اور مضامین کا مجموعہ۔

☆ مکتبۃ العقیدہ و التوحید: اس سیکشن میں مسلکِ اہل سنّت کے حوالے سے عربی کتب و مضامین کا عظیم مجموعہ موجود ہے۔ جن میں علمِ غیب، استمدادِ اولیا، میلادِ مصطفیٰ..... نیز سینکڑوں شعائرِ اہل سنّت پر عظیم معلومات کا خزانہ ہے۔

☆ الفقہ الحنفی: فقہِ حنفی سے متعلق کتب کا مجموعہ۔

☆ الفقہ الشافعی: فقہِ شافعی سے متعلق کتب کا مجموعہ۔

☆ الفقہ المالکی: فقہ مالکی سے متعلق کتب کا مجموعہ۔

☆ الفقہ الحنبلی: فقہ حنبلی سے متعلق کتب کا مجموعہ۔

☆ مکتبۃ الغۃ العربی: لغات وصرف ونحو کے حوالے سے کتب کا وافر ذخیرہ۔

☆ مکتبۃ الآدب العربی: ادب سے متعلق کتب، جن میں علم البلاغۃ والبیان، والمعانی بھی شامل ہیں۔

☆ مکتبۃ السیرۃ و الشمائل النبویۃ: سیرتِ حضور پاک (ﷺ) کے حوالے سے۔

☆ مکتبۃ التاریخ: تاریخ اسلام کے حوالے سے۔

☆ مکتبۃ الفلسفہ و المنطق: منطق اور فلسفہ کے حوالے سے۔

مذکورہ بالا سیکشنز کے ذریعے اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: فلسفۂ نماز

اور اس قسم کی نماز پر وہ ہیشگی اختیار کرتے ہیں تو " ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر " کے مطابق وہ فواحش ومنکرات سے محفوظ رہتے ہیں۔

ماخذ

☆ ماہ نامہ "قائد" ملتان، شمارہ جولائی ۱۹۴۹ء

☆ ماہ نامہ "السعید" ملتان، شمارہ اپریل ۱۹۶۵ء

☆ ذاتی یادداشتیں: راقم الحروف خلیل احمد رانا

استمداد باولیا اللہ: تحقیق وتجزیہ

(جناب محمد فاضل دیوبندی کی تحریر کا دندان شکن جواب)

از: محمد اسلم رضا قادری

☆مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ صدر بازار باسنی، ناگور شریف

نفس کی خباثت، طبیعت کی شرارت کہیں چھپ نہیں سکتی، وہ کبھی بھی درونِ خانہ سے باہر آ ہی جاتی ہے...... ایسا ہی کچھ جناب مولانا محمد فاضل صاحب کے ساتھ فطرتاً و عادتاً ہوگیا ہے۔ اپنے اس نقص وعیب کو پس پردہ رکھنے کی ہزار کوشش کی گئی مگر جب بات اپنے مکتب فکر کے خلاف ہوتے ہوئے نظر آئی تو ساری فکر وبصیرت، فہم وفراست کو بالائے طاق رکھ کرانانیت، عصبیت اور کبر ونخوت کا بھرپور اظہار کر بیٹھے۔ قلم کی توانائی وہیں تک برقرار رہی جہاں تک بات عقل وخرد کے عین موافق دکھائی دی لیکن جیسے ہی اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ یہ معاملہ اپنے ''مکتب فکر'' کا ہے تو قلم ایک مست شرابی کی طرح ہچکولے کھاتا ہوا ایسا چلا کہ اپنی معنوی وجعلی عقیدت ومحبت کے سارے تار پود بکھیر گیا۔ پھر جناب کو قرآن مجید کی آیات بینات، احادیث نبوی علی صاحبہا التحیۃ والثناء کی تابندہ ہدایات یاد نہ آئیں۔ یاد آئیں گی بھی کیسے کہ ایک فکر کا تصادم ہے یہی تو وہ مقام ہے جہاں اپنے اور بیگانے کا امتیاز برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اگر ایسے مواقع پر ہی ''لوح وقلم'' کا استعمال نہ کیا گیا اور ''تصادمی عقیدہ'' کا ازالہ نہ کیا گیا تو یہ علمی لیاقت کس کام کی! کون جانے گا یہ اپنا ہے یا غیر! اس لیے جناب فاضل صاحب نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ السامی کے مکتوبات کا ترجمہ کرتے ہوئے قبلہ موصوف علیہ الرحمہ والرضوان کے ایک ''مسلّم عقیدہ'' کا اس طرح ابطال کیا اور کہا کہ یہ حضرت شیخ قدس سرہ کا موقف ونظریہ نہیں۔ دیکھیے اور ماتم کیجیے جناب فاضل صاحب کے اندازِ استدلال پر کہ ان کے مست و دیوانہ قلم نے کیسے گل کھلائے ہیں اور اپنی فکر وبصیرت کا کس طرح جنازہ نکالا ہے۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں: ''اس وقت شیخ اجل واعظم عبدالوہاب متقی شاذلی روح اللہ روحہٗ واوصل الینا برکاتہ' نے اس مسکین کو ذکر کرنے کی تلقین کی اور اس کی اجازت دی اور اس کے آداب سکھائے۔ نیز مجھے ایک کتاب المسمّی ''منہج السالک الی اشرف المسالک'' دی۔ چوں کہ وہ کتاب عربی میں تھی طالبانِ طریقت کی سہولت کے لیے اس کا ترجمہ کرتا ہوں اور یہ واقعہ تلقین مکہ میں ۹۹۹ھ میں ہوا۔'' (مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی (اردو)، ص ۲۲۵)

شیخ نے فرمایا کہ ذکر کے آداب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے: ''کہ اپنے دل کو ہمہ تن شیخ (پیر کامل) کی طرف متوجہ کرے اور اگر اس وقت شیخ کو ندا کرے اور اس سے مدد چاہے تو بھی جائز ہے'' اھ (ایضاً ص۲۲۵) فاضل صاحب کی جیسے ہی اس عبارت مذکور پر نظر پڑی قلم کی ساری صلاحیتیں مسدود ہوگئیں اور ایک آوارہ کی طرح یوں لکھ مارا ''مترجم کہتا ہے کہ یہ بات شاہ صاحب کی نہیں لوگوں نے اس کو درج کردیا ہے اور اگر شاہ صاحب کی طرف اس کی نسبت مان لیا جائے تو یہ شاہ صاحب کی بہت بڑی غلطی ہے کہ ایسے محقق ہوکر ایک کتاب کا ترجمہ کرتے وقت اس بات کا خیال نہ فرمایا کہ آخر یہ بات کیسی ہے اور عقاید پر اس سے کیا اثر پڑ سکتے ہیں۔ بہرکیف ''استمداد بغیر اللہ'' ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے عدم جواز پر سب علمائے اہل سنّت کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ کے بطلان پر علمائے سلف و خلف کی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ بندہ محمد فاضل عفا اللہ عنہ'' اھ (مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۲۵، ۲۲۶)

ملاحظہ کیا آپ نے فاضل صاحب کا جارحانہ تبصرہ۔ جس کی ایک ایک سطر سے بغض و عداوت، کینہ وحسد کی بو آرہی ہے۔ یہی نام نہاد فاضل صاحب حضرت محقق علی الاطلاق کی کتاب کا ترجمہ کرتے وقت ایک طرف عقیدت و محبت کا دم بھرتے ہیں تو دوسری طرف حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو ''بہت بڑی غلطی'' کا مرتکب بتاتے ہیں۔ یہ دوُرخا پن جس حقیقت کی عقدہ کشائی کررہا ہے وہ کسی ذی علم پر مخفی نہیں ہے۔ جناب فاضل نے حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے برگشتہ کرنے کی کیسی ناکام سعی کی ہے کہ ''اہل سنّت'' کا لیبل لگاکر اپنی بات لوگوں تک پہنچا دو، اس سے اپنے ہی مسلک کی ترویج ہے۔ لیکن جناب کو یہ وہم وخیال، ذہن و دماغ سے نکال دینا چاہیے کہ اُمت مسلمہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ' کے ایک 'مسلمہ عقیدہ'' کی وہ اس طرح جگ ہنسائی نہیں کرسکتے جس طرح وہ تصور کرتے ہیں۔ ان شاء الرحمٰن ہم اس مسئلہ ''استمداد بغیر اللہ'' کا ایک تحقیق و تجزیہ سپردِ قرطاس کریں گے جس سے سارے حقایق آفتاب نیم روز کی مانند عیاں ہوجائیں گے اور جناب فاضل صاحب کے ان شیوخ کی عبارات بھی نذر قارئین کریں گے جن کی عقیدت میں جناب کا قلم ایک دریدہ دہن و بدقسمت کی طرح چل رہا ہے۔ اللہ رب العزت اس نام نہاد فاضل، فتنہ پرور قوم کی فتنہ سازی سے جملہ مسلمانانِ اہل سنّت و جماعت کو محفوظ و مامون رکھے۔ امین

وسیلہ کا شرعی اور لغوی معنیٰ: علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں: ''**ھی فی الاصل ما یتوصل به الیٰ الشیٔ ویتقرب به**'' (نہایہ: ۵/۱۸۵) یعنی: جس چیز سے کسی شے تک رسائی حاصل کی جائے اور اس شے کا تقرب حاصل کیا جائے، وہ وسیلہ ہے۔ اور علامہ ابن منظور افریقی اور علامہ زبیدی نے علامہ جوہری کے حوالے سے وسیلہ کی اس طرح تعریف کی ہے: ''**الوسیلة ما یتقرب به الی الغیر**'' (الصحاح: ۵/۱۸۴۱) یعنی: جس چیز سے غیر کا تقرّب حاصل کیا جائے، وہ وسیلہ ہے۔ ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ''ائمہ لغت کی ان تصریحات سے

واضح ہوگیا کہ جس چیز کا تقرب حاصل کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقرب اعمال صالحہ اور عبادات سے حاصل ہوتا ہے، تاہم انبیا علیہم السلام اور اولیاے کرام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو عزت اور وجاہت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کے لیے اس عزت اور وجاہت کو پیش کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا بھی جائز ہے، زندگی میں اور وفات کے بعد بھی۔'' (شرح صحیح مسلم: ۷/۵۶)

محقق عصر حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ (لاہور) وسیلہ کا شرعی اور لغوی معنی تحریر کرتے ہیں ''لغت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا توسّل کہلاتا ہے۔ شرعی طور پر ایسی چیز کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو، توسّل ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں اعمالِ صالحہ اور ذواتِ صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں۔ لہٰذا دونوں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔'' (وسیلے کی شرعی حیثیت، ص۵)

مسئلہ دائرہ کے ثبوت پر ہمارے دلائل: قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ مسئلہ (استمداد اور استعانت بغیر اللہ) اظہر من الشمس و ابین الامس ہے کہ انبیا، اولیا اور ذوات و اعمالِ صالحہ سے توسّل و استمداد جائز و درست ہے۔ اگر کوئی معاند و منکر روشن ہدایات کے باوجود بھی اس صحیح مسئلہ کو کفر و شرک سے تعبیر کرتا ہے اور غیر اللہ سے استمداد چاہنے کو ابوجہل کے برابر مشرک کہتا ہے تو وہ خود سب سے بڑا مشرک ہے۔ ہمارے لیے تو قرآنی آیاتِ بینات اور رسول کریم علیہ التحیۃ والثناء کی تعلیماتِ طیبات ہی راہِ نجات اور سرمایۂ آخرت ہیں۔

اب ہم ذیل میں قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ، اقوالِ فقہا و محدثین اور مفسرین نقل کررہے ہیں تاکہ مسئلہ توسّل، استعانت، استمداد باولیاء اللہ دلائل و براہین کی رو سے اور زیادہ واضح ہوجائے جو منکرین کی سرکوبی کا بہترین ذریعہ ہو۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ'' (المائدہ: ۵/۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ'' (البقرہ: ۲/۱۵۳) اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ ''وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' (المائدہ: ۵/۲) اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ ''وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ'' (البقرہ: ۲/۸۹) اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو

اللہ کی لعنت منکروں پر۔

حضرت علامہ قرطبی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: ولما جاء هم ...... یعنی یہود۔ کتاب ...... یعنی قرآن۔ من عندالله مصدق۔ کتاب کی صفت ہے اور غیر قرآن میں بربنائے حالیت نصب جائز ہے۔ مصحف ابی میں نصب کے ساتھ ہی مروی ہے۔ لما معهم۔ یعنی توریت وانجیل۔ وہ کتاب ان کتابوں کی باتوں سے یہودیوں کو باخبر کرتی۔ وکانوا من قبل يستفتحون۔ یعنی نصرت و مدد چاہتے تھے۔" (اصلاحِ فکر واعتقاد، ص ۱۷۶)

"اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" (الفاتحہ: ۱/۳) یعنی: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

اس آیت کریمہ کے تحت صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات و خدام و احباب وغیرہ سب عونِ الٰہی کے مظہر ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ انبیا و اولیا سے مدد چاہنا شرک ہے، عقیدۂ باطلہ ہے۔ کیونکہ مقربانِ حق کی امداد، امدادِ الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں "اَعِيْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ" اور "اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔" (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۹۲) یوں تو قرآن مجید میں کثیر آیات موجود ہیں جن سے استعانت، توسّل، استمداد بغیر اللہ کا ثبوت واضح طور پر فراہم ہوتا ہے ہم بخوف طوالت ان چند آیات بینات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

اب ذیل میں احادیثِ رسول گرامی ﷺ پیشِ قارئین کرتے ہیں:

"عن ابی هريرة اعينوا اولادكم على البر من شاء استخرج لعقوق من ولده۔"
(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نیکی پر اپنی اولاد کی مدد کرو جو یہ چاہتا ہے کہ بچے سے نافرمانی نکل جائے۔ (طبرانی از جامع صغیر: ۱/۳۹)

"عن ربيعة بن كعب قال كنت ابيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتيته بوضوئه وحاجته فقال لى سل فقلت اسئلك مرافقتك فى الجنة قال او غير ذلك. قلت هو ذاك فاعنى على نفسك بكثرة السجود۔" (ترجمہ) حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گذاری تو میں وضو اور حاجت کے لیے پانی لایا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا مانگ۔ مَیں نے عرض کی، جنت میں حضور کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ۔ عرض کی، میری مراد بس یہی ہے۔ فرمایا تو میری مدد کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔ (رواہ مسلم،

مشکوۃ شریف ص ۸۴)

اس حدیث پاک کے تحت "اشعۃ اللمعات" میں ہے "واز اطلاق سوال کہ فرمود سَل و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست، ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد" (ترجمہ) سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو۔ کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ﷺ ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں، جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں۔

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب قبلہ نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان رقم طراز ہیں: "حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اس عبارت نے فیصلہ کردیا کہ دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے مانگو۔ اولاد مانگو، مال مانگو، جنت مانگو، جہنم سے پناہ مانگو، بلکہ اللہ کو مانگو۔ ایک صوفی شاعر خوب فرماتے ہیں:

خدایا از تو عشق مصطفےٰ را ...... محمد از تو می خواہم خدا را

(ترجمہ) یا رسول اللہ میں آپ سے اللہ کو مانگتا ہوں، اور اے اللہ میں تجھ سے رسول اللہ کو مانگتا ہوں (جاء الحق، اوّل ص ۱۸۶)

"ویتوسل الی الله بانبیاء والصالحین" اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔ (حصن حصین مع تحفۃ الذاکرین، ص ۳۴) حضرت ملاّ علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس کی شرح میں لکھتے ہیں: "قال المولف وهو من المندوبات ففی صحیح البخاری فی الاستسقاء حدیث عمر اللهم انا کنا نتوسل الیك نبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا فیسقون ولحدیث عثمان بن حنیف فی شان الا عمیٰ رواه الحاکم فی مستدرکه علی الصحیح وقال صحیح علی شرط الشیخین" (ترجمہ) مصنف نے کہا دعا میں انبیا اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا اُمور مستحبہ میں سے ہے کیونکہ بخاری شریف کی "کتاب استسقاء" میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو (اے اللہ) تو بارش نازل فرماتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی ﷺ کے عم محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تُو ہم پر بارش نازل فرما۔ اور جیسا کہ نابینا کی حدیث میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کا ذکر ہے جس کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (الحرز الثمین ص ۱۷۶) شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں: "انبیا علیہم السلام اور بزرگانِ دین سے براہ راست مدد طلب کرنے کی اصل حدیث یہ ہے۔ امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: عن ابن عباس قال: ان لله ملائکة فضلا سوی الحفظة یکتبون ما تقط من ورق الشجر فاذا اصابت احدکم عرجة فی سفر فلیناد

اعینوا عباد اللہ رحمکم اللہ" (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب تم میں کسی شخص کو سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے "اے اللہ کے بندو! تم پر اللہ رحم کرے میری مدد کرو۔" (المصنف ۱۰/۳۹۰، بحوالہ شرح صحیح مسلم ۷/۸۱)

(نوٹ) یہ چند احادیث ہم نے اپنے موقف کی تائید وتوثیق کے لیے پیش کی ہیں ورنہ منکر و معاند اور حاسد کے لیے ایک ذخیرہ بھی ناکافی ہے اور ضدی وہٹ دھرم کے سامنے کوئی اصلاح کام نہیں آتی۔

اب ہم ذیل کی سطور میں فقہا، مفسرین کے اقوالِ زرّیں تحریر کرتے ہوئے "مسئلۂ استمداد باولیا اللہ" کو مزید مبرہن و واضح کریں گے۔

خاتم المحققین، علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں: (ترجمہ) جب انسان کی کوئی چیز گم ہوجائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس لادے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہوکر سورۂ فاتحہ پڑھے۔ اور اس کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کرکے حضرت سید احمد علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے اور کہے، اے احمد یا علوان اگر تم نے میری گمی ہوئی چیز واپس دلادی تو خیر ورنہ مَیں تمہارا نام دفتر اولیا سے کٹوا دوں گا۔ اس عمل سے ببرکت ان ولی کے اللہ تعالیٰ وہ گمی ہوئی چیز واپس دلا دے گا۔" (ردالمحتار، ۳/۳۳۴)

حضور غوث اعظم دستگیر عبدالقادر جیلانی بغدادی فرماتے ہیں: "جب تم کسی حاجت کا اللہ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو کہ جس نے میرے وسیلے سے کسی مشکل میں فریاد کی تو میں اس کو ٹال دوں گا، اور جس نے میرے نام کے ساتھ کس شدت میں پکارا تو میں اس کو دفع کردونگا اور جس نے کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ پکڑا تو میں اس کو پورا کردوں گا" (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۲)

خاتم المحدثین حضرت علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ لکھتے ہیں: (ترجمہ) "اولیا کے منافع سے یہ نفع ہے کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش کی جاتی ہے، فساد دفع کیا جاتا ہے ورنہ زمین فاسد ہوجائے" (فتاویٰ حدیثیہ مصری ص ۲۲۱)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: (ترجمہ) "کہ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر قبولیتِ دعا کے لیے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔" (جاء الحق اوّل ص ۱۸۸)

امام الائمہ، کاشف الغمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت قدس سرہ حضور ﷺ سے اس طرح استغاثہ کرتے ہیں:

یا اکرم الثقلین یا کنز الوری ...... جدلی بجودك ارضی برضاك

انا طالع بالجود منك لم یكن ...... لابی حنیفة فی الانام سواك

(ترجمہ) اے موجودات سے اکرم اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجیے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی آپ راضی فرمائیے میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔ (قصیدۂ نعمانیہ مع عظمت امام اعظم ص ۹)

مزید حضرت علامہ امام فخر الدین رازی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''الاستعانة بغير الله في دفع الظلم جائزة في الشريعة'' ''شریعت میں ظلم کو دفع کرنے کے لیے غیر اللہ سے استعانت جائز ہے۔ (تفسیر کبیر، ۶/۶۲ا)

حضرت علامہ ظاہر شاہ میاں ابن عبدالعظیم میاں مدائنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اعــلــم ان الاستعانة باحباب الله تعالیٰ كالانبياء والاولياء والصالحين جائز في حياتهم وبعد مماتهم'' جان لو بے شک اللہ تعالیٰ کے محبوبوں (یعنی انبیاء، اولیا، صالحین) سے ان کی حیات اور بعد موت کے بھی استعانت جائز ہے۔ (ضیاء الصدور، ص ۱۱ مطبوعہ ترکی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں: ''انبیا اور اولیا سے استعانت جائز ہے بشرطیکہ ان کو عون الٰہی کا مظہر جانے۔ حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے غیر سے مانگنا نہیں ہے بلکہ اس کی مدد ہے۔'' (تفسیر فتح العزیز ص ۲۰)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ السامی سے کلمۂ طیب ''الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله ...... اسئلك الشفاعة يا رسول الله'' کے بارے میں سوال ہوا تو یوں جواب ارشاد فرمایا: ''کلمات مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضال مضل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو ''شفاء السقام'' (امام علامہ بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی)، ''مواہب لدنیہ'' (امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری) و ''شرح مواہب'' (علامہ زرقانی)، ''مطالع المسرات'' (علامہ فاسی) ''مرقات شرح مشکوٰۃ'' (علامہ علی قاری)، ''لمعات و اشعۃ اللمعات''، ''جذب القلوب الی دیار المحبوب''، مدارج النبوۃ'' (تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی)، ''افضل القریٰ'' (امام ابن حجر مکی) وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے'' (فتاوی رضویہ: ۹۹/۱۲)

مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ ایک جگہ اور تحریر فرماتے ہیں:

''ارواح صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا اور مدد کرنا ثابت ہے۔'' (ایضاً ص ۲۰۲)

حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی مکی حسنی قدس سرہ تحریر کرتے ہیں: ''ہر سلیم الفطرت انسان کے نزدیک یہ حقیقت واضح ہے کہ جس چیز کو اللہ کے نزدیک محبوبیت حاصل ہے اس سے توسّل درست ہے اسی طرح ہر محبوب و معظم ہستی خواہ نبی ہو یا ولی اس سے بھی توسّل درست ہے۔ اس سے نہ کتاب وسُنّت مانع

ہے نہ عقلِ انسانی ...... بلکہ نقل و عقل ہر لحاظ سے اس کے جواز پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔'' (اصلاحِ فکر و اعتقاد، ص ۲۰۶)

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری صاحب (پاکستان) بہت ہی فکر انگیز بات تحریر کرتے ہیں:

''لیکن حیرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے خواہ مخواہ اس مسئلہ (استعانت باولیا اللہ) کو الجھا دیا اور ایسا الجھایا کہ مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے لگے۔ جس کو دعا میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ پیش کرتے سنا، بس فوراً حرام حرام پکار اُٹھے، جسے کسی ولی، بزرگ کی قبر پر روتے دیکھا، بت پرست مشرک کہہ ڈالا اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اُمّت کو انتشار و افتراق میں مبتلا کر دیا...... ایسے فتوے جاری کرنے کے بجائے ''ظنوا المومن خیرا'' پر عمل کرتے ہوئے حسنِ ظن رکھا جاتا، ان کو افراط و تفریط سے بچانے کے لیے، ان کے اعمال کی حکمت و مصلحت کے ساتھ اصلاح کی جاتی، تو اس اُمّت میں فرقہ بندی نام کی کوئی بیماری پیدا نہ ہو پاتی۔ لیکن بُرا ہو ان نام نہاد مصلحین کا جنہوں نے مسلمانوں میں اصلاح کے نام پر تفرقہ پیدا کیا ...... انہیں صحابہ، تابعین، صالحین، اولیا اور علما سلف کی راہ سے ہٹا کر طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا کیا...... اللہ ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔

بہر حال استعانت، یعنی ولی اللہ سے مدد مانگنا نہ حرام ہے، نہ کفر، نہ شرک ہے بلکہ سُنّتِ الٰہیہ، سُنّتِ انبیا ہے۔ اللہ باوجود قدرت کے بغیر وسیلہ کے کچھ نہیں دیتا۔ وہ اپنے مقربین و محبوبین کی اہمیت کی بقا اور عام لوگوں کی احتیاج اور کمزوری کا احساس دلانے کے لیے وسیلہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس کے محبوبین کا دامن پکڑیں اور ان کے دربار میں بھکاری بنیں، پس یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اللہ اسی پر قائم رکھے، آمین۔ (یا ایھا الذین امنوا: ۱/۷۳)

علامہ پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں: ''ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروی سُنّت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اُس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشدِ کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دے، دل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے، اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہہ کر سکتا ہے'' (ضیاء القرآن ۱/۳۶۶)

(نوٹ) محررہ بالا آیات قرآنی، احادیثِ نبوی، اقوالِ فقہا و محدثین و مفسرین کی روشنی میں یہ مسئلہ (استعانت و استمداد باولیا اللہ) نہایت واضح ہوگیا کہ ولی اللہ سے استمداد، توسل و استعانت صرف جائز ہی نہیں بلکہ سُنّتِ الٰہیہ، سُنّتِ انبیا علیہم السلام ہے

توسّل، استعانت اور استمداد کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ: محمد فاضل دیوبندی صاحب نے موصوف علیہ الرحمہ کے خلاف جو بکواس کی ہے اور آپ کے ایک ''مسلّم عقیدہ'' کے بارے میں جس دریدہ دہنی سے کام لیا ہے، مزید آپ کی علمی و دینی

شخصیت کو مشکوک و بدنام کرنے کی جو سعی نافہم کی ہے، وہ جناب کو بہت مہنگی بڑے گی۔ کیونکہ جناب کے دل میں جن شیوخ کی عقیدت موجود ہے ہم اپنے اس ''مقالہ'' میں ان کی تصویر بھی پیش کریں گے تاکہ دونوں رخ سامنے آجائیں۔ اب ذیل میں ہم محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ السامی کی کتب متداولہ ومستندہ سے ہی آپ کے اس موقف ونظریہ کی تائید میں عبارات پیش کررہے ہیں۔ تاکہ معلوم ہوجائے کہ ''فاضل دیوبندی'' کا دعویٰ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ قارئین محترم! فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے کہ کس کا دعویٰ مع دلیل ہے اور کس کی صرف ہوائی فائرنگ ہے۔

توسل واستمداد کی ماہیت وحقیقت کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنا راجح موقف تحریر فرماتے ہیں:

''توسل واستمداد کی بس اتنی حقیقت ہے کہ جناب باری تعالیٰ سے اس محبت وکرم کے واسطے میں جو اللہ تعالیٰ اس بندۂ خاص سے رکھتا ہے، سوال اور دعا کی جائے۔ اور اس روحانیت کی وجہ سے جو اس بندۂ خاص کو حضرت رب العزت کے دربار میں قربت اور کرامت حاصل ہے، ہم توسّل واستمداد طلب کرتے ہیں۔ اور اس میں صریح نص کی کوئی ضرورت نہیں'' (جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص۲۴۲ اردو)

ایک دوسری جگہ سرکار اقدس ﷺ کے روضۂ انور کے روبرو کھڑے ہوکر ''توسّل واستمداد'' چاہنے کے پیارے انداز کو تحریر کرتے ہیں: ''پھر اس پہلی جگہ یعنی چاندی کی میخ کے روبرو آجائے اور پہلی طرح سے سلام عرض کرے، آپ کے توسّل وشفاعت اور استعانت میں نہایت ذلت وانکساری اور خشوع وخضوع بجالائے۔'' (ایضاً ص۲۵۲)

''آنجناب سے مغفرت کا سوال کرنا، اور آنحضرت سے استغفار طلب کرنا یہ وہ مرتبۂ عظیمہ ہے جو کبھی انقطاع پذیر نہ ہوگا۔'' (ایضاً ص۲۲۵)

اسی میں مزید فرماتے ہیں: ''حاجت مندوں کا حضور ﷺ کے توسل واستمداد سے کشادگی رزق، حصولِ اولاد اور نزولِ بارش چاہنا اور اس میں کامران وشادکام ہونا بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔'' (ایضاً ص۲۳۶)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضور ﷺ سے توسّل، استغاثہ اور استمداد کے تعلق سے اپنے نظریہ کا اظہار کچھ اس طرح کرتے ہیں: ''حضور ﷺ کی جناب میں توسّل واستغاثہ اور استمداد انبیا مرسلین، متقدمین اور متاخرین بزرگوں کا فعل ہے، خواہ یہ آپ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے ہو یا بعد میں۔'' (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۲۳۴ اردو)

قبلہ موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسول اکرم ﷺ سے استمداد واستعانت کے بارے میں یہ تین طریقے تحریر کیے ہیں:

(۱) توسّل: حیاتِ دنیوی میں (۲) توسّل: بعد وفات (۳) توسّل: میدانِ قیامت میں۔

(نوٹ) آپ نے ہر بحث میں کثیر احادیث تحریر کی ہیں۔ یہ کلام انیق ص۲۳۴ سے ص۲۴۲ تک پھیلا ہوا ہے جو اہلِ بصیرت کے لیے آئینۂ ہدایت ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ایک جگہ اولیا کرام، صالحین امت سے استمداد اور استعانت وتوسل کی وضاحت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''انبیا، اولیا اور صالحین امت سے آخرت کے دن کے لیے توسّل اور استمداد بوسیلہ شفاعت جائز ہے۔'' (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۲۴۱ اردو)

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق علامہ امام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی علیہ الرحمۃ والرضوان کا قول نقل کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں: ''جب اعمالِ صالحہ سے توسّل اس کے باوجود کہ یہ انسان کے فعل اور نقصان کے قصور سے متصف ہیں جائز ہوگا اور بارگاہِ رحمت میں مقبول ومستجاب ہوگا۔ پیغمبر خدا آپ اس کے محب و محبوب ہیں آپ کے وسیلہ سے سفارش چاہنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔'' (جذب القلوب فارسی ص۲۰۳)

ایک جگہ مزید تحریر فرماتے ہیں: ''اولیا اللہ سے توسّل ان کی وفات کے بعد قیاس کریں تو کوئی حرج نہیں۔'' (ایضاً ص۲۰۵) حضرت شیخ علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: ''مشائخ حضرات سے بیان کیا گیا کہ اہلِ کشف (یعنی اولیا کرام) کی ارواح سے استمداد و استفادہ کرنا گنتی و شمار سے باہر ہے اور اس مسئلہ میں بہت سی کتب و رسائل مشہور ہیں۔ یہاں ان کے بیان کی حاجت نہیں کہ ان کو ذکر کروں اور متعصب ومنکر کو فائدہ نہ دے۔'' (اشعۃ اللمعات: ۳/۴۰۲، فارسی) ''صالحین، مومنین کی قبور کی زیارت اور اُن سے استمداد دونوں درست ہے۔'' (ایضاً ص۴۰۲)

حضرت شیخ قدس سرہ منکرین استمداد کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قریب زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوگا جو انبیاے کرام علیھم السلام اور اولیاے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے استعانت و استمداد کا منکر ہوگا۔'' (ایضاً ص۴۰۲)

(نوٹ): حضرت شیخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے کتاب مذکورہ میں اس بحث کو بھی خوب پھیلایا ہے جو اہلِ حق و اربابِ بصیرت کے لیے منارۂ ہدایت ہے اور گمراہوں کے لیے قہر آسمانی ہے۔ آپ کا یہ کلام ص۴۰۱ سے ص۴۰۸ تک مرقوم ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق علیہ الرحمۃ والرضوان نے وسیلہ و استمداد کے ثبوت میں جناب ابو طالب کا سرکار اقدس ﷺ کو وسیلہ بنا کر بارش کے طلب کرنے والے واقعہ کو تحریر کرکے اس شعر کو نقل فرمایا:

وابیض استسقیٰ الغمام بوجھہ　　ثمال الیتامیٰ عصمۃ الارمل

(شرح سفر السعادت، ص۲۵ فارسی)

(ترجمہ): گورے رنگ والے (حسین وجمیل کہ ان کے چہرۂ پاک کے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ یتیموں کے حامی، بیواؤں کے آسرا ہیں۔

''حضورﷺ ابتدا میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم کی ہدایت کا وسیلہ ہیں۔'' (اخبار الاخیار ص ۲۲ اردو)

او جان جملہ عالم وحق جان جاں نثار...... حق را بغیر واسطہ ذات او مجو۔ (ایضاً ص ۲۱)

''آپ کو تمام کائنات کی روح اور حق تعالیٰ کو جانِ روح سمجھو۔ حق تعالیٰ کو آپ کی ذاتِ گرامی کے واسطہ کے بغیر طلب مت کرو۔''

خیر الوریٰ امام رُسل مظہر اتم ...... اواز خدا و ہر چہ از منشی از و۔ (ایضاً ص ۲۱)

آپ بہترین مخلوق امام الانبیا اور مظہر کامل ہیں۔ آپ خدا سے ہیں اور دوسری چیزیں آپ سے ہیں۔

شرک ومشرک کا فتویٰ لگانے والے اور حضرت شیخ کے ''مسلّم عقیدہ'' کا انکار کرنے والے موصوف علیہ الرحمہ کے اس قول فیصل کو بغور پڑھیں۔

ہر کس کہ کمال اولیاء نہ شناخت ...... ایں نعمت خاص بے بہارا نہ شناخت

پس شکر نہ گفت وحب ایشاں نگزید...... میدان بیقین کہ او خدارا نہ شناخت (ایضاً ص ۲۸)

جس نے اولیا کرام کے کمالات کو نہیں پہچانا، اس نے اِس خاص نعمت کی قدر و قیمت نہ جانی۔ اُس نے نہ شکر ادا کیا اور نہ اُن کی محبت کو اپنایا۔ یقین رکھو اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی (حضرت شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

''وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس بادشاہِ عالم (غوث اعظم) کی جناب میں بغیر وسیلہ کے بڑھنا چاہا لیکن وسیلہ کے بغیر کوششیں رائیگاں ہوئیں، مجھے اکثر و بیشتر بشارت ہوئی کہ ''وابتغوا الیہ الوسیلة'' اور اس فضیلت کے حاصل کرنے کے لیے جس وسیلہ ونسبت کی ضرورت ہے وہ سلسلۂ ارادت و بیعت ہے۔'' (اخبار الاخیار، ص ۶۱۵، اردو)

والا نصیر ملّت دین و دل کہ ہست ...... نعم النصیر از پس یزداں بر دسزا۔ (ایضاً ص ۱۸۸)

حضرت شیخ نصیر ملّت دین و دل ہیں۔ بہترین مددگار ہیں خدا کے بعد۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ والرضوان بطور تنبیہ فرماتے ہیں: ''کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی! جو لوگ اولیا اللہ سے استمداد اور ان کی امداد کا انکار کرتے ہیں۔ یہ اس کا مطلب کیا سمجھتے ہیں؟ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں۔'' چند سطور کے بعد تحریر کرتے ہیں۔ ''اور امداد و استمداد کا جو معنی مَیں نے ذکر کیا ہے اگر موجب شرک اور غیر اللہ کی طرف توجہ کو مستلزم ہوتا جیسا کہ منکر کا زعم فاسد ہے تو چاہیے یہ تھا کہ صالحین سے طلب دعا اور توسّل زندگی میں بھی ناجائز ہوتا حالانکہ یہ بجائے ممنوع ہونے بالاتفاق جائز اور مستحسن و

مستحب ہے۔" (اشعۃ اللمعات: ۳/۴۰۱-۴۰۲، فارسی)

(نوٹ): یہ تمام تحریرات و نگارشات اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ والرضوان کا غیراللہ سے استمداد و استعانت اور توسّل کے تعلق سے وہی اعتقاد و نظریہ اور موقف ہے جو اجلّہ محدثین، فقہا اور مفسّرین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا نظریہ تھا۔ لیکن پیروئ نفس و شیطان کا کوئی علاج نہیں۔ "فاضل صاحب" نے جس طرح حضرت شیخ علیہ الرحمہ کو بدنام و مشکوک بنانے کی کوشش بے مراد کی ہے اس میں کتنی حقیقت ہے، وہ عیاں ہوچکی۔

ایک اعتراض کا جواب: جناب محمد فاضل صاحب لکھتے ہیں: "استمداد بغیر اللہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے عدم جواز پر سب علمائے اہل سُنّت کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ کے بطلان پر علمائے سلف و خلف کی متعدد کتب موجود ہیں۔" (مکتوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۲۲۶)

ملاحظہ کیا آپ نے جناب فاضل صاحب کا اندازِ تحریر کہ یکدم جملہ اجلّہ علما و محدثین و فقہا کرام کی کتب کثیرہ کا کیسے انکار کر بیٹھے۔ العیاذ باللہ ہم ان فقہا کرام اور محدثین عظام کی چند کتابوں کے اسامع مصنف علام کا نام تحریر کرتے ہیں جنھوں نے مسئلہ دائرہ (استمداد و توسّل اور استعانت باولیا اللہ) کے ثبوت میں دلائل و براہین سے مملو کتب تحریر کی ہیں۔ ہم نے جناب کے لغو اور باطل اعتراض کا جواب یہی مناسب سمجھا تا کہ حقیقت مزید روشن ہوجائے۔

(۱) امام حافظ ابوعبداللہ الحاکم ...... اپنی کتاب "المستدرک" میں آپ نے توسّل بالنبی ﷺ کو بیان کیا اور اسے حدیث صحیح کہا۔

(۲) امام حافظ ابوبکر البیہقی ...... اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں حدیثِ آدم کو آپ نے بیان کیا۔ اس کتاب میں موضوعات بالکل نہیں ہیں۔

(۳) امام حافظ ابوالفرج ابن الجوزی ...... اپنی کتاب "الوفاء" میں آپ نے یہ حدیث اور دیگر مسائلِ توسّل درج کیے ہیں۔

(۴) امام حافظ قاضی عیاض المالکی ...... اپنی کتاب "الشفاء" میں توسّل سے متعلق بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

(۵) امام حافظ جلال الدین السیوطی...... اپنی کتاب "الخصائص الکبریٰ" میں حدیث توسّل آدم کو بیان کیا ہے۔

(۶) امام شیخ ملا علی قاری ...... نے "شرح شفا" میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

(۷) علامہ احمد شہاب الدین الخفاجی...... نے "نسیم الریاض" میں تفصیل سے لکھا ہے۔

(۸) امام حافظ القسطلانی ...... نے "المواہب اللدنیہ" کے مقصد اوّل میں لکھا ہے۔

(۹) امام شیخ الاسلام ابوزکریا نووی...... نے اپنی کتاب "الایضاح" میں تحریر کیا ہے۔

(۱۰) علامہ شیخ محدث علی بن عبدالکافی سبکی ...... نے اپنی کتاب "شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام" میں تحریر کیا

ہے۔ (اصلاح فکر و اعتقاد ص ۲۰۹ـ۲۱۰)

(نوٹ): جناب فاضل صاحب بتائیں کیا یہ ائمہ، محدثین، فقہا ''مسلک اہل سُنّت'' سے نہیں ہیں؟ اگر یہ اہل سُنّت سے ہیں تو آپ نے کیسی جرأت و ہمت کی کہ ان اجلّہ علماے اہلِ سُنّت پر الزام تراشا اور لکھ مارا ''کہ اس مسئلہ کے بطلان پر علماے سلف و خلف کی متعدد کتب موجود ہیں''۔ جناب کسی ایک ہی کتاب کا نام نہ لکھ پائے متعدد کے کیا لکھیں گے؟ قارئین! حقائق آپ کے سامنے ہیں کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟

مخالفین کے نظریات: اس نام نہاد فرقۂ دیوبند کے شیوخ آج تک لکھتے چلے آرہے ہیں کہ ''غیر اللہ سے استعانت، توسّل، استمداد ناجائز و حرام اور شرک ہے۔ لیکن اکثر جھوٹوں کا پول کھولنے کے لیے حقیقت سامنے آ ہی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو اس گمراہ فرقہ کی دوسری تصویر۔ جس میں ایک طرف اسی مسلّم عقیدہ کے خلاف خوب کیچڑ اُچھالا گیا۔ اور دوسری طرف سب کچھ تسلیم کرلیا گیا۔

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: ''جو استعانت و استمداد بالخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے، خواہ وہ منہ حی ہو یا میت۔ اور جو استمداد بالا اعتقاد علم و قدرت ہو، نہ مستقل نہ غیر مستقل پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے۔'' (فتاوی امدادیہ: ۴/۱۰۰)

جناب ہی لکھتے ہیں: ''جس طرح توسّل کسی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسّل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ توسّل بعد الوفات بھی ثابت ہوا۔ اور علاوہ ثبوت بالرّوایہ کے درایۃً بھی ثابت ہے۔ غیر نبی کے ساتھ بھی توسّل جائز نکلا۔'' (نشر الطیب: ص ۲۴۸، ۲۴۹)

جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: ''ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔'' (حاشیہ قرآن ص ۲)

شیخ محمد سرفراز خاں صفدر لکھتے ہیں: ''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیا و اولیا و صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات کے بایں طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیلۂ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں، اسی جیسے اور کلمات کہے۔ چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا شیخ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے۔'' (المہند ص ۱۲ـ۱۳، تسکین الصدور، ص ۴۱۳)

مولوی مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: ''پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں۔'' (حاشیہ سوانح قاسمی، ۱/۳۳۳)

اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر

کرتے ہیں: ''اللہ اکبر! دیکھ رہے ہیں آپ؟ قصہ آرائی کو واقعہ بنانے کے لیے یہاں کتنی بے دردی کے ساتھ مولانا نے اپنے مذہب کا خون کیا ہے۔ جو عقیدہ نصف صدی سے پوری جماعت کے ایوانِ فکر کا سنگِ بنیاد رہا ہے اسے ڈھا دینے میں موصوف کو ذرا بھی تامل نہیں ہوا۔'' (زلزلہ ص ۵۷)

عقیدۂ توحید سے متصادم ایک خون ریز تصویر: رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''آپ واضح طور پر یہ محسوس کریں گے کہ ان حضرات کے یہاں دو طرح کی شریعتیں متوازی طور پر چل رہی ہیں۔ ایک تو انبیا و اولیا کے حق میں ہے اور دوسری اپنے بزرگوں کے حق میں۔ ایک ہی عقیدہ جو پہلی شریعت میں کفر ہے، شرک ہے، اور ناممکن ہے۔ وہی دوسری شریعت میں اسلام ہے، ایمان ہے اور امر واقعہ ہے۔ ضمیر کا یہ چیختا ہوا مطالبہ اب کسی مصلحت کے اشارے پر دبایا نہیں جاسکتا کہ دو شریعتوں کا اسلام ہرگز وہ اسلام نہیں ہوسکتا جو خدا کے آخری پیغمبر کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔'' (زلزلہ ص ۲۱۸)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی کے ایک مرید کسی بحری جہاز سے سفر کر رہے تھے۔ ایک تلاطم خیز طوفان میں جہاز گھر گیا۔ آگے کا واقعہ خود جناب کی زبانی سُنیے۔

''انھوں نے دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں ہے اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا۔ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور کارساز مطلق ہے۔ اسی وقت آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ اسے تو یہ قصہ پیش آیا، اُدھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر میں نہایت درد ہے، خادم نے دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اُٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اُتر گئی ہے۔ پوچھا، حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں۔ پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ دریافت کیا۔ حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے۔ اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔ فرمایا، ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا اس میں ایک تمہارا دینی سلسلہ کا بھائی تھا۔ اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کردیا اور آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھایا۔ جب آگے چلا اور بندگانِ خدا کو نجات ملی۔ اسی سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے۔ مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔'' (کراماتِ امدادیہ ص ۱۸)

حضرت رئیس القلم مذکورہ عبارت پر ناقدانہ تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''قبیلے کے شیخ کی غیبی قوتِ ادراک اور خدائی اختیار و تصرف کا تو یہ حال بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ہزاروں میل کی مسافت سے دل کی زبان کا خاموش استغاثہ سُن لیا اور سُن ہی نہیں لیا بلکہ فوراً ہی یہ بھی معلوم کرلیا کہ سمندر کی ناپیدا کنار وسعتوں میں حادثہ پیش آیا ہے۔ اور معلوم ہی نہیں کرلیا بلکہ چشم زدن میں وہاں پہنچ بھی گئے اور جہاز کو

طوفان سے نکال کر واپس لوٹ آئے۔ لیکن وائے رے دل حرماں نصیب کی شرارت! کہ رسولِ کونین کے حق میں ان حضرات کی عقیدے کی زبان یہ ہے۔ "یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت! تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا ہے اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کرائی ہے یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ گو مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۲۳ بحوالہ زلزلہ ص ۲۱۷) "کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی (کفر و شرک ہے)" (بہشتی زیور: ۱/ ۳۷)

حضرت رئیس القلم تحریر کرتے ہیں: "لیکن یہاں تو مانگنا بھی ہوا اور پکارنا بھی۔ وو دو شرک جمع ہو جانے کے باوجود توحید پر ان حضرات کی اجارہ داری اب تک قائم ہے اور ہم صرف اس لیے مشرک ہیں کہ جن اعتقادات کو وہ اپنے گھر کے بزرگوں کے حق میں روا رکھتے ہیں۔ انہی کو رسول کونین، شہید کربلا، غوث جیلانی اور خواجۂ خواجگانِ چشت کے حق میں اپنے جذبۂ عقیدت کا معمول بنالیا ہے۔ اسی کا نام اگر شرک ہے تو اس الزام کا ہم صمیم قلب کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں کہ ساری اُمّت کا مسلک یہی ہے۔" (زلزلہ ص ۲۱۸)

خلاصۂ کلام: دیوبند کے خانہ ساز دین کے مناظر آپ نے دیکھ لیے کہ یہ نااہل و بے دین اور گمراہ کس قدر شریعت مطہرہ کا تمسخر کرتے ہیں۔ جس عقیدہ کو دوسروں کے حق میں کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں وہی عقیدہ اپنے بزرگوں کے حق میں کتنی جلد قبول کرتے ہوئے جائز و درست مان لیتے ہیں۔ الامان والحفیظ۔

ہم نے آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی، اقوالِ فقہا، محدثین اور مفسرین سے اس مسئلہ (ولی اللہ سے استعانت، توسل، استمداد) کو واضح اور روشن کردیا۔ اہلِ حق و اربابِ فکر وفہم کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ جناب فاضل صاحب جس طرح میدان میں اُچھلتے ہوئے آئے تھے۔ ہم نے جناب کے ہم مسلک حضرات کی کتابوں سے بھی اس کو ثابت کیا ہے اور حضرات شیخ محقق علی الاطلاق علیہ الرحمہ کی کتب معتبرہ سے قبلہ موصوف علیہ الرحمہ کا موقف ونظریہ عیاں کردیا ہے تاکہ جناب فاضل اور ان جیسے کم فہم اور کج رو دوبارہ ایسی حرکت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ رب العزت اس بدنام زمانہ فرقۂ ضالہ وہابیہ کے مکائد اور فریب کاریوں سے جملہ مسلمانانِ اہلِ سُنّت کو محفوظ و مامون رکھے آمین۔ اور ہم اہلِ سُنّت و جماعت کو انبیا علیہم السلام، اولیا، صالحین سے سچی عقیدت ومحبت رکھنے کی توفیق بخشے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلوت واکمل التحیات.......**

OOOOOOOO

مرید اعلیٰ حضرت مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی: حیات اور علمی کارنامے

از: غلام مصطفےٰ قادری رضوی، باسنی، ناگور، راجستھان

ملتِ اسلامیہ امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ احسان کبھی بھی فرموش نہیں کرسکتی کہ آپ نے دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف، سیاست و صحافت، شعر و ادب اور فقہ و حدیث نیز تعمیر و تحریک کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دینے والی شخصیات ہیرے موتی کے طور پر ہمیں عطا فرمائیں۔ جن میں باضابطہ ان کے شاگرد و خلفا بھی تھے اور کچھ آپ سے شرف بیعت و ارادت حاصل کرکے ہی رضوی اور برکاتی فیضان سے مالا مال ہوتے رہے۔ مفتی سنبھل علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان بھی گلستانِ رضویت کے گل سرسبد تھے جو مراد آباد یوپی کے قصبہ سنبھل میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔

خوش بختی سے آپ نے دینی و علمی گھرانہ میں آنکھیں کھولیں اور علامہ شاہ عماد الدین سنبھلی، صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی، تاج العلما حضرت مولانا محمد عمر نعیمی، مولانا الحاج محمد افضل شاہ صاحب اور الحاج شاہ محمد اکمل علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے اساتذۂ کبار اور صاحبانِ فکر وفن سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ۲۰ر شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۷ر مارچ ۱۹۲۴ء کو علومِ مروجہ سے فراغت حاصل کرکے سند سے نوازے گئے۔ اور پھر صدر الافاضل کے حکم سے تدریس و افتا کی ذمہ داری سنبھالی۔ مولانا یٰس اختر مصباحی آپ کی خصوصیات سے متعلق رقمطراز ہیں:

''تعلیم و تدریس، تصنیف و افتا اور خطابت و مناظرہ حضرت اجمل العلما کا خاص ذوق تھا اور آپ تاحیات انہیں دینی و علمی خدمات سے منسلک رہ کر اپنے اسلاف کرام و اساتذہ و مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ اپنی تقریر و تحریر اور کردار و عمل کے ذریعہ آپ ہمیشہ اسی دینِ برحق اسی مذہب مہذب اور اسی مسلکِ مقدس کی طرف قوم و ملت کو دعوت و ہدایت دیتے رہے۔ جسے قرآن حکیم صراط مستقیم قرار دیتا ہے اور حدیثِ نبوی کے الفاظ میں جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہے۔ (ماہ نامہ کنز الایمان، دہلی اگست ۲۰۰۴ء)

حضرت اجمل العلما ایک جید عالم ہونے کے ساتھ سبعہ عشرہ کے خوش الحان قاری بھی تھے۔ آواز میں انتہائی کشش تھی جو سامعین کو مسحور کردیتی تھی۔ آپ نے علمِ تجوید و قرأت اپنے استاذ محترم حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ فنِ تجوید و قرأت کی سند شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حاصل تھی۔ مدرسہ اجمل العلوم کے طلبہ کو فنِ تجوید مع مشق پڑھاتے تھے۔ تجوید کے مسائل کے جوابات بھی دلائل و براہین کی روشنی میں دیتے تھے۔ جو ''فتاویٰ اجملیہ'' میں موجود ہیں۔ اور بالخصوص

حرف ''ضاد'' کی تحقیق میں نہایت جامع رسالہ ''اجمل الارشاد فی اصل حرف الضاد'' تحریر فرمایا۔ طرفہ یہ کہ اس رسالہ پر مفتیٔ دیوبند کی بھی تصدیق ہے'' (فتاویٰ اجملیہ ۱/۴۱)

۱۳۳۷ھ میں حضرت صدر الافاضل اپنے شاگردِ رشید اجمل العلما کو اپنے ساتھ بریلی شریف لے گئے اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بیعت کرایا۔ اس طرح آپ رضوی فیضان میں نہانے لگے۔ امام موصوف کے لائق و فائق فرزند حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری برکاتی اور شیخ المشائخ علامہ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہما سے سندِ خلافت واجازت حاصل ہوئی۔

حضور اجمل العلما عربی نظم و نثر پر بھی قادر تھے۔ بہترین اور بلاتکلف عربی میں لکھتے چلے جاتے۔ فتاویٰ اجملیہ میں عربی زبان میں کیے گئے استفتاء کے جوابات آپ نے عربی میں ہی رقم فرمائے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے آپ کی عربی دانی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اربابِ علم و ادب ان سے ضرور متاثر ہوتے ہونگے۔ یہاں بھی میں کہنا چاہوں گا کہ امام احمد رضا کی بارگاہِ علم سے خوشہ چینی کا یہ بھی ثمرہ ہے کہ آپ عربی دانی میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ امام موصوف کی فصاحت و بلاغت اور عربی نظم و نثر میں مہارت کو دیکھ کر علمائے عرب بھی متاثر ہوئے اور آپ کو داد و تحسین سے نوازا۔

اجمل العلما جہاں بے مثال مفسّر، محدث، مدبّر اور مناظر تھے وہیں نابغۂ روزگار فقیہ بھی تھے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ اس ذاتِ گرامی کے شاگرد تھے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ نیز جو اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنّت کے نام سے ملک گیر بلکہ عالمگیر شہرت کا حامل ہوا، اور جن کی فقہی بصیرت، باریک بینی اور ژرف نگاہی کا اعتراف علمائے عجم ہی نہیں بلکہ علمائے حرمین شریفین بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ جس پر علوم وفنون کا گنج گراں مایہ ان کا ''فتاویٰ رضویہ'' بھی شاہد و عادل ہے جو بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل آپ کا فقید المثال شاہ کار ہے۔

حضور اجمل العلما نے فقہ و افتا میں خوب خوب خدمات انجام دیں اور اس اہم خدمت میں آپ امام احمد رضا و دیگر اسلاف و اساتذہ باوقار کے نقوش پر چلتے رہے۔ حال ہی میں آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ کے علم وفن اور خدا داد استعداد و لیاقت کے کثیر نمونے ملتے ہیں۔ ان فتاویٰ کو دیکھ کر اصحابِ علم وفضل متاثر بھی ہوئے اور آپ کی فقہی صلاحیتوں کے معترف بھی۔

مفتی اعظم راجستھان اپنے شیخ محترم کی فقہی بصیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''فتاویٰ اجملیہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ ان کے اکثر و بیشتر فتاویٰ مدلل و مفصل ہیں۔ اگرچہ بعض فتاویٰ مختصر بھی ہیں مگر جامع اور واضح ہیں۔ اپنی رائے کو شفاف طور پر ظاہر کرنا ان کا اختصاص تھا اسی لیے ان کا کوئی فتویٰ مبہم نہیں۔ اکثر و بیشتر وہ قولِ اسلم کے اثبات میں قرآن و حدیث سے دلائل نقل کرکے فتوے کو براہین و دلائل سے آراستہ کرکے پیش کرنے کے عادی نظر آتے ہیں جو اُن کے فقہی تبحر کی واضح

دلیل ہے۔" (فتاویٰ اجملیہ، ۱/ ۱۵ مطبوعہ، دہلی)

مزید فرماتے ہیں: "دلائل و استشہادات کا تسلسل، سوال کے ہر پہلو پر گہری نظر، نقلی اور عقلی دلائل، عصر حاضر میں درپیش مسائل کا علمائے سلف کے فتاویٰ کی روشنی میں واضح حل پیش کرنا، سوال کی مناسبت سے جواب لکھنے پر ملکہ تامہ، یہ وہ خصوصیات ہیں جو اجمل العلما کی نگارش کا خاص امتیاز ہے۔ عوام و خواص میں تحریر کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ اُن کے مستفتیوں میں عامۃ المسلمین سے لیکر محدث علما و اساتذہ بھی شامل ہیں۔" (ایضاً ص:۱۵)

یہ خبر باعث مسرت ہے کہ حضور اجمل العلما مفتی محمد اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی فقہی صلاحیتوں کا بہترین نمونہ "فتاویٰ اجملیہ" مفتی اعظم راجستھان دام ظلہ کے حکم اور صاحب زادۂ گرامی حضرت مفتی انتصاص الدین اجملی جانشین اجمل العلما کی محنتوں سے حضرت مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی نے چار جلدوں میں مرتب فرما کر ایک علمی کارنامہ انجام دیا۔ اس طرح ایک علمی خزانہ قوم و ملت کو مل گیا۔ جس میں امام احمد رضا کے تفقہ کا عکس نظر آتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

اجمل العلما کی مناظرانہ شان:۔ اجمل العلما میدانِ مناظرہ کے بھی شہسوار تھے جس کا اندازہ آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ اپنے حریف کے دلائل کا ناقدانہ جائزہ، اس کی خامیوں پر گہری نظر اور مکر و فریب کی گرفت اور ان کی برمحل تردید، آپ کی مناظرہ شان کے روشن نمونے ہیں۔ حضور شیر بیشۂ اہل سُنّت کے میدانِ مناظرہ میں آپ دست راست ہوتے تھے۔ نیز مناظرۂ سنبھل (جو حضور شیر بیشۂ اہل سُنّت علامہ حشمت علی علیہ الرحمہ اور مولوی منظور نعمانی سنبھلی کے درمیان ہوا تھا) مناظرۂ چندوسی، مناظرۂ جمشید پور، مناظرۂ جویا، مراد آباد بھی آپ کے مناظر بے نظیر ہونے کے گواہ ہیں۔ جن میں آپ نے مخالفین کو دندان شکن جوابات دے کر بحسن و خوبی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا مقدس فریضہ انجام دیا۔ چونکہ مناظرہ بھی اسلام و سُنّیت کے پیغامات کی تشہیر کا ایک اہم ذریعہ ہے اس لیے صاحبانِ فکر و بصیرت نے اس ذریعہ کو بھی اپنایا اور پورے انہماک و شوق کا اظہار کیا۔ حضرت اجمل شاہ صاحب مناظروں میں شرکت کو ہر مصروفیت پر فوقیت رکھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

"میرے گھر میں شادی ہو یا کسی کی موت اور اسی دن مناظرہ ہو تو ان شاء اللہ میں شادی و موت کے بالمقابل مناظرہ کو ترجیح دوں گا۔ اس لیے کہ میرے جانے سے مناظرہ میں بدعقیدہ لوگ ہدایت پر آگئے تو اللہ و رسول کی خوش نودی کا سبب ہوگا۔ اگر میرے نہ جانے سے مناظرہ میں اہلِ سُنّت و جماعت کو اللہ نہ کرے شکست ہوگئی تو میں میدانِ حشر میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو کیا منھ دکھاؤں گا؟" (حوالہ مذکورہ ص:۴۶)

حضرت اجمل العلما ایک کہنہ مشق مصنف بھی تھے۔ طرزِ استدلال نہایت محققانہ اور تشفی بخش تھا۔ خشک اور پیچیدہ موضوعات پر بھی آپ نے جودتِ فکر کی بوقلمونیاں پیش فرمائی ہیں۔ آپ کے رشحاتِ قلم تشنگانِ تحقیق و طلب کے لیے سرمایۂ تسکین ہیں۔ آپ نے بڑی تعداد میں چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں صرف ۲۲ رسائل وکتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ دست یاب ہیں، جو حضرت ناظم صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) اجمل المقال لعارف رؤیۃ الہلال — ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء مطبوعہ

(۲) عطر الکلام فی استحسان المولد والقیام — ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء مطبوعہ

(۳) تحائف حنفیہ بر سوالاتِ وہابیہ — ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء مطبوعہ

(۴) فوٹو کا جواز درحق عازمانِ سفرِ حجاز — ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء مطبوعہ

(۵) قولِ فیصل — ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء مطبوعہ

(۶) اجمل الارشاد فی اصل حرف الضاد — ۱۳۳۶ مطبوعہ

(۷) اجمل الکلام فی عدم القرأۃ خلف الامام — ۱۳۵۵ھ قلمی غیر مطبوعہ

(۸) طوفانِ نجدیت وسیع آدابِ زیارت — ۱۳۷۷ھ قلمی غیر مطبوعہ

(۹) بارش سنگی بر رفقائے سر بجنگی — ۱۳۵۶ھ مطبوعہ

(۱۰) افضل الانبیاء والمرسلین (رسالہ ردّ عیسائیت) — قلمی غیر مطبوعہ

(۱۱) کاشفِ سُنّیت و وہابیت — ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء مطبوعہ

(۱۲) ردّ سیف یمانی در جوف لکھنوی و تھانوی — ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء مطبوعہ

(۱۳) سرمایۂ واعظین — ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء مطبوعہ

(۱۴) ریاض الشہداء (منظوم) — ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء مطبوعہ

(۱۵) نظام شریعت، اوّل، دوم — ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء اوّل مطبوعہ، دوم قلمی

(۱۶) اسلامی تعلیم اوّل دوم — ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء مطبوعہ

(۱۷) مذہب اسلام — ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء مطبوعہ

(۱۸) فیصلہ حق و باطل — ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء مطبوعہ

(۱۹) اجمل السیر فی عمر سید البشر — ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء قلمی

(۲۰) ردّ شہابِ ثاقب — ۱۳۷۴ھ/۱۹۶۳ء مطبوعہ

(۲۱) مضامینِ حضرت اجمل العلما — ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء قلمی غیر مطبوعہ

(۲۲) نعتیہ دیوان حضرت اجمل العلما

(۲۳) فتاویٰ اجملیہ

(بحوالہ فتاویٰ اجملیہ، اوّل ص ۵۵، ۵۶ مطبوعہ دھلی)

مذکورہ بالا تصانیف اتنی اہمیت کی حامل ہیں کہ ان کے مطالعہ سے مصنف کے تبحر علمی اور تدبر و دانائی، نیز آپ کے اصلاح اعتقاد و اعمال کے حامل مردِ حق آگاہ ہونے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ طوالت کے خوف سے سب پر تبصرہ نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اتنا کہنا چاہوں گا کہ آپ کی ہر تصنیف حقیقت و واقعیت پر مبنی ہے اور معلومات میں اضافہ کا باعث بھی۔ ردِ یہود و نصاریٰ اور تردیدِ وہابیہ پر لکھی گئی کتابیں بھی حقائق سے پردہ ہٹاتی ہیں۔ کاش وہ علمی خزانہ جلد از جلد طبع ہوتا کہ خواص و عوام اُن سے خوب خوب استفادہ کریں۔ یہ تصانیف آپ کو تاقیامِ قیامت زندہ و تابندہ رکھیں گی۔ امید ہے کہ آپ کے وارثین اس اہم کام کو جلد از جلد منظر عام پر لانے کی سعی کریں گے۔

مفتیِ اعظم راجستھان علامہ مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی دام ظلہ کی نظر انتخاب بیعت کے لیے ایک ایسے ہی مرشد برحق پر جاکر ٹھہرگئی جو بذاتِ خود کشورِ علوم و معرفت کا تاج دار تھا۔ جس کا کچھ علمی تعارف اوپر ذکر ہوا۔ حضرت مفتی صاحب کو حضرت اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے ہی زیر سایہ رہ کر اسلامی علم و آگہی سے منور ہونے کا موقع ملا تھا۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب کو مسندِ تدریس پر علمی جواہر پارے بکھیرتے ہوئے بھی دیکھا تھا اور ان کی عبادت و ریاضت کے ایمان افروز مناظر بھی دیکھے تھے۔ آپ کو شاہ صاحب کی بارگاہ میں شریعت و طریقت کا ایک ساحلِ بے کراں نظر آیا اور پھر ایک مقرب اور مقبول ساعت میں اسی آفتابِ شریعت و طریقت کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے۔ بیعت ہونا تھا کہ ہزاروں مس خام کو کندن بنا دینے والے پیر و مرشد کی نگاہِ دل نواز نے آپ کے علم و فضل اور روحانیت میں چار چاند لگا دیے۔" (مفتیِ اعظم راجستھان، ص:۱۶)

اجمل العلما جہاں آپ کے مرشدِ طریقت تھے وہیں استاذ محترم بھی تھے۔ اُن کی بارگاہِ علم و ادب سے خوب خوب اکتساب فیض کرتے رہے۔ بطور خاص حدیث و فقہ کا علم آپ سے حاصل کیا۔ خود فرماتے ہیں "چونکہ حدیث و فقہ میں مسائل کی زیادتی ہے اس لیے مجھے حدیث و فقہ سے زیادہ لگاؤ تھا۔"

آج مفتیِ اعظم راجستھان کی علمی جلالت کا علما و مشائخ اعتراف کرتے ہیں۔ یہ اجمل العلما کی بارگاہ سے ہیرا بنے۔ مفتیِ اعظم مظہر اجمل العلما بھی ہیں اور ظلِ صدر الافاضل بھی۔ ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کی بارگاہ کے خوشہ چیں حضور اجمل شاہ صاحب کا تفصیلی تعارف کرایا جائے اور آپ کے مراتب علمیہ کو اُجاگر کیا جائے۔

++++++++

خلیفۂ حضور مفتی اعظم مولانا عبدالغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ

از: کلیم احمد قادری، دھرن گاؤں، جل گاؤں، مہاراشٹر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (الزمر/۹) کیا علم والے اور بے علم برابر ہو جائیں گے؟ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں۔ عالم غیر عالم سے افضل و اکرم ہے۔ علمائے دین کے سر پر انبیا کرام کی وراثت کا تاج ہے، وہ دنیا کے چراغ ہیں۔ قرب الٰہی کے مستحق علما ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ۔ (فاطر ۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

حضرت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ میں اس بات پر دلالت ہے کہ علما جنتی ہیں اور وہ اس لیے کہ علما خشیت والے ہیں اور ہر وہ شخص جو خشیت والا ہے وہ جنتی ہے تو علما جنتی ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۷۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ عالمِ دین سے وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد فرائض و سننِ مؤکدہ، ضروری عبادات پر اکتفا کرتا ہو یعنی بے عمل نہ ہو اور زیادہ وقت علم سکھانے اور دینی کتابوں کی تصنیف کرنے پر خرچ کرتا ہو۔ اس کا کام علم کی نشر و اشاعت اور دین کی ترویج ہو۔ اور عابد سے وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد عبادت میں مشغول ہوا ہو یعنی جاہل نہ ہو اور اپنے اوقات کو عبادت میں صرف کرتا ہو اور چونکہ علم کی نشر و اشاعت اور اس میں مشغول رہنے کا فایدہ دین کے لیے بہت زیادہ ہے اور لوگوں کو اس کا نفع عام تر و شامل تر ہے اس لیے علم عبادت سے بہت زیادہ افضل ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۵۹)

علمائے دین کو یہ منصب عظیم و نوید کثیر اسی وجہ سے ہے کہ وہ علمِ دین کی اشاعت و تبلیغ کا ذمہ اُٹھائے ہوئے ہیں۔ امتِ مسلمہ کی ہدایت و رہنمائی اب انہیں کے سپرد ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ کے بعد صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین و ائمہ مجتہدین نے اس منصب عظیم کا حق ادا کرتے ہوئے چاردانگِ عالم میں اسلام کے پرچم کو سربلند کیا۔

سرزمین خاندیش جو زمانہ قدیم سے ہی علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے کئی علما، حکما، فضلا، ادبا اور محدثین نے یہاں آنکھیں کھولی۔ کئی اولیائے کرام نے اس کو اپنا مسکن بنایا۔ جن کے عظیم الشان کارنامے تاریخ صفحات پر نقش ہیں۔ زمانہ کی تبدیلیوں کا خاندیش کی سرحدوں پر بھی اثر ہوا اور تاریخی شہر برہان پور صوبۂ

مدھیہ پردیش میں شامل کر دیا گیا اور خاندیش صرف تین اضلاع، دھولیہ، جلگاؤں اور نندور بار پر محدود ہو کر رہ گیا۔ دیگر علاقوں کی طرح یہاں بھی انحطاط نے ڈیرہ جمایا۔ کئی سال کی تاریکی کے بعد خاندیش کے علمی افق پر ایک ستارہ چمکا جس سے ہر طرف روشنی پھیل گئی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دیدہ ور و دور اندیش مفتی عبدالغنی رضوی صوبۂ مہاراشٹر کے علاقہ خاندیش کے ایک چھوٹے سے قصبے نصیر آباد میں سنگر برادری کے ایک متوسط گھرانے میں یکم اپریل ۱۹۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے جدِّ امجد بہت بڑے حکیم تھے جن کے ہاتھوں میں اللہ رب العزت نے شفائے کاملہ عطا فرمائی تھی۔ آپ کے والد عبدالقادر شیخ تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ بہت نیک طینت اور ایماندار تھے۔ آپ نے حصولِ علم کی خاطر اپنے فرزند ارجمند کو جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور میں داخل کر دیا۔ جہاں آپ نے جلیل القدر علماے اہلسنت اساتذہ کرام خصوصاً سید السند حضرت علامہ سید حسینی صاحب قبلہ، مفتی مہاراشٹر مفتی غلام محمد خان، مفتی عبدالرشید فتح پوری، اشرف العلما مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ سے علومِ عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ دورانِ طالب علمی حضرت کی ذہانت و فطانت کے اساتذہ بھی قائل تھے۔ اِس کا اندازہ یوں بھی ہوتا ہے کہ آپ کی سند قرأت و تجوید پر آپ کے ممتحن حضور قاری مولانا محمد شفیع علیہ الرحمہ نے اپنے دستِ مبارک سے یہ ریمارک دیا تھا:

"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ مولیٰ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔"

فضیلت کی سندِ فراغت ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰ر اپریل ۱۹۶۶ء میں حاصل کی۔ آپ کی دینی خدمات کا باقاعدہ سلسلہ شہر ناسک میں ایک تبلیغی عالم سے لفظ ذنب کے مناظرہ میں فتح یابی سے ہوا۔ بس یہیں سے خاندیش کو ایک عبقری شخصیت کی قیادت نصیب ہوگئی۔

فخرِ خاندیش کی پوری زندگی خدمتِ دین سے عبارت تھی۔ آپ اہلسنت کے مایہ ناز خطیب، مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پُر زور ناشر، اخلاق و کردار کے پُر سوز مصلح و مدبر، بے لوث خادمِ خلق اور گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے۔ نہایت خلیق، منکسر المزاج، ملنسار مہمان نواز تھے۔ تا عمر سادہ زندگی گزاری۔ ہمیشہ سادہ و سفید لباس زیب تن فرماتے، سلیس و دلنشیں گفتگو فرماتے۔ نصیحت کے ایسے پھول بکھیرتے جو سامعین کے دل میں اتر کر اسلامی انقلاب پیدا کر دیتی۔

رب تبارک و تعالیٰ کی طرف سے فنِ خطابت میں آپ کو ملکہ حاصل ہوا تھا۔ آپ کے اصلاحی خطبات و بیانات سے پوری ریاست و قرب و جوانب میں بسنے والے ہزاروں افراد مستفیض ہوئے اور جرم

ومعصیت کے چاہِ عمیق سے نکل کر رحمت ونور کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے۔ وہ تقریر کو کسبِ معاش اور حصولِ شہرت کا ذریعہ بنانے والے ان مقرروں کے زمرے میں شامل نہ تھے جو عوام کے سامنے دھواں دھار تقریر کرکے نعرے لگوا کر بڑی بڑی رقم بطور نذرانہ وصول کرتے ہیں۔ بلکہ وہ قوم کا درد رکھنے والے ان فرزندانِ توحید میں شامل تھے جو دینِ حق کی سربلندی کے لیے ہر مصائب و آلام سے نبرد آزما ہو کر کامیاب وسرخ رو ہوتے ہیں۔ آج کے اس دورِ پُرفتن میں جو علما موٹے موٹے نذرانوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ انہیں دعوتِ فکر دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عظمت پہ سرکار کے دے دیں جو قربانی جانوں کی
ملت کو ہے آج ضرورت پھر ایسے دیوانوں کی
مسجد مسجد کوچہ کوچہ دشمن جم کر بیٹھے ہیں
دور کریں گی کیسے اس کو تقریریں ندرانوں کی

(بحوالہ سہ ماہی افکار رضا جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء)

آپ کا اسلوبِ خطابت منفرد و یگانہ تھا۔ سادہ اور دلنشین، آسان و عام فہم اور سامعین کی قوتِ ادارک کے مطابق خطاب فرماتے۔ مقامی مسائل و حالات کا فکر اسلامی کے آئینے میں تجزیہ فرماتے اور زبان وبیان کے حسین پیرائے میں اصلاح فرمادیتے۔

آپ کی دینی خدمات وتبلیغی کاوشیں صرف خطابت کی دنیا تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ آپ نے مساجد، مدارس اور تربیت گاہوں کا قیام بھی فرمایا۔

سرزمینِ ناسک پر نوجوانی ہی میں دارالعلوم اہل سُنّت کی بنیاد رکھی اور سیکڑوں تشنگانِ علم کو سیراب فرمایا۔ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مدرسۃ البنات الصالحات قائم فرمایا جس سے اب تک ۲۵ عالمات اور ۱۷ قاریات نے سندِ ردائے فراغت حاصل کرکے اپنی زندگی کو تابناک بنایا۔ اور مسرت کی بات یہ ہے کہ فی الحال ۵۰۰ بچیاں زیرِ تعلیم ہیں۔ ناسک کے گھاس بازار کی مسجد میں ۳۵ سالہ طویل خدمات انجام دے کر اس علاقے کو علم سے مزین فرما کر ممتاز فرمادیا۔

مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت آپ کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔ بالخصوص علاقہ خاندیش اور بالعموم پورے صوبے میں امام احمد رضا کے پیغام عشق محبت سے دلوں کو سرشار کیا۔ باطل عقاید کا ردّ اور عقایدِ اہل سُنّت کا افکار رضا کی روشنی میں اس طرح تذکرہ کرتے کہ سامعین اپنی قسمت پر رشک کرتے۔ آپ کی ہر تقریر اشعارِ اعلیٰ حضرت سے مزین ہوتی۔

تادمِ زیست نسبتِ قادریہ ونسبتِ رضویت پر آپ نازاں رہے۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم

قدس سرہ سے شرف بیعت و خلافت کو آپ نعمت عظمیٰ سے تعبیر فرماتے اور ہمیشہ ناز فرماتے تھے۔ حضور مفتی اعظم کی خدمتِ اقدس میں ایک عرصے تک رہ کر مستفیض ہوئے۔ اور آپ ہی کی مساعی جمیلہ تھی کہ حضور مفتی اعظم کے قدمِ مبارک سے سرزمین خاندیش منور ہوئی اور آپ نصیر آباد جیسے چھوٹے سے دیہات میں تین مرتبہ تشریف لائے۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے علاوہ حضور مفتی رجب علی قادری طوطی ہند نانپاروی علیہ الرحمہ، حضور اشرف العلما مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ اور حضور مفتی محمد وجیہہ الدین قادری رضوی ضیائی بیلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۴۰۴ھ) سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ فخرِ خاندیش سرزمینِ دھرن گاؤں میں ہر سال ۱۳، ۱۴ محرم الحرام کو عرسِ وجیہی میں تشریف لاتے اور چونکہ آپ کئی عرصے تک حضرت کے ساتھ رہے اس لیے آپ نے عینی شواہدات و سوانح حضور مفتی محمد وجیہ الدین قادری سے مریدین و متوسلین کو محفوظ فرماتے۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے اس علاقے کی سُنیت بھی الحمدللہ نکھری ہوئی ہے۔

فخر خاندیش اپنے علاقے کی ہر اس تحریک و ادارہ کے ہمدرد و معاون تھے جو دین متین کی نشر و اشاعت اور عوامِ اہل سُنّت کی اصلاح میں سرگرم ہے۔ چنانچہ آپ رضا اکیڈمی مالیگاؤں، رضا اکیڈمی دھولیہ، تحریک دعوتِ اسلامی، سُنّی دعوتِ اسلامی، دارالعلوم بہار مدینہ دھولیہ، دارالعلوم غوثِ اعظم ناسک، دارالعلوم گلزارِ رضا راویر، دارالعلوم سبحانیہ بھساول، بزم قاسمی برکاتی نصیر آباد وغیرہ اداروں کے سرپرست و رہنما رہے۔

اہل سُنّت کا عظیم محسن و خاندیش کا یہ بطلِ جلیلہ نسبتِ قادریت میں عید غوثیہ یعنی ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۵ء بروز جمعہ صبح ۶ بج کر ۳۰ منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ آپ کی رحلت بالعموم دنیائے اہل سُنّت کا اور بالخصوص صوبۂ مہاراشٹر کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ دعا ہے کہ رب قدیر اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل حضرت فخرِ خاندیش کی قبر مبارک پر تاقیامِ قیامت رحمت و نور کی بارش برسائے۔ (آمین)

▷▷▷▷▷▷▷▷▷▷

۱۹۲۱ء سے ۲۰۰۰ء تک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر لکھی ہوئی کتابوں کی

......فہرست مع مختصر جائزہ......

اعلیٰ حضرت پر کتابیں

......تحقیق و پیشکش......
محمد توفیق احمد نعیمی
بانی وناظم المجلس الاسلامی شیش گڑھ، بریلی شریف

......شائع کردہ......
تحریک فکر رضا
۹۵، اَندریا اسٹریٹ (چوکی محلہ)، ممبئی۔۸ (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ' و نصلی علی رسولہ الکریم

حرف آغاز

۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء کی بات ہے کہ علامہ ہاشم صاحب نعیمی اشرفی پروفیسر معقولات و منقولات جامعہ نعیمیہ مراد آباد اور مولانا ممتاز احمد صاحب نعیمی مفتی جامعہ ہذا، غریب خانہ پر تشریف لائے۔ راقم اس وقت ایک فارسی کتاب کا ترجمہ کر رہا تھا۔ ترجمہ شدہ ابتدائی چند صفحات پڑھ کر سنائے۔ دونوں حضرات نے خوشی کا اظہار کیا مگر مشورہ یہ دیا کہ اس وقت اعلیٰ حضرت اور کتب اعلیٰ حضرت پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ راقم نے ایک عذر پیش کیا، ادھر سے معقول جواب ملا...... لہٰذا وہ کام تو وہیں چھوڑا اور اعلیٰ حضرت پر کام کرنا شروع کر دیا۔ مگر افسوس تسلسل قائم نہ ہو سکا، ضرورتاً دیگر موضوعات پر بھی قلم اُٹھانا پڑا، بمشکل تمام اب تک صرف چار ۴ مقالے ہی مکمل ہو سکے ہیں، باقی پانچ سے زاید مقالات محتاج تکمیل ہیں۔

پیش نظر مقالے کے لیے ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء ہی میں مواد کی فراہمی شروع کر دی گئی تھی۔ چونکہ ایک ساتھ کئی موضوعات پر کام چل رہا تھا اس لیے گاہ بگاہ اس پر بھی کام ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۹۴ء میں مکمل اور صفر ۱۴۱۷ھ / جولائی ۱۹۹۴ء کے سالنامہ "یادگار رضا" میں مولانا شہاب الدین رضوی کی کوشش سے شائع ہوا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا

اب یہ مقالہ قلیل حذف اور کثیر اضافہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے، پہلے اس میں اعلیٰ حضرت پر لکھی ہوئی کتابوں کی تین سو سے کچھ زاید کی فہرست موجود تھی اور اب سات سو سے زاید کی فہرست کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ڈاکٹر محمد اسد مکھیڑوی:

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر یہاں ڈاکٹر محمد اسد مکھیڑوی (پہلی بھیت شریف) کا ذکر نہ کیا جائے کہ جنھوں نے سب سے پہلے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور حضرت مولانا سید محمد جیلانی محامد کی رہنمائی میں اور مولانا محمد صادق قصوری، مولانا محمود احمد قادری، جناب محب الحق القادری کی مدد سے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر مستقلاً لکھی ہوئی قریب ۴۵ کتابوں کی فہرست مرتب فرمائی۔ ان کی یہ فہرست برسوں پہلے ماہ نامہ المیزان ۱۹۷۶ء کے "امام احمد رضا نمبر" میں شائع ہو چکی ہے۔

زین الدین ڈیروی:

جناب زین الدین ڈیروی نے بھی اعلیٰ حضرت پر تحریر کردہ کتابوں کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ کُل شمار (۳۲۳) ہے۔ ان کی یہ فہرست ماہ نامہ "جہان رضا" لاہور (شمارہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۹۶ء/ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ) میں چھپی ہے۔ (از صفحہ ۳۵ تا صفحہ ۴۰)

محمد توفیق احمد غفرلہ،

رجب المرجب ۱۴۲۱ھ/ اکتوبر ۲۰۰۰ء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

اعلیٰ حضرت پر کام کی رفتار

(ایک اجمالی جائزہ)

چونکہ عام طور سے کسی شخصیت پر خود اس کی حیات میں باضابطہ کوئی تذکرہ لکھنے کا معمول نہیں۔ یہی سبب ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمہ پر ان کی حیات میں کوئی جامع تذکرہ معرض وجود میں نہ آسکا۔ معاملہ بالکل صفر رہا ہو، ایسا بھی نہیں، کچھ کام ضرور ہوا ہے۔ مثلاً:

(۱) خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا (عبد) رحمان علی ممبر کونسل ریاست ایوان نے اپنی کتاب ''تذکرۂ علماے ہند'' (مؤلفہ ۱۳۰۵ھ) میں، جہاں ہندستان کے دیگر علما کا تذکرہ کیا گیا ہے وہیں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً:

''فاضل بریلوی کی چار سالہ عمر میں ناظرہ قرآن سے فراغت ...... چھ سال کی عمر میں میلاد کا بیان ...... ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ کو یعنی تیرہ سال دس مہینے پانچ دن کی عمر میں معقولات ومنقولات تمام علومِ درسیہ کی تحصیل سے فراغت ...... اسی تاریخ میں رضاعت سے متعلق ایک استفتاء کا صحیح جواب ...... اسی تاریخ سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد ...... ۱۲۹۵ھ میں حج اول کے موقع پر آپ پر حرمین شریفین کے علما و مشائخ کی نوازشات ...... اور وہاں پر آپ کی غیر معمولی مقبولیت ...... مسجد خیف میں آپ کی مغفرت کی بشارت ...... مختلف علوم وفنون پر مشتمل آپ کی پچاس کتابوں کی فہرست ......

''الروض البھیج فی آداب التخریج'' (۱۲۹۶ھ تا ۱۲۹۹ھ) کتاب پر یہ نوٹ:۔

''اگر پیش ازیں کتاب دریں فن یافتہ نہ شود پس مصنف را موجد تصنیف ہذا تی توان گفت'' یعنی اگر اس سے پہلے کوئی کتاب اس فن میں نہ پائی جاتی تو مصنف کو اس تصنیف کا موجد کہا جاسکتا تھا۔

بریلی، بدایوں، سنبھل اور رام پور وغیرہ کے علماے تفضیلی اور ان کے سرغنہ مولوی محمد حسن سنبھلی کا مناظرہ سے فرار ...... اس کے بعد کئی مرتبہ اِدھر سے مناظرہ کا چیلنج اور اُدھر صدائے برنخاست پر عمل۔''

اس طرح کے حقائق وواقعات ''تذکرہ علماے ہند'' کے مصنف نے نمایاں طور پر پیش کیے ہیں۔

(۲) پٹنہ میں بتاریخ ۷ تا ۱۳ر رجب المرجب ۱۹۰۰ء/ ۱۳۱۸ھ ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ۱۰۰ سو سے زاید علماء واکابرِ اہلِ سُنت نے شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس میں اعلیٰ حضرت امام احمد

رضا علیہ الرحمہ بھی بطور خاص شرکت فرمائی اور اپنے بے مثال خطاب سے حاضرین کو نوازا۔ اس کانفرنس کی رو داد بنام ''دربارِ حق و ہدایت ۱۳۱۸ھ'' قاضی محمد عبدالوحید حنفی فردوسی مہتمم مدرسہ حنفیہ و ناظم ماہ نامہ ''تحفہ حنفیہ'' پٹنہ نے مرتب فرمائی۔ اس میں انھوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تقریر کو نقل کیا ہے۔ یہ تاریخی دستاویز پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

(۳) ''الاجازات المتینة لعلماء بکة و المدینة'' (۱۹۰۶ء/۱۳۲۴ھ) اس کتاب میں فاضل بریلوی پر بہت کچھ مواد ملتا ہے۔ اس کی جاندار تمہید اپنا جواب نہیں رکھتی۔ اس تمہید میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بموقع حج ثانی (۱۳۲۳ھ) مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں فاضل بریلوی کی جو غیر معمولی پذیرائی ہوئی، اس کا آنکھوں دیکھا حال نہایت مؤثر الفاظ میں پیش کیا ہے۔ ذرا ایک نظر قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں:

> ''یعنی گویا مکہ مکرمہ کارکنانِ قضا و قدر سے ندا کروادی کہ اے اہلِ صفا چلو! جلدی چلو! مصطفیٰ ﷺ کا غلام آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علما کو آپ کی جانب تیز تیز آتے اور اکابر کو آپ کی تعظیم و توقیر میں جلدی کرتے دیکھا۔ بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کے لیے آئے۔ بعض صرف برکتِ ملاقات کی غرض سے پہنچے۔ کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ دکھایا۔ یہاں تک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکتِ اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعت طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم، عمدہ خدمات بجالانے لگے۔ تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ، بلند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باہیبت، کبیر الشان، عظیم المکان، معزز علمائے حرم۔ اہلِ کرم میں اتنے معظم کہ ان کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ...... سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے ادباً ان کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے: ''انا اقبل ارجلکم ونعالکم کثر اللّٰہ فی الامة امثالکم '' یعنی میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں اللہ تعالیٰ اس اُمت میں آپ جیسے علما بکثرت پیدا کرے'' ...... ازاں بعد آپ عالی بارگاہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں کے علمائے کرام نے بھی مکہ مکرمہ کے علما کی طرح آپ کا استقبال پورے اکرام و اجلال کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ علامۂ اجل حضرت مولانا شیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مجاور حرم مکہ کے صالح اور سعادت مند تلمیذ حضرت مولانا محمد عبدالکریم فنجانی مجاور حرم مدینہ منورہ نے ایک دن حضرت والد ماجد سے کہا:

"انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین ویاتیھا من الھند الوف من العلمین فیھم علماء و صلحاء اتقیاء رایتھم یدرون فی سلک البلد لا یلتفت من اھلہ احد، واری العلماء والکبار العظماء الیک مھرعین وبار اجلال مسرمین " ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذو الفضل العظیم " یعنی میں سالہاسال مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوں۔ ہندستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں۔ ان میں اہلِ علم، اہلِ اصلاح، اہلِ تقوی سب ہوتے ہیں۔ انھیں دیکھا کہ وہ بلدۂ مبارکہ میں گھومتے ہیں کوئی اُن کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علما آپ کی طرف دوڑے آرہے ہیں اور تعظیم بجالانے میں جلدی کررہے ہیں " یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے" ......

(۴) الدولۃ المکیۃ کی تمہید و ترجمہ بھی آپ کے قلم کا شاہ کار ہے۔

(۵) "کِفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ) اس کتاب کی تمہید بھی مولانا محمد حامد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے شائستہ قلم کی دین ہے۔ اس میں بھی انھوں نے اپنے والد ماجد امام احمد رضا خاں کی حرمین شریفین میں جو پذیرائی ہوئی اس پر مختصر روشنی ڈالی ہے اور وہاں ان کے مخالفوں کی جو رُسوائی ہوئی اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"دونوں شہر مکرم کے لوگوں نے اُن کی تعظیم و توقیر و تکریم و خاطر داری کی اور ان کے مخالفوں پر ان کی مدد کی اور اُن مفسدوں کو (کہ دین سے ایسے نکل گئے جیسے آٹے سے بال) مغلوب کیا اور ان کی ذلیل خباثت کے پردے چاک کیے تو وہ مفسد غضب الٰہی کے مستحق ہوئے اور خسارے میں رہے...... اور شیطان کی اولاد ذلت کے غار میں بھاگی جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ شیر سے بھاگتے ہوں......

اور حضرت ممدوح سے علمائے کرام، اتقیائے عظام، بڑے بڑے مشاہیر، کمالِ عزت اور نہایت احترام سے ملے اور ان کے لیے پاؤں چومے اور ان سے حدیث مسلسل بالاولیۃ معنی، اور حدیث کی کتابوں صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے......"

(۶) فاضل بریلوی کے خلیفہ و تربیت یافتہ عالم فاضل مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے تذکرہ

تصنیفاتِ رضا میں "المجمل المعدد لتالیفات المجدد" ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) لکھی جس میں ساڑھے تین سو کتب رضویہ کی فہرست ہے۔

(۷) درست یہی ہے کہ جمعہ کی اذانِ ثانی ہو یا کوئی اور اذانِ نماز، خارج مسجد ہی ہونا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسی موقف کو اختیار فرمایا لیکن بعض علما نے آپ سے اختلاف کیا۔ اختلاف کرنے والوں میں ایک نام "مولانا انوار اللہ حیدرآبادی" کا آتا ہے۔ انھوں نے آپ کے رد میں ایک رسالہ بنام "القول الازھر" لکھا۔ یہ رسالہ جب شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں کے علم میں آیا فوراً آپ نے اس کا نوٹس لیا اور اس کے جواب میں "آجلی انوار الرضا" ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) کتاب تحریر فرمائی اور اعلیٰ حضرت کے ارشادات کی بھر پور تائید فرمائی۔

(۸) مفتیِ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ نے ملفوظاتِ رضا میں "الملفوظ" (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مرتب فرمائی، جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۹) "الطاری الداری لھفوات عبد الباری" ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء) یہ کتاب امام احمد رضا بریلوی اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کے درمیان ہونے والی جملہ مراسلت کا مجموعہ ہے۔ یہ تاریخی کتاب اعلیٰ حضرت کی اعلیٰ علمی، دینی، سیاسی بصیرت کی منھ بولتی تصویر ہے۔ اس کے مرتب بھی حضور مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ ہیں۔ اس کتاب میں کیا کچھ ہے اس کے لیے مسعود ملت حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب "تنقیدات و تعاقبات" ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰) اُس وقت کے اخبارات و رسائل میں "دبدبۂ سکندری" رام پور اور "تحفۂ حنفیہ" پٹنہ وغیرہ میں حضرت فاضل بریلوی کے کلام و فتاویٰ کے ساتھ ساتھ آپ پر مضامین و تاثرات بھی شائع ہوا کرتے تھے۔ دیکھیے "دبدبۂ سکندری" شمارہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۱۲ء بروز دو شنبہ جلد نمبر ۴۸ کے صفحہ نمبر ۳ پر شاہ محمد افضل حسن صابری نائب ایڈیٹر، رقم طراز ہیں:

> "اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کا جو رتبہ ہے اسے تو آنکھوں والوں سے پوچھیے، نابینا ہرگز کسی بات کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ یہ بتا سکتا ہے کہ کسی کے قصرِ فضل و کمال کا کون سا درجہ، کس صنعت و دستکاری سے بن سنور کر مرتب ہوا ہے، بلکہ وہ تو ساری دنیا کو اپنی ہی شکل جانتا اور سمجھتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند چشمانِ عقل کے اندھے اس ملائک صفات بشر کے علوِ مرتبت میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کی اس میں معاذ اللہ کسی طرح کی مرتبت

واقع نہیں ہوتی ......"

(دبدبۂ سکندری۔ رام پور، یوپی ص ۳)

بعد وصال فاضل بریلوی پر کام:

(۱) ہمارے فضلا کا یہ افسوس بجا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ جیسی بلند پایہ، عظیم شخصیت پر اُن کے وصال کے بعد تقریباً نصف صدی تک کوئی شایانِ شان کام نہ ہوا۔ بعد وصال اُسی سال صرف تین تذکرے معرضِ تحریر میں آئے اور وہ بھی منظوم ومختصر:

۱۔ ذکر رضا ۱۹۲۱ء : مولانا محمود جان جودھپوری

۲۔ تذکرۂ وداد ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء: سید سجاد حسین شیش گڑھی

۳۔ نغمۃ الروح ۱۳۴۰ھ/۱۹۱۲ء: سیٹھ عبدالستار اسماعیل رضوی کاٹھیاواڑی

(۲) ان کے سوا کوئی مفصل تذکرہ نہیں ملتا...... برسوں تک یہی سناٹا رہا۔ ہاں البتہ ۱۹۳۸ء میں یعنی پورے سترہ سال کے بعد کہیں جا کر ملک العلما مولانا ظفرالدین بہاری کو احساس ہوا کہ افسوس ہم ابھی تک اپنے امام محسن اہلِ سُنت کی بارگاہ میں کوئی قابلِ ذکر، مفصل کتاب پیش نہ کر سکے۔ ان کے بے پناہ احساس کا اندازہ حسبِ ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے:

"افسوس صد ہزار افسوس اس آفتابِ عالم تاب کو غروب ہوئے آج (۱۹۳۸ء) سترہ سال ہوگئے۔ مگر سوائے اس مختصر منظوم "ذکرِ رضا ۱۹۲۱ء" (حامیٔ دین وملت مولانا مولوی محمود جان صاحب) کے کوئی مفصل سوانح عمری آپ کی شائع نہ ہوئی۔"

("حیاتِ اعلیٰ حضرت" اوّل)

ممکن ہے کہ یہ احساس انھیں مولانا سید ایوب علی رضوی کی تحریک وترغیب سے ہوا ہو، کیونکہ سید صاحب پہلے ہی فاضل بریلوی کی "سوانح عمری" کے لیے مواد کی فراہمی کا آغاز کر چکے تھے اور اس بارے میں انھوں نے اعلان بھی شائع کیے تھے۔

لیکن جب انھیں اس بات کی خبر ہوئی کہ حضرت مولانا ظفرالدین صاحب امامِ اہلِ سُنت کی حیات پر کوئی کتاب لکھ رہے ہیں تو انھوں نے وہ سارا مواد مولانا کے حوالہ کردیا جو انھیں بذاتِ خود یا بعنایاتِ دیگراں حاصل ہوا تھا۔ خود مولانا ظفرالدین صاحب کا بیان ہے:

"ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب علی رضوی بریلی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی اور برادرانِ طریقت کو توجہ دلائی۔ ان کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات ان کے پاس لکھ بھیجے اور زیادہ حصہ خود سید

صاحب موصوف نے لکھا۔ جب اُن کو میرے "حیاتِ اعلیٰ حضرت" لکھنے کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد ان کے پاس تھا سب مجھے عنایت فرما دیا۔"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اوّل)

الغرض حضرت مولانا محمد ظفر الدین علیہ الرحمہ کو احساس نے کچھ ایسا بیدار کیا کہ انھوں نے بنام "حیاتِ اعلیٰ حضرت" ایک مفصل سوانح عمری لکھ کر ہی دم لیا...... ان کی یہ کتاب بارہ ۱۲ سال کے اندر ۱۹۵۰ء میں چار جلدوں میں مکمل ہوئی...... جلد اوّل ایک مدّت سے ہند و پاک میں برابر اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔ رہیں باقی تین جلدیں تو وہ ابھی تک منتظرِ اشاعت ہیں۔

(۳) ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۰ء تک پورا عشرہ خاموشی کی نذر رہا، دو چار کتابیں بھی ہم اپنے امام کی نذر نہ کر سکے۔

☆ خیر سے مولانا محمد حشمت علی علیہ الرحمہ نے "جواہر الایقان فی توضیح کنز الایمان" ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء کے ذریعہ اپنا کھاتہ ضرور کھلا رکھا...... جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس تفسیر میں ترجمۂ کنز الایمان کی مستند تفاسیر کی روشنی میں تائید و وضاحت کی گئی ہے۔ مزید معلومات کے لیے مولانا عبدالسلام رضوی مدرسہ جامعہ نوریہ بریلی شریف کا مضمون، مشمولہ "جہانِ رضا" لاہور (دسمبر ۲۰۰۰ء) کا مطالعہ کیجیے۔

☆ اس جگہ مولانا صابر القادری نسیم بستوی کی کتاب "مجددِ اسلام بریلوی" کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ جس کا آغاز ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء میں اور تکمیل ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء میں ہوا۔ اس کا تاریخی نام "احوالِ گرامی مجددِ اعظم ۱۳۷۹ھ" ہے۔

۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۰ء تک ہلکی سی بیداری نظر آتی ہے:

نمبرات:

☆ امام احمد رضا نمبر، ماہ نامہ پاسبان، الہ آباد — اپریل ۱۹۶۲ء

☆ اعلیٰ حضرت نمبر، ماہ نامہ اعلیٰ حضرت، بریلی — جون ۱۹۶۲ء

☆ امام احمد رضا نمبر، ماہ نامہ نوری کرن، بریلی — ۱۹۶۳ء

☆ امام احمد رضا نمبر، ماہ نامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ — ۱۹۶۴ء

☆ مجددِ اعظم نمبر، ماہ نامہ اعلیٰ حضرت، بریلی — ۱۹۶۶ء

☆ اعلیٰ حضرت نمبر، ترجمانِ اہل سنّت، کراچی — مارچ ۱۹۷۰ء

☆ اعلیٰ حضرت نمبر، عرفات، لاہور — اپریل ۱۹۷۰ء

☆ اعلیٰ حضرت نمبر، فیضِ رضا، لائل پور — ۱۹۷۰ء

مندرجہ بالا نمبرات اسی عشرہ میں منصۂ شہود پر آئے۔

کتب:

☆ سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی: مولانا بدرالدین احمد قادری ۱۹۶۳ء

☆ مجدد اسلام بریلوی: مولانا صابر القادری نسیم بستوی ۱۹۶۷ء

☆ مقالات یوم رضا: قاضی عبدالنبی کوکب ۱۹۶۸ء

☆ سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی: حضرت شاہ مانا میاں قادری ۱۹۷۰ء

وغیرہ کتابیں اسی دہائی کا عطیہ ہیں ...... لگے ہاتھوں بعض کے متعلق تھوڑی سی معلومات بھی حاصل کرتے چلیں:

امام احمد رضا نمبر، پاسبان، الہ آباد:

جہاں تک راقم کو علم ہے ماہ نامہ "پاسبان" الہ آباد کے "امام احمد رضا نمبر" کو اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی علیہ الرحمہ پر نکلنے والے نمبرات میں اوّلیت حاصل ہے اور اس نمبر پر علامہ مشتاق احمد نظامی کا اداریہ عالموں اور صحافیوں کے حق میں کافی مؤثر ثابت ہوا اور وہ فاضل بریلوی کی جانب مائل ہونے لگے ...... پے در پے نمبرات نکالنے لگے گویا کہ تانتا سا بندھ گیا ...... کتابیں بھی لکھنے اور چھاپنے لگے ...... تاہم عام بیداری پیدا نہ ہوسکی ...... یہاں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ اعلیٰ حضرت کے نام کے ساتھ لفظ "امام" کا استعمال بھی سب سے پہلے علامہ نظامی صاحب نے کیا۔ رضویات پر کام کرنے والے اس سے بہت کم واقف ہیں۔

سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا:

مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ کی "سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا" جدید انداز میں ایک انوکھی اور معلوماتی کتاب ہے۔ اس سے بھی علمی طبقہ کافی متاثر ہوا اور نتیجہ مائل بہ رضویات ہوا۔

مقالات یوم رضا:

"مقالات یوم رضا" کہ جس میں مختلف اہل قلم حضرات کے مقالات و تأثرات جمع کیے گئے ہیں۔ اس اقدام کے بھی دور رس نتائج سامنے آئے۔

مقالۂ الوائی:

یہاں پر ازہر یونی ورسٹی قاہرہ کے پروفیسر، ڈاکٹر محی الدین الوائی (غیر مقلد) کا ذکر بھی ضروری ہے کہ جنھوں نے سب سے پہلے بشکل مقالہ، عربی میں اخباری سطح پر امام احمد رضا کا تعارف پیش کیا۔ ان کا یہ مقالہ "صوت الشرق" قاہرہ، شمارہ فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔

مجلس رضا، لاہور :

اسی دہائی یعنی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء میں ''مرکزی مجلس رضا، لاہور'' نے آنکھیں کھولیں اور اپنے بانی و صدر حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کی وساطت سے ملک و ملت کے ارباب علم و دانش کو فاضل بریلوی کی جانب متوجہ کیا۔ حالانکہ جس دور میں اس مجلس کا قیام عمل میں آیا وہ دور فاضل بریلوی پر کام کرنے کے لیے ہرگز سازگار نہیں تھا۔ کیونکہ مخالفین نے منظم سازش کے تحت فاضل بریلوی کے خلاف طرح طرح کی غلط افواہیں پھیلا رکھی تھیں اور علمی طبقہ ان کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔ ایسے حالات میں دانش وروں کا فاضل بریلوی کی جانب متوجہ ہونا یا ان کو متوجہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مگر قربان جائیے حکیم اہل سُنّت کی جواں مردی اور بلند ہمتی پر کہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ فاضل بریلوی پر کتابیں شائع کرنا شروع کیں بلکہ قلم کاروں کی ایک ٹیم بھی تیاری کی اور ان میں ایسے چہرے بھی سامنے آئے جو فاضل بریلوی کے بارے میں زیادہ واقفیت نہیں رکھتے تھے یا اُن کے نام ہی سے نفرت کرتے تھے۔ اور جب یہ خوش آیند حالات پیدا ہوئے اور راستہ ہموار ہو چلا تو پھر کیا تھا اشاعتی و تحقیقی ادارے وجود میں آنے لگے، محققین و مصنفین آگے بڑھنے لگے اور یوں نغماتِ رضا سے بوستاں گونج اُٹھے۔

ہمارے اس بیان کو مُبالغہ آرائی پر محمول نہ کیا جائے بلکہ حقیقت یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت پر باقاعدہ کتابیں لکھنے اور چھاپنے کا آغاز مرکزی مجلس رضا، لاہور اور اس کے بانی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کی تحریک و ترغیب ہی سے ہوا۔ اس سے قبل چھوٹی بڑی منظوم و منثور کُل ملا کر قریب ایک درجن کتابیں ہی اعلیٰ حضرت کے تعلق سے منظر عام پر آسکی تھیں۔ اُن میں بھی باضابطہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر صرف دو چار کتابیں ہی تھیں۔ چنانچہ علامہ محمد منشا تابش قصوری ''مجدد اسلام بریلوی'' مؤلفہ علامہ نسیم بستوی مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۹۸ء کے نشانِ منزل (ابتدائیہ) میں ''مرکزی مجلس رضا، لاہور'' کے قیام کا پس منظر بیان فرماتے ہیں:

> ''مجدد اسلام بریلوی'' سے قبل صرف ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' از ملک العلما مولانا محمد ظفرالدین بہاری رحمہ الباری، ''سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا'' از مولانا بدرالدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ یا پھر خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے ماہ نامہ پاسبان کا ''امام احمد رضا نمبر'' ہی امامِ اہلِ سُنّت کی حیاتِ طیبہ پر موجود تھا۔ ان کے علاوہ کوئی قابلِ ذکر کتاب موجود نہ تھی۔''

(بحوالہ ''محسنِ اہلِ سُنّت علامہ شرف قادری صفحہ ۱۲۴)

بعدہٗ :

☆ نوری کتب خانہ لاہور ☆ حزب الاحناف لاہور ☆ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی ☆

رضا اکیڈمی لاہور وغیرہ ادارہ جات اور ☆ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ☆ ڈاکٹر محمد مسعود احمد ☆ علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری ☆ قاضی عبدالنبی کوکب ☆ جناب مقبول احمد ضیائی قادری وغیرہم شخصیات نے رضویات کے تعلق سے اپنے سفر کا آغاز فرمایا...... تفصیل کچھ اس طرح ہے:

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری :

۱۹۶۸ء میں علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی اعلیٰ حضرت پر پہلی کتاب "یادِ اعلیٰ حضرت" منظر عام پر آئی۔ قادری صاحب ان چند علما میں سے ایک ہیں کہ جنھوں نے اہلِ سنّت، بالخصوص امام اہلِ سنّت مجدد بریلوی پر حیرت انگیز تحقیقی و تصنیفی کام کیا ہے اور وہ یہ ہے:

عربی مطبوعہ کتب و مقالات (۱۳)
عربی کتب پر حواشی (۷)
عربی کتب پر مقدمات (۲۲)
اردو سے عربی میں تراجم (۳)
عربی سے اردو میں تراجم (۱۹)
عربی مقالات کے اردو تراجم مطبوعہ (۲۲)
مطبوعہ فارسی کتاب (۱)
فارسی کتب پر مقدمات (۵)
فارسی کتب کے اردو تراجم (۷)
فارسی کتب پر اردو حواشی (۵)
مطبوعہ اردو کتب و مقالات (۴۷)

رسائل میں مطبوعہ اردو مقالات و مضامین (۹۰)۔ وغیرہ

یوں تو علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر تیئس ۲۳ سے زاید کتب و مقالات تحریر فرمائے ہیں، مثلاً:

☆ یادِ اعلیٰ حضرت	ہری پوری ہزارہ	۱۹۶۸ء
☆ سوانح سراج الفقہاء	لاہور	۱۹۷۲ء
☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی	لاہور	۱۹۷۲ء
☆ امام احمد رضا اپنوں اور غیروں کی نظر میں	لاہور	۱۹۸۵ء
☆ شیشے کے گھر	لاہور	۱۹۸۶ء

☆ اندھیرے سے اُجالے تک	لاہور	۱۹۸۶ء
☆ امام احمد رضا اور ردِّ شیعہ	کراچی	۱۹۸۶ء
☆ ترجمان قرآن امام احمد رضا بریلوی	لاہور	۱۹۸۸ء
☆ البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	لاہور	۱۹۹۱ء
☆ امام احمد رضا پر ایک الزام کی حقیقت	لاہور	۱۹۹۳ء
☆ تقدیسِ الوہیت اور امام احمد رضا	کراچی	۱۹۹۳ء
☆ من عقائد اهل السنۃ (عربی)	لاہور	۱۹۹۵ء
☆ فتاویٰ رضویہ کی انفرادی خصوصیات	لاہور	۱۹۹۶ء
☆ قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ		

مگر ان میں اہم تر یہ دو کتابیں ہیں :

۱۔ البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

۲۔ من عقائد اهل السنۃ مطبوعہ لاہور/ممبئی ۱۹۹۵ء

جو رسوائے زمانہ کتاب ''البریلویہ'' کے ردّ میں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کتابوں کے ذریعے علامہ شرف قادری نے ''البریلویہ'' کے بھونڈے انداز، مصنوعی اخلاق اور ناشائستہ عبارات کی قلعی کھول کر رکھدی ہے اور اس میں کذاب مصنف نے بے بنیاد الزامات کا جو قصر شدادی تیار کیا تھا اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھدی ہے۔ لٰہذا قادری صاحب تمام برادران اہل سُنّت کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد :

اسی دہائی یعنی ۱۹۷۰ء سے ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے فاضل بریلوی پر مطالعہ شروع کیا اور اس شان کے ساتھ قلم اُٹھایا کہ فضلائے زمانہ عش عش کہہ اٹھے اور ایسے ایسے رازِ سربستہ وافرمائے کہ محققین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور وہ وہ تحقیقی مقالات منظر عام پر لانا شروع کیے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی سوچنے اور سمجھنے پر مجبور ہوگئے اور نتیجتاً:

☆ امام احمد رضا کے خلاف پھیلائے ہوئے بے بنیاد الزامات کافور ہونے لگے۔

☆ امام احمد رضا سے دور بھاگنے والے قریب ہونے لگے۔

☆ امام احمد رضا کے مطالعہ سے محروم حضرات مطالعہ کرنے میں مصروف ہوگئے۔

☆ امام احمد رضا سے ناواقفیت وجہالت کے پردے چاک ہونے لگے۔

☆ امام احمد رضا پر انگریز نوازی کا اتہام لگانے والے اُن کی اسلام دوستی کے قائل ہونے لگے۔ امام احمد رضا کو میلاد خواں قسم کا نیم مولوی سمجھنے والوں کو ان کی اعلیٰ علمی منزلت کا اقرار کرنا ہی پڑا۔

کہنے والے نے بجا کہا ہے:

وسعت علم نکتہ رسی دیکھ کر
دم بخود رہ گئے دشمنانِ رضا

☆ امام احمد رضا کے بارے میں جو زبانیں خارجی دباؤ کی بنیاد پر خاموش تھیں، بولنے لگیں اور جو محققین آپ پر کچھ لکھنے میں جھجک یا شرم محسوس کر رہے تھے سینہ تان کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور تحقیق کے دریا بہانے لگے۔ گویا کہ جہانِ سُنّیت و رضویات میں باغ و بہار آ گئی اور ہر طرف رونق ہی رونق نظر آنے لگی۔ خود ڈاکٹر موصوف کی زبانی سُنیے:

"۱۹۵۷ء سے راقم مسلسل لکھ رہا ہے لیکن امام احمد رضا کے سوانح اور علمی و سیاسی خدمات کی تحقیق کی طرف ۱۹۷۰ء میں متوجہ ہوا...... جب دیکھا کہ اربابِ علم و دانش، دانستہ یا نادانستہ اس طرف سے پہلو تہی کر رہے ہیں اور غلط فہمیوں کی برابر تشہیر کی جارہی ہے تو شرم و ندامت کے اُس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے جس کے تلے ہمارے محققین و مورخین دب رہے تھے اس طرف متوجہ ہونا پڑا اور یہ فرضِ کفایہ ادا کرنا پڑا ...... چنانچہ راقم نے گزشتہ بارہ برسوں میں امام احمد رضا پر تقریباً بیس مقالات پیش کیے جو شائع ہو چکے...... علمی حلقوں نے جب حقائق و شواہد کو واشگاف ہوتے دیکھا تو رفتہ رفتہ اس طرف متوجہ ہوئے اور علم و دانش کی وہ محفل جہاں ہر شخص دم بخود نظر آتا تھا اب وہاں سب بولنے لگے اور ایک عجیب رونق ہوگئی۔"

("تنقیدات و تعاقبات" صفحہ ۱۷ مکتوبہ ۱۹۸۳ء مطبوعہ صدیقی اینڈ کمپنی دہلی ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء)

یہ تو ۱۹۸۳ء کا بیان ہے ورنہ اب تک فاضل بریلوی پر مسعودِ ملت کے تقریباً تیس مقالات شائع ہو چکے ہیں اور سب کے سب شائستہ بیان اور اعلیٰ تحقیقات پر مشتمل ہیں۔ ان کا طریقۂ تحقیق کیا ہے؟ اس کا اندازہ حسب ذیل عبارت سے لگایا جا سکتا ہے:

"احقر کے ایک کرم فرما مولانا اسد نظامی (جہانیاں منڈی، ملتان) نے مولانا بریلوی کے بعض موافق و مخالف علما و فضلا کے تاثرات، قدیم اخبارات و رسائل سے جمع کیے ہیں۔ موصوف نے یہ تاثرات مع حوالہ جات ارسال فرمائے ہیں لیکن چونکہ راقم نے ان کے تاثرات کا اصل ماخذ سے تقابل نہیں کیا۔ اس لیے نہ ان کی تصدیق کی جا سکتی

ہے نہ تکذیب۔"

("حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی" صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ممبئی ۱۴۱۰ھ)

یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی فاضل بریلوی پر تحقیقات و تحریرات، رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے سند کا درجہ رکھتی ہیں اور وہ بجا طور پر اس بات کے مستحق ہیں کہ انھیں "ماہر رضویات" کہا جائے۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک قابل ذکر کارنامہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے امام احمد رضا کے محیر العقول علمی قد و قامت کا نقشہ صرف دیارِ خویش تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اس نقشہ کو دیارِ غیر تک پہنچانے کی بھی کامیاب کوشش کی۔ اور جب یہ نقشہ وہاں تک پہنچا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ عالم جس نے برائے تعلیم اپنے گھر کی چہار دیواری سے باہر قدم نہ رکھا ہو، وہ اتنے سارے مشکل علومِ عقلیہ میں کیونکر ماہر ہوگیا۔ اور اس پر طرفہ تماشا یہ کہ ہم آج تک اس سے غافل رہے، کسی نے بتایا ہی نہیں کہ مشرق میں ایک ایسا ماہرِ فن گزرا ہے کہ جس کی تحقیقات مغرب کے لیے رہنمائی کا کام دے سکتی ہیں ...... ہم مشکور ہیں ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے، کہ جنھوں نے مخفی حقائق سے پردہ اٹھایا اور ہمیں عالمِ اسلام کے ایک "عبقری" سے روشناس کرایا۔ اسی موقع کے لیے راقم نے عرض کیا ہے:

رنگ مسعود لائیں تری کاوشیں

آج مغرب بھی ہے مدح خوانِ رضا

اِس رُخ سے دیکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ فاضل بریلوی "محسنِ سنّیت" تھے اور یہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد "محسنِ رضویت" ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر ان کے درجات بلند فرمائے۔

۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۰ء تک کا تجربہ وتفصیل:

اس دہائی میں نئے قلم کار اور اسکالرز بھی سامنے آئے اور سابقین نے بھی اپنا سفر جاری رکھا۔ کئی نئے تحقیقی و اشاعتی ادارے بھی وجود میں آئے اور سابقہ اداروں نے بھی اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں بلکہ تیز تر کردیں ...... خلاصہ یہ ہے کہ گزشتہ دہائی میں فاضل بریلوی پر تحقیق کرنے، کتابیں لکھنے اور چھاپنے کی جو تحریک اُٹھی تھی اس کے گہرے اثرات اس دہائی میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً:

علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ:

اوائل ۱۹۷۱ء میں علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری (متوفّٰی ۱۴ر نومبر ۹۳ء) اپنا برق رفتار قلم لیکر اُٹھے اور کچھ ہی عرصہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر دسیوں ہزار صفحات لکھنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے ثبوت میں ان کی مندرجہ ذیل کتب پیش کی جاسکتی ہیں:

۱۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام — مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
۲۔ معارف رضا (رضوی انسائیکلوپیڈیا ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) — جلد اوّل، صفحات ایک ہزار
۳۔ معارف رضا — جلد دوم، صفحات ایک ہزار
۴۔ معارف رضا — جلد سوم، صفحات ایک ہزار
۵۔ معارف رضا — جلد چہارم، صفحات ایک ہزار
۶۔ اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی — مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
۷۔ سیرت امام احمد رضا — مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
۸۔ خصائص کنزالایمان — مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء
۹۔ امام احمد رضا کا معتدل مسلک — صفحات دوسو
۱۰۔ امام احمد رضا اور مسئلہ بدعت — صفحات دوسو
۱۱۔ امام احمد رضا اور شرک فروش ٹولہ — صفحات دوسو پچاس
۱۲۔ چودھویں صدی کا مجدد کون تھا؟
۱۳۔ شانِ احمد رضا
۱۴۔ بلبلِ باغِ جناں
۱۵۔ اعلیٰ حضرت کا امام نعت گویاں ہونا
۱۶۔ امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے؟ — صفحات دوسو
۱۷۔ امام احمد رضا کی انفرادیت
۱۸۔ مسلک احمد رضا فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں
۱۹۔ واصفِ شاہِ ہدیٰ
۲۰۔ امام احمد رضا کی نعت گوئی میں انفرادیت

نوٹ:۔ علامہ شاہجہانپوری کی اوّل الذکر کتاب اگر ۱۹۷۰ء کی تصنیف ہے تو پھر آپ کا ذکر گزشتہ دہائی میں ہونا چاہیے تھا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور:

اس جامعہ میں درس و تدریس کے علاوہ کئی اہم کام ہوئے ہیں مثلاً:

مکتبۂ قادریہ:

۱۹۷۴ء کی ابتدا میں اس جامعہ میں ''مکتبۂ قادریہ'' کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم ہوا۔ یہ

ادارہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد منشا تابش قصوری اور مولانا محمد جعفر قادری ضیائی کے تعاون سے قائم فرمایا اور علامہ شرف قادری صاحب ہی اس کے ناظم ہیں۔ خلوص بہر حال رنگ لاتا ہے۔ یہ ادارہ کہ جس نے دو سو روپے سے اپنا کام شروع کیا تھا، اب تک مختلف موضوعات پر درسی و اسلامی کتب کا قابلِ قدر ذخیرہ شائع کر چکا ہے۔ ولحمد لله علی ذلك. اعلیٰ حضرت محدث بریلوی پر بھی اس ادارہ نے کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ اب یہ مکتبہ گنج بخش روڈ پر واقع ہے۔

شعبۂ تحقیق و تصنیف:

اس جامعہ میں شعبۂ تحقیق و تصنیف بھی قائم ہے جس کے ناظم مولانا محمد منشا تابش قصوری ہیں۔ مولانا موصوف نہایت فعال اور متحرک قسم کے عالم و فاضل ہیں۔ انھوں نے اہل سُنّت و امامِ اہل سُنّت پر قابلِ ذکر کام کیا ہے۔ اور ان کا ایک قابلِ تقلید کام یہ ہے کہ وہ ملک و بیرون ملک رضویات پر کام کرنے والوں کی علمی اعانت بھی فرماتے رہتے ہیں۔

تنظیم المدارس:

اس جامعہ میں طلبا کو مقالہ نویسی کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ خصوصاً تنظیم المدارس کے امتحانات درجہ کا مقالہ لکھنے کے لیے اساتذہ طلبا کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ایک سال اس امتحان میں جامعہ کے مندرجہ ذیل طلبا نے اعلیٰ حضرت پر مقالات پیش کیے:

☆ مولانا خادم حسین رضوی ☆ مولانا خالد حسین نوشاہی ☆ مولانا شوکت علی قادری ☆ مولانا غلام مصطفیٰ بخاری ☆ مولانا سید غلام مہر علی ☆ مولانا عبدالعزیز عیادل نگری ☆ مولانا ممتاز احمد سدیدی ☆ مولانا نذیر احمد سعیدی ☆ مولانا سردار احمد حسن سعیدی وغیرہم۔

رضا فاؤنڈیشن :

مارچ ۱۹۸۸ء کے بعد اس جامعہ میں ''رضا فاؤنڈیشن'' کے نام سے ایک تحقیقی و اشاعتی ادارہ قائم ہوا۔ اس ادارہ نے فتاویٰ رضویہ کو جدید انداز میں ترجمہ و تخریج کے ساتھ شائع کرنا شروع کیا۔ اس کام میں مولانا اظہار راشد ہزاروی، مولانا مظفر خاں، مولانا محمد عمر ہزاروی، مولانا محمد یٰسین اور مولانا محمد عبدالستار سعیدی وغیرہم حضرات نے حصہ لیا۔ یاد رہے یہ سب شعبہ جات حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے زیر سرپرستی و نگرانی چل رہے تھے۔

المجمع الاسلامی مبارکپور:

۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں ادارہ المجمع الاسلامی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۴ء تک اس ادارے نے چالیس سے زیادہ علمی و دینی کتابیں پیش کی تھیں۔ اب تو اس کی مطبوعات کی تعداد سو کے قریب ہوگئی

ہوں گی۔ جن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات بھی ہیں اور ان پر تحریر کردہ کتابیں بھی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ایک نہایت قابل قدر کتاب "جد الممتار علی رد المحتار" اسی کے زیر اہتمام چھپی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مندرجہ ذیل کتابیں بھی اسی ادارہ کی جانب سے چھپی ہیں:

☆ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں: مولانا یٰسین اختر مصباحی ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء

☆ ارشادات اعلیٰ حضرت اوّل: مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۹۸ء

☆ امام احمد رضا اور تصوف: مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی ۱۹۸۵ء

☆ امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات: مولانا یٰسین اختر مصباحی ۱۹۸۸ء

"مرکزی مجلسِ رضا" لاہور کی طرح اس ادارہ نے بھی تصنیف و تالیف اور نشر و اشاعت کا محاذ اس وقت سنبھالا جبکہ اہلِ سنّت اس میدان میں خال خال نظر آرہے تھے۔

قابل صد ستایش ہیں:

☆ مولانا افتخار احمد قادری ☆ مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی ☆ مولانا عبدالمبین نعمانی قادری ☆ اور مولانا یٰسین اختر مصباحی و اراکینِ ادارہ کہ جنھوں نے بروقت بیدار ہوکر اپنی مہم کا آغاز فرمایا اور دوسروں کو بھی اس جانب راغب کیا۔ تصنیف و اشاعتِ کتب، ترجمہ نویسی، دیگر مصنفین کی کتابوں کی تصحیح، نئے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی و تائید، طلبا کو مضمون نگاری کی تربیت، رسائل اعلیٰ حضرت کی جدید ترتیب و تسمیہ، درس و تدریس، علمی جلسوں، سیمناروں کی سرپرستی، تنظیم سازی اور صحافت وغیرہ ہر علمی میدان میں یہ حضرات پیش نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ ان حضرات نے تصنیفی و اشاعتی دنیا میں اہل سنّت کے لیے روح کا کام کیا ہے۔

امام احمد رضا نمبر، المیزان، بمبئی:

اسی دہائی میں "مرکزی مجلسِ رضا" لاہور سے متاثر ہوکر بھارت میں بمبئی کی سرزمین پر "مجلسِ رضا" کا قیام عمل میں آیا۔ اس مجلس کے زیر اہتمام و انصرام ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں ماہ نامہ "المیزان" نے اعلیٰ حضرت پر ایک تاریخ ساز، انقلاب آفریں نمبر شائع کیا۔ بھارت میں فاضل بریلوی کے تعلق سے یہ سب سے زیادہ اہم تحریری کام ہوا ہے کہ جس نے اربابِ علم و دانش کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

چونکہ یہ نمبر اپنے مقالات و مضامین کے لحاظ سے نہایت عمدہ اور شائستہ تھا، اور قلم کاروں میں ملک و ملّت کی نہایت بھاری بھرکم شخصیتیں تھیں، اس لیے اس نمبر کو کافی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ نمبر دوسرے سال یعنی ۱۹۷۷ء میں دوبارہ، مع اضافہ "انوار رضا" کے نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ اور تیسری بار ماہ نامہ قاری دہلی نے اپریل ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔ اور اس کے کئی مقالوں کو مختلف مکتبوں نے کتابی صورت میں بھی شائع کیا۔

☆ معارف رضا، جلد سوّم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری

☆ معارف رضا، جلد چہارم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری

☆ مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت گوئی: پروفیسر شبیر احمد قادری

۱۹۷۳ء میں :

۱۹۷۴ء میں :

☆ محاسنِ کنز الایمان: ملک شیر محمد خان اعوان

۱۹۷۵ء میں :

☆ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: الحاج وصیت یاب خان

☆ اعلیٰ حضرت کی علمی وادبی خدمات: حکیم محمد ادریس خان

☆ اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری پر ایک نظر: سید نور محمد قادری

☆ تذکرۂ رضا: مولانا محمد احمد مصباحی

☆ حافظ ملت اعلیٰ حضرت (نمبر): استقامت کان پور

☆ حضرت مولانا احمد رضا خاں نمبر، روز نامہ "سعادت" لاہور

☆ رضا نمبر، پندرہ روزہ "الحسن" پشاور

☆ سیرت امام احمد رضا: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری

☆ فاضل بریلوی کا فقہی مقام: علامہ غلام رسول سعیدی

۱۹۷۶ء میں :

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (بریلوی): مقبول جہانگیر

☆ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ: علامہ شمس بریلوی

☆ امام احمد رضا نمبر: ماہ نامہ "المیزان" بمبئی

☆ عاشقِ رسول: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ وثائق بخشش اوّل: مفتی غلام یٰسین راز امجدی اعظمی

۱۹۷۷ء میں :

☆ اعلیٰ حضرت: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

☆ اقبال و احمد رضا: راجا رشید محمود

☆ امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں: مولانا یٰسین اختر مصباحی

☆ امام احمد رضا اکابرین کی نظر میں: مولانا محمد جلال الدین

☆ امامِ نعت گویاں: مولانا اختر الحامدی الرضوی

☆ انوارِ رضا:

☆ تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب: شاعر لکھنوی

☆ تذکرۂ خلفاے اعلیٰ حضرت: محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری

☆ خیابانِ رضا (دو جلدیں): محمد مرید احمد چشتی

☆ رضا بریلوی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ فاضل بریلوی کے معاشی نکات: پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی

۱۹۷۸ء میں:

☆ ارشاداتِ اعلیٰ حضرت: مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (ترجمہ سندھی): عبدالمصطفیٰ گلزار حسین قادری

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا: ابوالمنصور حافظ محمد انور قادری

☆ اکرامِ امام احمد رضا (۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء): مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

☆ امام احمد رضا اور علمِ حدیث: علامہ محمد فیض احمد اویسی

☆ امامِ شعر و ادب: مولانا وارث جمال مصباحی

☆ حیاتِ فاضل بریلوی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ ضیاے کنزالایمان: مولانا غلام رسول سعیدی

☆ عبقری الشرق: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۱۹۷۹ء میں:

☆ انجمن خدامِ اعلیٰ حضرت کا مختصر تعارف: راجہ ارشد محمود چشتی

☆ حیاتِ امامِ اہلِ سُنّت: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ حیاتِ طیبہ: ڈاکٹر سید محمد حامد علی قادری

☆ فقیہِ اسلام (مقالۂ ڈاکٹریٹ ۷۹ء): ڈاکٹر حسن رضا خاں، پٹنہ یونیورسٹی

☆ مُجَدِّدُ الْاُمَّۃ: مفتی پروفیسر سید شجاعت علی قادری

☆ مجددِ ملّت: غلام مصطفیٰ مصطفوی

☆ مولانا احمد رضا خان بحیثیت سیاست داں: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ مولانا احمد رضا خاں بریلوی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۱۹۸۰ء میں:

☆ امام احمد رضا اور علمِ حدیث: علامہ محمد فیض احمد اویسی

☆ تجلیاتِ امام احمد رضا: قاری محمد امانت رسول نوری

☆ علومِ جدیدہ و قدیمہ اور امام احمد رضا: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ گناہِ بے گناہی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۰ء تک، حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر جو تحقیقی و تصنیفی کام ہوا وہ گزشتہ تمام ادوار پر بھاری ہے بلکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔ الحمدللہ یہی وہ قابلِ ذکر دور ہے کہ جس نے اہلِ سُنّت و جماعت کا سر فخر سے اونچا کردیا۔ ورنہ ہم دنیا کے سامنے بڑے شرمندہ تھے۔ شرمندگی کی بات بھی تھی کہ ہم اپنے امام، امام احمد رضا کی بارگاہ میں اُن کے پردہ فرمانے کے اُنسٹھ برس بعد بھی یعنی ۱۹۲۱ء سے ۱۹۸۰ء تک کم و بیش اسی ۸۰ کتابیں ہی پیش کر سکے تھے۔ اُن میں بھی قریب ۳۵ کتابیں ۱۹۷۵ء کے بعد کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سُنّی اربابِ علم و دانش شرمندہ بھی تھے اور انھیں اس کمی کا بے پناہ افسوس بھی تھا۔۔۔
اُدھر دوسری جانب مخالفین میدان خالی دیکھ کر مکروہ پروپیگنڈے کے ذریعہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو بدنام کرنے میں جٹے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ یہ گمان کر بیٹھے تھے کہ ہم نے تو انھیں زیرِ زمین پہنچا ہی دیا، اب کون اُن کا نام لیگا اور کون ان پر کام کرے گا؟ اس بات پر یہ لوگ بے حد خوش تھے، اپنی نجی مجلسوں میں ہنستے تھے اور قہقہے لگاتے تھے مگر اس بات کو قطعاً بھول گئے تھے کہ:

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں ☆ مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

غلط پروپیگنڈے کے ذریعہ وقتی طور پر فایدہ حاصل کیا جاسکتا ہے، ہمیشہ کے لیے نہیں۔ صداقت کا آئینہ جب سامنے آتا ہے تو اچھا بُرا سب دیکھ لیا جاتا ہے۔ یا یوں کہتے کہ جب تحقیق و تلاش کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی میں کون نیک ہے اور کون بد؟ سب کچھ نظر آنے لگتا ہے ...... خدا بھلا کرے حکیمِ اہلِ سُنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مسعودِ ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہانپوری جیسے مخلصین و محبین کا کہ انھوں نے وقت کی اس نزاکت کو محسوس کیا اور یہ کہہ کر میدانِ عمل میں کود پڑے۔

کوئی کہدے یہ اندھیروں سے سنبھل کر پھیلیں
ہم نئے عزم سے بنیادِ سحر رکھتے ہیں

اور مسلسل امام احمد رضا پر کام کرنا اور کرانا شروع کردیا ...... یہ دیکھ کر دیگر مصنفین و محققین بھی امام احمد رضا کی جانب متوجہ ہونے لگے۔ ناشرین اپنی سی کوشش کرنے لگے۔ مدرسوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں

میں بھی کام شروع ہوگیا۔ الغرض بتدریج کام آگے ہی بڑھتا رہا۔ سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی رہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ یہاں تک کہ جب ہم نویں دہائی میں قدم رکھتے ہیں تو جہانِ رضا کا عالم ہی نرالا نظر آتا ہے:

☆ یہی وہ دہائی ہے کہ جس میں ذکرِ رضا کو مٹانے کا خواب دیکھنے والوں کو سخت مایوسی ہوئی اور گہرا جھٹکا لگا۔ اور اُن کا بنا بنایا سارا کا سارا کھیل بگڑ کر رہ گیا۔

☆ یہی وہ دہائی ہے کہ جس میں اعلیٰ حضرت پر ریسرچ کرنے والے، کتابیں لکھنے اور چھاپنے والے بکثرت پیدا ہوئے۔

☆ یہی وہ دہائی ہے کہ جس نے اپنے پیچھے اعلیٰ حضرت پر کام کرنے والوں کا عظیم لشکر اور ان پر لکھی ہوئی کتابوں کا بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے...... چنانچہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب لکھتے ہیں:

> ''...... اب تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ' کے فضل و کرم سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر کام کی رفتار پورے عروج پر ہے۔ ملک و بیرونِ ملک محققین برابر متوجہ ہو رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر کی ۳۲ سے زاید یونی ورسٹیوں میں کام ہو رہا ہے۔ کئی اسکالرز پی، ایچ، ڈی کر چکے ہیں۔ تحقیقی کام کے علاوہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات و افکار پر اب تک ایک ہزار سے زائد مقالات و مضامین، اخبارات و رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔ ۱۹۸۳ء تک تقریباً ڈیڑھ سو سے زاید مقالات و مضامین علاحدہ کتابی صورت میں منصۂ شہود پر آچکے تھے۔ اور اب تو آپ پر لکھی ہوئی کتابوں کی تعداد ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہوں گی۔''

(ماہ نامہ ''القول السدید'' لاہور جلد۱، شمارہ ۱۲، صفر ۱۴۱۲ھ/ ستمبر ۱۹۹۱ء، صفحہ ۲۵۴-۲۵۵)

۱۹۹۰ء تک اعلیٰ حضرت پر لکھی ہوئی کتابوں کی صحیح تعداد کیا ہے؟ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے ہم سید صاحب کے بیان کی تصدیق نہیں کر سکتے، ہاں ایسا ممکن ضرور ہے اس لیے اس کی تکذیب بھی نہیں کی جا سکتی۔

''معارف رضا'' کراچی:

اس دہائی میں ایک اہم کام یہ ہوا کہ ''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کراچی نے فاضل بریلوی کی حیات و خدمات پر سالنامہ ''معارف رضا'' نکالنا شروع کیا۔ معارف رضا کیا ہے ایک انسائیکلو پیڈیا سمجھیے۔ آج کل بشکل ماہ نامہ شائع ہو رہا ہے۔ رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۰ء تک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر جو کام ہوا ہے وہ کسی بھی طرح گزشتہ دہائی سے کم

نہیں۔ مگر چونکہ اس دہائی کی صحیح اور مکمل تفصیل ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے۔ اس لیے فیصلہ کن تجزیہ نہیں کیا جاسکتا۔ سردست صرف بعض معلومات حاصلہ پیش کی جاتی ہیں:

ماہ نامہ "جہانِ رضا" لاہور:

اپریل ۱۹۹۱ء سے "مرکزی مجلس رضا" لاہور کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور مجلس کے تمام اختیارات باجازت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ، علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو سونپے گئے۔ انھوں نے "جامعہ نعمانیہ" لاہور میں دفتر قائم کر کے مجلس کی روایتی کارکردگی بحال کرنے کے لیے اپنی کاوشوں کا آغاز فرمایا۔ تین ماہ میں اعلیٰ حضرت کے دو رسائل اور ماہ نامہ "جہان رضا" کی اشاعت کی۔ یہ ماہ نامہ اس وقت سے لیکر اب تک برابر شائع ہو رہا ہے۔ رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے یہ ایک بہترین تحفہ ہے۔

سالنامہ "یادگار رضا" بمبئی:

غالباً ۱۹۹۴ء سے رضا اکیڈمی ممبئی نے عُرسِ رضوی کے موقع پر سالنامہ "یادگار رضا" شائع کرنا شروع کیا۔ اور اب تک مسلسل جاری ہے۔

سہ ماہی "افکار رضا" بمبئی:

جنوری تا مارچ ۱۹۹۵ء سے "تحریک فکر رضا" ممبئی نے سہ ماہی "افکار رضا" کا اجرا کیا۔ اور کئی اہم کتابیں بھی شائع کیں۔ "جہانِ رضا" لاہور کی طرح یہ رسالہ بھی رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے۔ اور ان کے مابین ایک مضبوط رابطہ پیدا کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے افکار و نظریات کا یہ تحقیقی ترجمان، محمد زبیر قادری صاحب کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے۔ ہندستان میں رضویات پر مستقل تحقیقی مواد شائع کرنے والا یہ واحد رسالہ ہے۔

من عقائد اهل السّنہ:

اہلِ سُنّت اور امامِ اہلِ سُنّت کے صحیح موقف کی وضاحت اور ان پر ہونے والے بے بنیاد الزامات کے ازالہ کے لیے علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے عربی زبان میں ایک قابل ذکر کتاب بنام "من عقائد اہل السنۃ" لکھی۔ یہ کتاب پاکستان سے ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء میں اور ہندوستان سے ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی۔ ہندستان میں اس کو رضا اکیڈمی، ممبئی نے شائع کیا ہے۔

"پیغام رضا" کا "امام احمد رضا نمبر" ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء:

مدیر: مولانا رحمت اللہ صدیقی

مقام اشاعت: پوکھریرا، سیتامڑھی، بہار

یوں تو المیزان، ممبئی کے "امام احمد رضا نمبر" کے بعد اعلیٰ حضرت پر بہت سارے نمبرات، اخبارات و

رسائل نے شائع کیے مگر ان میں اہم ترین یہی نمبر ہے۔ مضامین، کتابت، طباعت ہر لحاظ سے خوب تر ہے۔ اس کے متعلق مزید کچھ نہ کہہ کر دو دانشوروں یعنی ڈاکٹر جمال الدین قادری سابق پروفیسر جامعہ ملیہ، نئی دہلی اور ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ریڈر شعبۂ اسلامیات، ہمدرد یونیورسٹی، دہلی کے تاثرات کے اقتباسات علی الترتیب پیش کرتا ہوں۔ ان سے مذکورہ نمبر کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

> ''پیغامِ رضا کا زیرِ گفتگو افتتاحی شمارہ مجموعی طور پر دورِ حاضر میں امام احمد رضا کی نظر و فکر اور ان کی دینی وملی خدمات سے قارئین کو علمی انداز سے متعارف کرانے کے سلسلے کی اہم کڑی ہے اور مضبوط کڑی ہے۔''

(مفتیِ اعظم نمبر ''پیغامِ رضا'' صفحہ ۳۵۱)

> ''پیغامِ رضا کا امام احمد رضا نمبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس رسالہ کا خصوصی شمارہ اس لیے قابلِ توجہ ہے کہ ہندوستان میں سنّی صحافت کے حوالے سے جتنے نمبر اہتمام سے شائع ہوئے ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔''

(مفتیِ اعظم نمبر ''پیغامِ رضا'' صفحہ ۳۵۸)

امام احمد رضا ایک مظلوم مُفکّر:

مصنف: علامہ عبدالستار ہمدانی

صفحات:۔ ۳۷۷

مطبوعہ:۔ انڈین اسلامک مشن، ممبئی ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

''فاضلِ بریلوی اور امورِ بدعت'' از: سید محمد فاروق القادری وغیرہ چند ایسی کتابیں راقم کے مطالعہ میں آئیں کہ جن میں امام احمد رضا کا شایانِ شان تعارف پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب ''امام احمد رضا ایک مظلوم مفکّر'' بھی انھیں میں سے ایک ہے۔

اس کتاب میں فاضل مصنف نے ایک طرف مخالفین کی کتابوں اور دوسری طرف رسائلِ رضویہ کو پیش کر کے، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خوب خوب وضاحت کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے کن کن فتنوں کا کن کن کتابوں میں ردّ فرمایا ہے۔ چونکہ ابھی تک فرقہائے باطلہ و فتنہائے مختلفہ کے ردّ میں تحریر فرمودہ اکثر رسائلِ رضویہ غیر مطبوعہ ہیں۔ یہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوجائیں تو اس موضوع پر مزید حیرت انگیز تحقیقات وانکشافات سامنے آئیں۔

تخریج احادیث رضویہ:

عرصۂ دراز سے اس کام کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اعلیٰ حضرت مجدّد

بریلوی نے اپنی تصنیفات میں جن بے شمار احادیث سے استدلال فرمایا ہے، انھیں ایک جگہ جمع کرکے، حوالوں کی تخریج کے ساتھ شائع کیا جائے۔ نیز انھوں نے احادیث کے انتخاب میں جس دقتِ نظر سے کام لیا یا طُرُقِ حدیث، مشکلاتِ حدیث، ناسخ و منسوخ، راجح و مرجوح، طرقِ تطبیق، وجوہ استدلال اور اسماء رجال جیسے اُمور پر اپنے استحضارِ علم کا ثبوت پیش کیا ہے، اس کا بھی پہلو بہ پہلو تذکرہ ہو، تاکہ ان کی حدیث واصولِ حدیث میں اعلیٰ علمیت کھلی کتاب کی طرح سامنے آجائے اور جن اطفالِ علم نے ان پر ''قلیل البضاعة فی الحدیث'' کا اتہام جڑا ہے ان کا عناد بھی سب پر ظاہر ہو جائے۔

مگر افسوس! اس اہم اور ضروری کام کی جانب کسی بھی عالم و شیخ الحدیث نے توجہ نہیں کی۔ شاید اس لیے اس کام کی جانب توجہ نہیں دی گئی کہ یہ کام نہایت مشکل بھی تھا اور فرصت طلب بھی، ٹائم کا بھی خرچ تھا اور پیسے کا بھی۔ قارئین خود غور فرمائیں کہ کتب رضویہ کا فراہم کرنا، اُن کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا، اُن میں جگہ جگہ بکھری احادیث اکٹھا کرنا، محولہ کتبِ حدیث کا فراہم کرنا، جن میں زیادہ تر ہندستان میں کم یاب بلکہ نایاب بھی ہیں، اُن کی خرید کے لیے کثیر سرمایہ مہیا کرنا، پھر اُن کتب میں احادیثِ رضوی کو تلاش کرکے بقید ابواب و فصول و صفحات حوالہ دینا، متعدد مقامات پر محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے بجائے کتاب صرف مصنف کے نام پر اکتفا کیا ہے بلکہ بعض مقامات پر تصنیف و مصنف دونوں کے نام غائب ہیں ایسی احادیث کو بھی حوالہ جات سے آراستہ کرنا، یہ سارے کام کس قدر مشکل اور صبر آزما ہیں۔

قابلِ داد و مبارک باد ہیں مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری، فاضل منظر اسلام بریلی شریف اور علامہ محمد حنیف خاں رضوی بھوگپوری، صدر مدرس جامعہ نوریہ بریلی شریف کہ انھوں نے برسوں محنت کرنے کے بعد اس اہم کام کو پورا کردیا اور پوری جماعت اہل سُنّت کی جانب سے فرضِ کفایہ ادا کردیا جزاھما اللہ تعالیٰ خیرا الجزاء۔

اوّل الذکر: مولانا زید مجدہٗ نے سردست صرف ''فتاویٰ رضویہ'' کو اپنی تحقیق و تلاش کا محور بنایا اور اس سے ماخوذ احادیث کا ایک ضخیم مجموعہ تیار کیا جو اٹھارہ سو تیئس (۱۸۲۳) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعہ بنام ''امام احمد رضا اور علمِ حدیث'' رضوی کتاب گھر، ۴۲۳ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی سے ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ دیگر تصانیفِ رضویہ سے ماخوذ حدیثوں کا مجموعہ چوتھی، پانچویں اور چھٹی جلد میں پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی تکمیل عطا فرما دے گا۔ آمین!

ثانی الذکر: فاضل گرامی دامت برکاتہم العالیہ نے فتاویٰ رضویہ و دیگر کتبِ رضویہ جو انھیں دست یاب ہوسکیں، ان سے احادیثِ نبویہ اخذ فرمائی ہیں جو تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ انھوں نے اپنے مجموعۂ ماخوذہ کا نام ''جامع احادیث رضویہ'' تجویز فرمایا ہے۔ عن قریب ان شاء اللہ تعالیٰ رضا

اکیڈمی ممبئی کی جانب سے چھ جلدوں میں شائع ہونے والا ہے۔ یاد رہے یہ مجموعہ، مجموعہ اوّلی سے کئی باتوں میں منفرد ہے بلکہ اس کی اشاعت کے بعد مجموعۂ اوّلی کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ان کے علاوہ اور بھی قابلِ ذکر اصحابِ علم اور تحقیقی و اشاعتی ادارے ہیں، جنھوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کام کیا یا کر رہے ہیں۔ بطور معلومات کچھ کے نام پیش کیے جاتے ہیں:

☆ پروفیسر ابرار حسین، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

☆ علامہ محمد احسان الحق،

☆ پروفیسر احمد حسین قریشی،

☆ علامہ سید احمد سعید کاظمی،

☆ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری،

☆ علامہ محمد ارشد القادری،

☆ پروفیسر محمد اسلم فرخی

☆ اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی،

☆ اعجاز اشرف انجم،

☆ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری،

☆ ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان،

☆ مولانا محمد الیاس قادری،

☆ پروفیسر امتیاز سعید،

☆ پروفیسر ایس ایم خالد الحامدی،

☆ مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی،

☆ مولانا محمد باغ علی رضوی،

☆ پروفیسر جلال الدین نوری،

☆ پروفیسر جمال الدین برکاتی،

☆ علامہ حسنین رضا خاں،

☆ پروفیسر ذاکر حسین شاہ،

☆ محمد ریاست علی قادری،

☆ پروفیسر سجاد بریلوی

☆ پروفیسر محمد سلیمان اظہر،
☆ علامہ شبیر احمد ہاشمی،
☆ پروفیسر شفیق علی خاں،
☆ پروفیسر محمد شکیل اوج،
☆ سید صابر حسین شاہ بخاری،
☆ مولانا محمد صادق قصوری،
☆ مولانا محمد صدیق ہزاروی،
☆ پروفیسر ظہور افسر بریلوی،
☆ مولانا عبدالستار خان نیازی،
☆ مولانا عبدالستار طاہر،
☆ پروفیسر عنایت قریشی،
☆ علامہ محمد غافر بخش،
☆ مفتی غلام سرور قادری،
☆ مفتی غلام یٰسین راز،
☆ سید محمد فاروق القادری،
☆ ڈاکٹر فرمان فتح پوری،
☆ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش
☆ پروفیسر کرم حیدری،
☆ مولانا محمد عالم مختار حق،
☆ ڈاکٹر محمد مالک،
☆ مفتی محمد خاں قادری،
☆ علامہ سید محمد مدنی میاں،
☆ مولانا محمود احمد قادری،
☆ علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی،
☆ مفتی محمد مکرم احمد،
☆ ڈاکٹر محمد ہارون، انگلینڈ
☆ پروفیسر محمد یوسف صابر

وہ محققین جو اعلیٰ حضرت پر ڈاکٹریٹ یا ایم فل کر چکے یا کر رہے ہیں:

☆ ڈاکٹر حسن رضا خاں اعظمی، پٹنہ یونیورسٹی
☆ مولانا ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی
☆ مولانا ڈاکٹر محمود حسین بریلوی، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی
☆ مولانا ڈاکٹر مفتی مکرم، جامعہ ملیہ یونیورسٹی، دہلی
☆ مولانا غلام جابر شمس مصباحی، مگدھ یونیورسٹی، بہار
☆ پروفیسر محمد عبدالباری صدیقی، سندھ یونیورسٹی
☆ سید عارف علی رضوی، ممبئی یونیورسٹی، ممبئی
☆ مولانا غلام مصطفےٰ نجم القادری، میسور یونیورسٹی، میسور
☆ مولانا محمد آفتاب عالم، مگدھ یونیورسٹی، بہار
☆ پروفیسر مجید اللہ قادری، کراچی یونیورسٹی
☆ آنسہ تنظیم، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، پاکستان
☆ آنسہ آر بی مظہری، سندھ یونیورسٹی
☆ سید ابو طاہر، الہ آباد (یونیورسٹی)، الہ آباد
☆ مولانا امجد رضا خان، پٹنہ یونیورسٹی، بہار
☆ پروفیسر محمد اسحاق مدنی، کراچی یونیورسٹی، کراچی
☆ پروفیسر محمد انوار خاں، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، پاکستان
☆ ڈاکٹر اوشا سانیال (ہندو)، کولمبیا یونیورسٹی۔ امریکہ
☆ پروفیسر شبیر احمد قادری، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
☆ سید جمیل الدین جمیل، ساگر یونیورسٹی
☆ سید ذوالفقار علی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ بہار
☆ پروفیسر حافظ محمد رفیق، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
☆ پروفیسر سید رئیس احمد، کراچی یونیورسٹی، کراچی
☆ ڈاکٹر سراج احمد بستوی، کان پور یونیورسٹی
☆ پروفیسر حافظ محمد سمیع الدین، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد دکن
☆ ایس، ایم خالد الحامدی، جامعہ ملیہ یونیورسٹی، نئی دہلی
☆ پروفیسر شاہد اختر حبیبی، کلکتہ یونیورسٹی، کلکتہ

یہاں حضرت مولانا سید جیلانی میاں کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ اس نمبر پر ان کا دل چھو لینے والا اداریہ خاص طور پر چرچا کا موضوع بنا اور اس نے پورے برصغیر میں دھوم مچا کر رکھ دی۔ اس طرح پھر ایک بار رضویات پر کام کرنے کی زوردار تحریک پیدا ہوئی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء

علامہ یٰسین اختر مصباحی:

اسی دہائی یعنی ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء میں علامہ یٰسین اختر مصباحی نے مختلف اربابِ علم و دانش کے تاثرات کا مجموعہ بنام "امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں" المجمع الاسلامی مبارکپور سے شائع فرمایا۔ ماہ نامہ "المیزان" بمبئی کے "امام احمد رضا نمبر" کے بعد بھارت سے شائع ہونے والا یہ دوسرا اہم مجموعہ ہے جس نے علمی طبقہ کو کافی متاثر کیا۔ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء تک اس کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس سے اس کی بے پناہ مقبولیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ فاضل موصوف نے اس کے علاوہ امام احمد رضا پر اور بھی کئی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ فہرست میں ملاحظہ فرمائیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی:

۱۹۷۷ء میں بمبئی میں "رضا اکیڈمی" کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے بانی الحاج محمد سعید نوری ہیں اور وہی اس کے روحِ رواں ہیں۔ یہ انجمن بھارت میں غیر تجارتی انجمنوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور فعال انجمن ہے۔ اس کی عظیم کارکردگی اور خدماتِ عالیہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ اشاعتِ کتب میں اس انجمن نے خاص طور سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور یہی دراصل اس کا مقصدِ قیام بھی ہے۔ بحمداللہ اب (۲۰۰۰ء) تک رضا اکیڈمی کی جانب سے دو سو ساٹھ (۲۶۰) سے زاید کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں دو سو سے زاید اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتب و رسائل ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے تعلق سے بھی اس انجمن نے کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے عرسِ رضوی کے موقع پر سالنامہ "یادگار رضا" برابر شائع کر رہی ہے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی:

کراچی، پاکستان کا مشہور "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" جس نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر کثیر تعداد میں اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں لٹریچر شائع کر کے دنیا بھر میں پھیلایا اور برابر پھیلا رہا ہے۔ اسی دہائی یعنی ۱۹۸۰ء کی پیداوار ہے۔ بحمداللہ اس ادارہ نے بہ نسبت دیگراں اداروں کے کئی اہم اور منفرد کام کیے ہیں۔ مثلاً

۱۔ نادر مخطوطاتِ رضا کا محققین و مصنفین کو فراہم کرنا۔

۲۔ رضویات پر ریسرچ کرنے والوں کی علمی مدد کرنا۔

۳۔ ملک کے دانشور، سیاست داں طبقے کو امام احمد رضا کی جانب متوجہ کرنا اور ان سے تاثرات پیش کرانا۔

☆ امام احمد رضا پر سالانہ خصوصی نمبرات شائع کرنا اور بین الاقوامی کانفرنسوں کا انعقاد کرنا۔

رضا اکیڈمی، لاہور:

اس اکیڈمی کے ناظم محمد مقبول احمد ضیائی قادری ہیں۔ رضا اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۳ء تک سو ۱۰۰ سے زاید کتابیں شائع کرچکی ہے۔ جن میں اکثر کتب رضویات سے متعلق ہیں۔ اکیڈمی کی تاریخ قیام کا علم نہ ہوسکا۔

سُنّی رضوی سوسائٹی، افریقہ:

"ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کراچی کے تعاون سے "سُنّی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل" ڈربن، افریقہ نے کہ جس کے بانی علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی ہیں، نے اعلیٰ حضرت پر انگریزی لٹریچر شائع کرکے افریقہ، انگلستان، فرانس بلکہ تمام یورپ میں پھیلانا شروع کیا اور اعلیٰ حضرت کے پیغام کو عالم گیر بنایا۔

رضا اکیڈمی، برطانیہ:

مزید برآں "رضا اکیڈمی" اسٹاکپورٹ، برطانیہ کے بانی حاجی محمد الیاس قادری نے اپنے انگریزی رسالہ "اسلامک ٹائمز" کے ذریعہ اہلِ سُنّت اور امامِ اہلِ سُنّت علیہ الرحمہ کے پیغام کو مغربی ممالک کے انگریزی داں عوام تک پھیلایا۔ اس کے علاوہ رضا اکیڈمی، برطانیہ نے اعلیٰ حضرت و دیگر علما کی تصانیف کے انگریزی تراجم شائع کرکے اکنافِ عالم میں رضویات کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۰ء تک اعلیٰ حضرت پر شائع ہونے والی یا تحریر ہونے والی اکثر کتابوں کی فہرست:

۱۹۷۱ء میں:

☆ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری

☆ فاضل بریلوی اور ترکِ موالات: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆ مقالات یوم رضا حصہ سوم: قاضی عبدالنبی کوکب

۱۹۷۲ء میں:

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی: علامہ عبدالحکیم شرف قادری

☆ پیغامات یوم رضا: محمد مقبول احمد قادری

☆ تحقیقات (اول): مفتی شریف الحق امجدی

☆ سوانح سراج الفقہاء: علامہ عبدالحکیم شرف قادری

☆ معارف رضا، جلد اول: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری

☆ معارف رضا، جلد دوم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری

- امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری: ظہیرہ قادری
- امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری: پروفیسر شبیر احمد قادری
- امام احمد رضا کے احسانات: قاضی محمد عبدالحکیم
- امام احمد رضا کے چار نکات کی اہمیت: ڈاکٹر محمد ہارون، برطانیہ
- امام احمد رضا کے حالات و ادبی خدمات: آنسہ رقیہ مظہری — غیر مطبوعہ
- امام احمد رضا کے سیاسی افکار و نظریات: ڈاکٹر محمد ہارون — انگلینڈ
- امام احمد رضا کے (۱۹۱۲ء) منصوبہ کا تجزیہ: ڈاکٹر محمد ہارون — بریلی
- امام احمد رضا کے نثری شہ پارے: مولانا سید ریاست علی قادری — کراچی
- امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان: سید صابر حسین شاہ بخاری
- امام احمد رضا محدث بریلوی تاریخی حقائق کی روشنی میں: پروفیسر ذاکر حسین شاہ
- امام احمد رضا محدث بریلوی کا اصلاحی منصوبہ: ڈاکٹر محمد ہارون — کراچی
- امام احمد رضا مخالفین کی نظر میں: سید صابر حسین شاہ بخاری — ۸۸ء
- امام احمد رضا مشائخ کی نظر میں: سید صابر حسین شاہ بخاری
- امام احمد رضا ملک سخن کے شاہ: عقیل احمد خاں اکبری — مطبوعہ دھلی
- امام احمد رضا نمبر: ماہ نامہ "پاسبان" الہ آباد — اپریل ۶۲ء
- امام احمد رضا نمبر: ماہ نامہ "نوری کرن" بریلی شریف — ۶۳ء
- امام احمد رضا نمبر: ماہ نامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ — ۶۴ء
- امام احمد رضا نمبر: ماہ نامہ "المیزان" — ممبئی ۷۶ء
- امام احمد رضا نمبر: ہفت روزہ "اخبار عالم" ممبئی — ۸۸ء
- امام احمد رضا نمبر: روزنامہ "انقلاب" ممبئی — ۸۸ء
- امام احمد رضا نمبر: ہفت روزہ "ہجوم" دہلی — دسمبر ۸۸ء
- امام احمد رضا نمبر: روزنامہ "اردو ٹائمز" ممبئی — ۸۸ء
- امام احمد رضا نمبر (مع اضافہ): ماہ نامہ "قاری" دہلی — اپریل ۸۹ء
- امام احمد رضا نمبر: ہفت روزہ "مسلم ٹائمز" ممبئی — اگست ۹۳ء
- امام احمد رضا نمبر: "پیغامِ رضا" سیتا مڑھی — ۹۶ء
- امام احمد رضا نمبر: "پیغام رضا" سیتا مڑھی، — ۹۷ء
- امام احمد رضا وادیٔ مہران میں: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری — کراچی ۹۰ء

- الامام الاکبر المجدد احمد رضا خان والعالم العربی: پروفیسر السید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ، جامعہ ازہر، قاہرہ لاہور ۹۸ء
- امام اہل سنت: منظور حسین قاسم رضوی
- امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضا خاں بریلوی کا لاہور پر فیضان: میاں محمد کلیم قادری لاہوری
- امام اہل سنت کا لاہور پر فیضان: ماہ نامہ "عرفات" لاہور ستمبر، اکتوبر ۷۵ء
- امام اہل سنت نمبر: ماہ نامہ "حجاز جدید" دہلی ۸۹ء
- امام زمانہ امام احمد رضا کی انفرادیت: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری غیر مطبوعہ
- امامِ شعروادب: مولانا وارث جمال قادری مبارکپور ۷۸ء
- امام نعت گویاں: مولانا اختر الحامدی الرضوی لاہور ۷۷ء
- امام الوقت رضا بہ زبان طارق: سید صابر حسین شاہ بخاری لاہور
- انجمن خدام اعلیٰ حضرت کا مختصر تعارف: راجہ ارشد محمود چشتی لاہور ۷۹ء
- اندھیرے سے اُجالے تک: علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہور ۸۵ء ممبئی
- انوارِ رضا (مع اضافہ): ادارہ شرکت حنفیہ لاہور ۷۷ء
- انوارِ کنزالایمان: مولانا محمد وارث جمال قادری
- الاھداء بحضور اعلیٰ حضرت: علامہ سعید احمد کاظمی لاہور ۹۱ء
- ایک قرآن ایک ترجمہ: سلطان المجاہد طاہر

(ب)

- باقیات رضا (از: افادات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ): پروفیسر شبیر احمد قادری غیر مطبوعہ
- برٹش کے خلاف صوفیوں کی جدوجہد اور امام احمد رضا: ڈاکٹر محمد ہارون مطبوعہ برطانیہ
- برصغیر کی سیاسی تحریکات میں فتاویٰ رضویہ کا حصہ: پروفیسر محمد اسحاق مدنی
- بَسَاتِیْنُ الغُفران: پروفیسر حازم محمد المحفوظ مصر ۹۷ء
- بلبلِ باغِ رسول: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری غیر مطبوعہ
- بول کہ لب آزاد ہیں تیرے: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ۹۳ء کراچی/کشمیر
- بہارِ عقیدت: مولانا سید محمد مرغوب الحامدی، کراچی
- بیسویں صدی کا عظیم انسان: ڈاکٹر محمد مالک مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں
- بیسویں صدی کے عظیم فقیہ (اعلیٰ حضرت نمبر) ہفت روزہ مسلم ٹائمز ممبئی، ۲۸ مئی تا ۳ جون ۲۰۰۰ء

☆ شاہد علی نورانی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

☆ پروفیسر محمد صدیق اکبر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

☆ ڈاکٹر طیب علی رضا مصباحی، ہندو یونیورسٹی، بنارس

☆ محمد عاشق چغتائی، کراچی یونیورسٹی، کراچی

☆ محمد عبدالعلیم رضوی، اہلیہ دیوی یونیورسٹی، اندور

☆ عبدالمجتبیٰ رضوی، ہندو یونی ورسٹی، بنارس

☆ غلام مصطفےٰ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

☆ مولانا غلام یحییٰ مصباحی، ہندو یونیورسٹی، بنارس

☆ پروفیسر غیاث الدین قریشی، برمنگھم یونیورسٹی، انگلستان

☆ محمد نعیم اقبال چشتی ایڈووکیٹ، پاکپتن، پنجاب یونی ورسٹی

☆ مولانا نوشاد عالم حنفی، بہار یونیورسٹی، بہار

☆ عبدالرشید انصاری، پونہ، مہاراشٹر

رضویات کے فروغ میں حصّہ لینے والے ادارے:

☆ ادارہ استقامت، کانپور

☆ ادارہ اشاعت اسلام، افغان اسٹریٹ، ۶۳ وسن پورہ، لاہور

☆ ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، سوداگراں، بریلی شریف

☆ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۵، موتلی بائی اسٹریٹ، آگری پاڑہ، ممبئی

☆ ادارہ سُنّی دنیا، ۸۲، سودگراں، بریلی شریف

☆ ادارہ عرفات، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور

☆ ادارہ غوثیہ رضویہ، گلی نمبر ۲۲ جی کرم پارک، مصری شاہ، لاہور

☆ ادارہ معارف نعمانیہ، ۳۲۳، شاد باغ، لاہور

☆ انجمن نعمانیہ، لاہور

☆ حق اکیڈمی، مبارکپور، اعظم گڑھ

☆ رضا اکیڈمی، مسجد رضا، رضا چوک، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

☆ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

☆ رضوی کتب خانہ، بازار صندل خاں، بریلی شریف

☆ سُنّی دارالاشاعت، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

☆ سُنّی دارالاشاعت، علویہ رضویہ، فیصل آباد

☆ فاروقیہ بکڈپو، ۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد، دھلی

☆ قادری بکڈپو، نو محلّہ مسجد، بریلی شریف

☆ کتب خانہ امجدیہ، ضلع بستی، یوپی

☆ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ میرٹھ، سنبھل، مراد آباد

☆ مطبع اہل سُنّت، آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف

☆ مطبع حنفیہ، پٹنہ، بہار

☆ مکتبہ جام نور، مٹیا محل، جامع مسجد، دھلی

☆ مکتبہ الحبیب، اترسوئیا، جامعہ حبیبیہ، الہ آباد

☆ مکتبہ رضا، ۱۳۹ گھیر شیخ مٹھو، بریلی شریف

☆ مکتبہ رضویہ، مٹیا محل، جامع مسجد، دھلی

☆ مکتبہ مشرق، کانکر ٹولہ، بریلی شریف

☆ مکتبہ نعیمیہ، دیپا سرائے، سنبھل، مراد آباد، یوپی

ایک نظر ادھر بھی:

ناظرین کرام! اب ذرا آیئے امام اہل سُنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر لکھی ہوئی کتب و رسائل کی فہرست ملاحظہ فرمایئے۔ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ اس فہرست میں وہ تمام کتب شامل ہوگئی ہیں جو ۱۹۲۱ء تا ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی ہیں۔ البتہ یہ فہرست قارئین، محققین اور علما کے استفادے کے لیے بہت کام آئیں گی۔ ان شاء اللہ۔ ان دو شعروں کے ساتھ نذر کرتا ہوں:

کالج جامعہ مکتبہ خانقاہ ہر جگہ چھڑ گئی داستانِ رضا

آیئے دو قدم بڑھ کے دیکھیں ذرا لہلہاتا ہوا گلستانِ رضا!!

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر لکھی ہوئی کتابوں کی فہرست

نام کتاب	مصنف/مؤلف/مترجم	کیفیت

- الطاری الداری لھفوات عبدالباری، اوّل: مفتی مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء، لاہور ۸۳ء
- الطاری الداری لھفوات عبدالباری، دوم: مفتی اعظم ہند بریلی ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء، لاہور ۸۳ء
- الطاری الداری لھفوات عبدالباری، سوم: مفتی اعظم ہند بریلی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء، لاہور ۸۳ء
- "البریلویہ" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ: علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہور ۱۹۹۱ء

- آثار رضا: ڈاکٹر محمود حسین، بریلی شریف
- آفتابِ حنفیت: محمد فضل احمد رضا
- آفتابِ حنفیت: محمد باغ علی رضوی، مولانا مطبوعہ
- آئینۂ امام احمد رضا: مولانا غلام جابر شمس مصباحی پورنیہ ۹۳ء
- آئینۂ رضویات اوّل: ڈاکٹر محمد مسعود احمد/ پروفیسر مجید اللہ قادری وغیرہ کراچی ۹۸ء
- آئینۂ رضویات دوم: ڈاکٹر محمد مسعود احمد/ مولانا عبدالستار طاہر وغیرہ کراچی ۹۳ء
- اتہامات عبدالرزاق ملیح آبادی پر ایک نظر: مولانا نوشاد عالم چشتی مطبوعہ لاہور
- اُجالا: ڈاکٹر محمد مسعود احمد ۸۳ء کراچی/ مبارکپور
- الاجازات المتینة لعلما بکة و المدینة (۱۳۲۴ھ): علامہ محمد حامد رضا خاں مطبوعہ بریلی
- اجلیٰ انوار الرضا (۱۳۳۴ء): علامہ محمد حامد رضا خاں مطبوعہ لاہور
- المجمل المعدد لتالیفات المجدد (۱۹۰۹ء): علامہ ظفر الدین بہاری لاہور ۷۴ء/ انڈیا
- الملفوظ (۱۹۱۹ء) اوّل: مفتی اعظم ہند کراچی
- الملفوظ (۱۹۱۹ء) دوم: مفتی اعظم ہند کراچی
- الملفوظ (۱۹۱۹ء) سوم: مفتی اعظم ہند کراچی
- الملفوظ (۱۹۱۹ء) چہارم: مفتی اعظم ہند کراچی
- احسانات اعلیٰ حضرت: علامہ محمد غافر بخش
- احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: الحاج وصیت یاب خاں راولپنڈی ۷۵ء
- احمد رضا خاں بریلوی کا علمی نظم: پروفیسر محمد طاہر القادری مطبوعہ
- اردو ادب میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا حصہ: سید محمد عارف رضوی غیر مطبوعہ
- اردو نعت گوئی کی تاریخ میں امام احمد رضا کا مقام و مرتبہ: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف
- ارشادات اعلیٰ حضرت: علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری (مبارکپور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء)/ کراچی
- ارمغانِ رضا: محمد احمد رضا خاں افغانی کراچی ۹۳ء
- الاستاذ احمد رضا خاں بین الفقہاء و الاصولین: مفتی شجاعت علی قادری مطبوعہ
- اسلامیات کنز الایمان ارباب علم و دانش کی نظر میں: مولانا عبدالستار طاہر لاہور
- اشاریہ امام احمد رضا: اعجاز اشرف انجم
- امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ: مولانا قمر الزماں اعظمی مصباحی مطبوعہ
- اصلاح معاشرہ میں امام احمد رضا کی سعی: قاضی حسن رضا بن قاضی عبدالدائم

- اعلیٰ حضرت: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی ۷۷ء
- اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اور رسومِ محرم الحرام: سلیم فاروقی
- اعلیٰ حضرت اخلاق محمدی کا کامل نمونہ: منور حسین، مولانا سیف الاسلام
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (سندھی): مترجم: عبدالمصطفیٰ گلزار حسین ۷۸ء/ لاہور ۹۸ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا: ابوالمنصور حافظ محمد انور قادری لاہور ۷۸ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (انگریزی): ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بنگال ۸۷ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا: شہزادہ اقبال احمد لاہور ۹۰ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی: مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ۷۲ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (بریلوی): مقبول جہانگیر ۷۶ء/ لاہور ۹۸ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ: شہزادہ اقبال احمد لاہور ۹۰ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی علمی خدمات: سید شاہد علی نورانی لاہور ۹۲ء
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے قصیدۂ معراجیہ پر ایک تحقیقی مقالہ: نظام الدین بیگ جام
- اعلیٰ حضرت اور اُن کے ترجمۂ قرآن کی خوبیاں: ترتیب: محمد توفیق احمد نعیمی ۹۳ء
- اعلیٰ حضرت اور ان کے خلفا کی دینی خدمات: سید غلام مصطفےٰ بخاری
- اعلیٰ حضرت اور جبر و مقابلہ: خواجہ مظفر حسین رضوی قلمی
- اعلیٰ حضرت اور عشق رسول: مولانا ریاض حسین شاہ
- اعلیٰ حضرت اور علمِ تکسیر: خواجہ مظفر حسین رضوی قلمی
- اعلیٰ حضرت اور علمِ جفر: خواجہ مظفر حسین رضوی قلمی
- اعلیٰ حضرت اور علمِ کلام: علامہ محمد احمد مصباحی
- اعلیٰ حضرت اور فتنۂ قادیانی: علامہ محمد احمد مصباحی، مبارکپور
- اعلیٰ حضرت اور فتنۂ قادیانیت: محمد انور قریشی
- اعلیٰ حضرت اور علمِ معیشت مصطفوی: سلطان المجاہد طاہر مطبوعہ
- اعلیٰ حضرت اور مسئلۂ کفو: محمد توفیق احمد نعیمی اشرفی زیرِ تدوین
- اعلیٰ حضرت ایک مختصر جائزہ: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی ۸۱ء
- اعلیٰ حضرت ایک نظر میں (ہندی): ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی ۸۱ء
- اعلیٰ حضرت بریلوی: مولانا صابر نسیم بستوی لاہور
- اعلیٰ حضرت بریلوی: پروفیسر عبدالشکور شاد، کابل کابل

- اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: عابد نظامی — مطبوعہ
- اعلیٰ حضرت پر سخت گیری اور تشدد کا الزام: مولانا محمد صدیق ہزاروی
- اعلیٰ حضرت پر کتابیں: محمد توفیق احمد نعیمی — بریلی شریف
- اعلیٰ حضرت پر مضامین: محمد توفیق احمد نعیمی — قلمی
- اعلیٰ حضرت شعرا کی نظر میں: محمد توفیق احمد نعیمی — قلمی
- اعلیٰ حضرت صداقت کے آئینہ میں: مولانا طاہر شاہ قادری
- اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ...... — مطبوعہ بریلی
- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی: مقبول جہانگیر — مطبوعہ انگلینڈ
- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی: مولانا ابوالفتح
- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ: مولانا سید شاہد علی نوری — رام پور ۸۸ء
- اعلیٰ حضرت کا علمی مقام: محمد توفیق احمد نعیمی — زیر تدوین
- اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام: علامہ عبدالحکیم خاں شاہ جہانپوری — لاہور ۷۱/ ۸۶ء
- اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں انصاریوں کا مقام: قاری محمد امانت رسول — پیلی بھیت
- اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری — لاہور ۸۶ء
- اعلیٰ حضرت کا امام نعت گویاں ہونا: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری
- اعلیٰ حضرت کی علمی و ادبی خدمات: حکیم محمد ادریس خاں، مقالۂ ڈاکٹریٹ — ۱۹۷۵ء
- اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری پر ایک نظر: سید نور محمد قادری — لاہور ۷۵ء
- اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن اور دیگر تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ ......
- اعلیٰ حضرت کے سلام پر تضمین: طارق سلطان پوری (سردار عبدالقیوم خاں) مشمولہ جہانِ رضا مئی ۹۶ء
- اعلیٰ حضرت کے گیارہ عربی اشعار: مولانا محمود احمد قادری
- اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ: علامہ شمس احمد بریلوی — کراچی ۷۶ء
- اعلیٰ حضرت مشاہیر کی نظر میں (اوّل): محمد مرید احمد چشتی
- اعلیٰ حضرت مشاہیر کی نظر میں (دوم): محمد مرید احمد چشتی
- اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں: محمد طفیل سالک
- اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی: حافظ محمد انوار قادری
- اعلیٰ حضرت نمبر: ماہ نامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف — جون ۶۲ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ماہ نامہ ''عرفات'' لاہور — اپریل ۷۰ء

- اعلیٰ حضرت نمبر: ماہ نامہ "فیضِ رضا" لائل پور ۷۰ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ماہ نامہ "ترجمانِ اہلِ سُنّت" کراچی مارچ ۷۰ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ہفت روزہ "تعمیرِ وطن" لاہور
- اعلیٰ حضرت نمبر: ہفت روزہ "الہام" بہاول پور ۱۴ جون ۷۵ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ماہ نامہ "ضیائے حرم" لاہور جنوری ۸۳ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ہفت روزہ "مسلم ٹائمز" ممبئی ۱۰ اگست ۹۴ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ماہ نامہ "فیضانِ معرفت" آدونی (آندھرا پردیش) مئی ۲۰۰۰ء
- اعلیٰ حضرت نمبر: ہفت روزہ "افق" کراچی، مدیر: ظہور الحسن بھوپالی ۷۹ء
- اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم۔ پریچے ایوم جیون درشن: ڈاکٹر نرمل پرکاش بکڈپو، بریلی مطبوعہ
- الافاضات الرّضویة: علامہ ظفر الدین فاضل بہاری قلمی
- القائے حرمین کا تازہ عطیہ: مولانا سید محمد عبدالرحمٰن قادری رضوی حیدر آباد ۹۲ء
- افکارِ رضا: اعجاز اشرف انجم رضوی لاہور ۸۵ء
- افکارِ رضا: مولانا قمر الحسن بستوی دہلی ۹۲ء
- افکارِ رضا، سہ ماہی: مدیرِ اعلیٰ: محمد زبیر قادری جولائی تا ستمبر ۹۵ء سے اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۰ء کُل ۲۲ شمارے
  نوٹ: انگریزی شماروں کی تعداد ۴ ہے۔
- اقبال و احمد رضا: راجا رشید محمود لاہور ۷۷ء/ کلکتہ ۸۲ء
- اقلیمِ نعت کا بادشاہ: سید صابر حسین شاہ بخاری لاہور
- اکرامِ امام احمد رضا (۱۳۹۸ھ): مفتی برہان الدین جبلپوری لاہور ۸۱ء/ ۹۰ دہلی

امام احمد رضا

- امام احمد رضا اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں: علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہور ۸۵ء/ الہ آباد ۹۱ء
- امام احمد رضا اپنوں اور غیروں کی نظر میں: جلال الدین ڈیروی
- امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں: مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی ۷۷ء
- امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، اوّل: محمد مرید احمد چشتی
- امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، جلد دوّم: محمد مرید احمد چشتی
- امام احمد رضا اکابر کی نظر میں: مولانا محمد جلال الدین مطبوعہ ۷۷ء
- امام احمد رضا اکابر کی نظر میں: ابو سعید زاہد القادری
- امام احمد رضا اور ابوالکلام آزاد کے افکار: پروفیسر جمال الدین مطبوعہ

- امام احمد رضا اور احترامِ سادات: سید صابر حسین شاہ بخاری — مطبوعہ لاہور/ممبئی
- امام احمد رضا اور اُردو تراجمِ قرآن کا تقابلی جائزہ: علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی — حیدرآباد ۸۲ء
- امام احمد رضا اور انجمن نعمانیہ: سید صابر حسین شاہ بخاری — مطبوعہ لاہور
- امام احمد رضا اور اُن کا عربی کلام: مولانا محمود احمد قادری
- امام احمد رضا اور اُن کی شاعری: پروفیسر عنایت قریشی
- امام احمد رضا اور ترجمۂ قرآن پاک تحقیق کے اُجالے میں: مولانا عبدالقدوس مصباحی — مطبوعہ
- امام احمد رضا اور تصوف: علامہ محمد احمد مصباحی — مبارکپور ۸۸ء/ پاکستان ۸۹ء
- امام احمد رضا اور حرکتِ زمین: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — کراچی ۸۴ء
- امام احمد رضا اور چشتی مجددین اسلام: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی — مطبوعہ بریلی
- امام احمد رضا اور جامعۃ الازہر: اقبال احمد اختر القادری — لاہور ۹۹ء
- امام احمد رضا اور خواجہ حسن نظامی کے مابین اختلافات: اعجاز اشرف انجم
- امام احمد رضا اور ڈاکٹر سرضیاء الدین احمد: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری — کراچی
- امام احمد رضا اور ردِ بدعات ومنکرات: علامہ یٰسین اختر مصباحی — مبارکپور ۸۵ء
- امام احمد رضا اور ردِ عیسائیت: مولانا ممتاز احمد سدیدی
- امام احمد رضا اور شرک فروش ٹولہ: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری — قلمی
- امام احمد رضا اور صدر الافاضل: مولانا غلام معین الدین نعیمی
- امام احمد رضا اور عالمِ اسلام: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — کراچی ۸۲ء
- امام احمد رضا اور عالمِ اسلام: محمد ریاست علی قادری
- امام احمد رضا اور عالمی جامعات: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — صادق آباد ۹۰ء/ پورنیہ ۹۱ء
- امام احمد رضا اور عائلی قوانین: پروفیسر سید رئیس احمد
- امام احمد رضا اور علمائے بالائی پنجاب: پروفیسر مجید اللہ قادری — زیرِ تدوین
- امام احمد ررضا اور علمائے بلوچستان: پروفیسر مجید اللہ قادری — مطبوعہ ۹۷ء
- امام احمد رضا اور علمائے بہاول پور: ڈاکٹر مجید اللہ قادری — کراچی ۹۵ء
- امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف: پروفیسر مجید اللہ قادری — ۹۳ء
- امام احمد رضا اور علمائے دیوبند: سید صابر حسین شاہ بخاری — مطبوعہ کراچی
- امام احمد رضا اور علمائے ڈیرہ غازی خان: پروفیسر مجید اللہ قادری — ڈیرہ غازی خاں ۹۹ء
- امام احمد رضا اور علمائے کراچی: پروفیسر مجید اللہ قادری — ۹۴ء

- امام احمد رضا اور علمائے لاہور: پروفیسر مجید اللہ قادری — لاہور ۹۶ء
- امام احمد رضا اور علمائے سندھ: پروفیسر مجید اللہ قادری — ۹۵ء
- امام احمد رضا اور علمائے مشرقی بھارت: پروفیسر مجید اللہ قادری — زیر تدوین
- امام احمد رضا اور علمائے مشرقی پاکستان: پروفیسر مجید اللہ قادری — زیر تدوین
- امام احمد رضا اور علمائے وسطی پنجاب: پروفیسر مجید اللہ قادری — زیر تدوین
- امام احمد رضا اور علمِ حدیث: علامہ محمد فیض احمد اویسی — لاہور ۷۸ء
- امام احمد رضا اور علمِ حدیث، جلد اوّل تا سوم: مولانا محمد عیسیٰ رضوی — دہلی ۹۹ء
- امام احمد رضا اور علمِ طب: ......
- امام احمد رضا اور علمِ فقہ: حضرت مفتی محمد ایوب نعیمی — زیر تدوین
- امام احمد رضا اور علمِ لدنّی: محمد توفیق احمد نعیمی — زیر تدوین
- امام احمد رضا اور علومِ جدیدہ: محمد ریاست علی قادری
- امام احمد رضا اور علومِ عقلیہ ایک جائزہ: مفتی شبیر حسین — مطبوعہ روناہی
- امام احمد رضا اور مجدّد (الف ثانی): سید صابر حسین شاہ بخاری — لاہور
- امام احمد رضا اور مسئلۂ اذانِ ثانی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- امام احمد رضا اور مسئلۂ بدعت: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری — قلمی
- امام احمد رضا اور مسئلۂ تکفیر: علامہ مفتی شریف الحق امجدی — مطبوعہ
- امام احمد رضا اور معاصر دانشوروں سے اختلافات اور اس کے اسباب: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم — دہلی
- امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس: ڈاکٹر محمد مالک (ایم بی بی ایس) — مطبوعہ
- امام احمد رضا اور نثر اردو: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی — غیر مطبوعہ
- امام احمد رضا اور نظریۂ شخصیت: ڈاکٹر محمد مالک — مطبوعہ
- امام احمد رضا ایک عظیم شخصیت:
- امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر: پروفیسر ذاکر حسین شاہ — کراچی
- امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر: علامہ عبدالستار ہمدانی — مطبوعہ
- امام احمد رضا ایک ہمہ جہت سائنس داں: ڈاکٹر عبدالقدیر خاں — کراچی ۹۸ء
- امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت: مولانا کوثر نیازی — مطبوعہ
- امام احمد رضا بحیثیت عاشقِ رسول ﷺ: مولانا کوثر نیازی (ممبئی کی ایک تقریر) — مطبوعہ
- امام احمد رضا بحیثیت عاشقِ رسول ﷺ: جلال الدین ڈیردی

- امام احمد رضا بریلوی اکابر کی نظر میں: ابوسعید زاہد القادری لاہور ۷۷ء
- امام احمد رضا بریلوی ایک تعارف ایک جائزہ: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
- امام احمد رضا بریلوی پر ایک الزام کی حقیقت: علامہ عبدالحکیم شرف قادری
- امام احمد رضا بریلوی جامع العلوم عبقری شخصیت: مولانا محمد عبدالستار سعیدی لاہور ۹۳ء
- امام احمد رضا بریلوی کا نظریۂ سائنس: مولانا جلال الدین مطبوعہ
- امام احمد رضا بریلوی کی عالمی اہمیت: ڈاکٹر محمد ہارون، نومسلم انگلینڈ، کراچی ۹۷ء
- امام احمد رضا بریلوی کی عالمی خدمات (ایک جائزہ): سید شاہد علی نورانی لاہور ۹۲ء
- امام احمد رضا پر تحقیق کا آغاز وارتقا: مولانا عبدالستار طاہر
- امام احمد رضا جو حالات، خدمات، افکار (سندھی): ڈاکٹر محمد عبدالباری صدیقی غیر مطبوعہ
- الامام احمد رضا الحنفی البریلوی: تعریب: مولانا ممتاز احمد سدیدی لاہور ۹۵ء
- امام احمد رضا حیات اور خدمات: مولانا طیب علی رضا
- امام احمد رضا خاں اور احیاے دین: کیپٹن شکیل احمد
- امام احمد رضا خاں بریلوی: مفتی شجاعت علی قادری
- امام احمد رضا بریلوی (کنڑ): ...... مطبوعہ بنگلور
- الامام احمد رضا خان و اثرة فی الفقه الحنفی: مشتاق احمد (مقالہ ایم فل) جامع ازہر
- امام احمد رضا دانشوروں کی نظر میں: پروفیسر فیاض احمد کاوش مطبوعہ
- امام احمد رضا دنیاے صحافت میں: آر بی مظہری (صاحبہ) لاہور
- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ: حافظ محمد عمر فاروق سعیدی
- امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ: پروفیسر فیاض احمد کاوش
- امام احمد رضا سادات کرام کی نظر میں: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی
- الامام احمد رضا شاعراً عربیاً: مولانا ممتاز احمد سدیدی (مقالہ ایم فل)
- امام احمد رضا عظیم المرتبت، جلیل القدر شاعر: حافظ محمد فاروق لاہور
- امام احمد رضا علماے پنجاب کی نظر میں: خواجہ غلام محمد رضوی
- امام احمد رضا علماے سرحد کی نظر میں: خورشید احمد شاہد القادری
- امام احمد رضا کا ایک فقہاے سلف سے اختلاف اور اس کی نوعیت: علامہ فیض احمد اویسی
- امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن: مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی
- امام احمد رضا کا ترجمۂ کنزالایمان: پروفیسر امتیاز سعید

- امام احمد رضا کا تصور عشق: مولانا غلام مصطفےٰ نجم القادری (مقالۂ ڈاکٹریٹ) مطبوعہ
- امام احمد رضا کا سیاسی کردار: شاہ احمد مطبوعہ
- امام احمد رضا کا محدثانہ مقام: علامہ محمد احمد اعظمی مصباحی
- امام احمد رضا کا معتدل مسلک (جلد اوّل): علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری قلمی
- امام احمد رضا کا معتدل مسلک (جلد دوّم): علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری قلمی
- امام احمد رضا کاملین کی نظر میں: سید صابر حسین شاہ بخاری مطبوعہ لاہور
- امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم: مولانا محمد جلال الدین مطبوعہ لاہور
- امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے؟: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری قلمی
- امام احمد رضا کی اردو شاعری: محمد عبدالحکیم رضوی، اندور غیر مطبوعہ
- امام احمد رضا کی بارگاہ میں علی میاں ندوی کا دوہرا کردار: حکیم خلیل احمد جائسی ممبئی ۲۰۰۰ء
- امام احمد رضا کی تعلیمات اور علماے کرام کا حصہ: صوفی محمد اسلم نقشبندی
- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری (جلد اوّل): علامہ شمس احمد بریلوی مطبوعہ
- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری (جلد دوّم): علامہ شمس احمد بریلوی مطبوعہ
- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری: پروفیسر مجید اللہ قادری
- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری: محمد ریاست علی قادری
- امام احمد رضا کی سیاسی خدمات: ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- امام احمد رضا کی سیاسی، سماجی، اقتصادی منصوبہ بندی: ڈاکٹر محمد ہارون بریلی
- امام احمد رضا کی سیرت و کردار: پروفیسر جلال الدین نوری
- امام احمد رضا کی شخصیت اور کارنامے: سعید احمد (مقالہ پی.ایچ.ڈی) کولہار یونیورسٹی
- امام احمد رضا کی عربی خدمات: فیض الحسن فیضی (مقالہ پی.ایچ.ڈی) پشاور یونیورسٹی
- امام احمد رضا کی عربی شاعری: پروفیسر احمد حسین قریشی
- امام احمد رضا کی فقہی بصیرت: مولانا محمد احمد مصباحی مبارکپور ۹۳ء
- امام احمد رضا کی فقہی بصیرت: مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی ۹۳ء
- امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت: مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی ۹۵ء
- امام احمد رضا کی نثر نگاری: مختار احمد
- امام احمد رضا کی نعت گوئی: مولانا یٰسین اختر
- امام احمد رضا کی نعت گوئی میں انفرادیت: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری قلمی

(پ)

- پاسبانِ کنز الایمان: مولانا ابوداؤد صادق مطبوعہ لاہور
- پاسبانِ کنز الایمان: مولانا عبدالستار خاں نیازی
- پردہ اٹھتا ہے: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کراچی
- پروانہ شمع رسالت امام احمد رضا: پروفیسر کرم حیدری
- پروفیسر حاکم علی: پروفیسر محمد صادق لاہور ۸۶ء
- پھول اور کانٹے: مولانا عطاء محمد رضوی اترولہ ۹۱ء
- پیر مہر علی شاہ اور امام احمد رضا میں اعتقادی، فکری ہم آہنگی: سید غلام محمد علی عبدالعزیز
- پیغاماتِ یوم رضا: محمد مقبول احمد رضا صاحب لاہور ۷۲ء

(ت)

- تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ: مولانا محمد شہاب الدین رضوی ممبئی ۹۶ء
- تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب: شاعر لکھنوی لاہور ۷۷ء
- تبصرہ اعجاز بر تنقید سرفراز: علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی
- تجلیاتِ امام احمد رضا (۱۹۸۰ء): قاری محمد امانت رسول نوری بریلی ۸۷ء
- تجلیاتِ رضا (اوّل): علامہ سید شبیر احمد ہاشمی پاکستان ۸۱ء
- تجلیاتِ کنز الایمان: مولانا مبین الہدی جمشید پور مطبوعہ
- تحقیقات (اوّل): مفتی شریف الحق امجدی مبارکپور ۱۹۷۱ء
- تحقیقات دوم: مفتی شریف الحق امجدی و مفتی محمد نظام الدین رضوی گھوسی
- ترجموں کی غلطیاں: مکتبہ رضائے مصطفےٰ مطبوعہ
- ترجمہ اعلیٰ حضرت کے علمی محاسن: مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف
- ترجمۂ قرآن اور امام احمد رضا کے تاثرات: شیخ محمد ارشاد احمد
- تذکرۂ امام احمد رضا: مولانا محمد الیاس قادری مطبوعہ
- تذکرۂ خلفاء اعلیٰ حضرت (مؤلفہ ۷۷ء) اوّل: محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری (پاکستان) مطبوعہ کراچی ۹۲ء لاہور
- تذکرۂ خلفاء اعلیٰ حضرت دوم: مولانا محمد صادق قصوری غیر مطبوعہ
- تذکرۂ رضا: مولانا محمد احمد مصباحی الہ آباد ۷۵ء
- تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ: مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی بنارس ۸۶ء

- تذکرۂ وداد (۱۳۴۰ھ): سید سجاد حسین بریلی شریف
- تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان: مولانا عبدالرزاق بھترالوی عطاروی لاہور ۸۷ء
- تسہیل کنزالایمان: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری لاہور ۹۳ء
- تصنیفاتِ امام احمد رضا: علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری (آٹھ سو کتب کی فہرست) مطبوعہ
- تصنیفاتِ امام احمد رضا: مولانا عبدالستار ہمدانی (ساڑھے نو سو کتب کی فہرست) قلمی
- تعارف اعلیٰ حضرت: صوفی محمد اکرام مطبوعہ
- تعارف امام احمد رضا: مولانا عبدالغنی تائب الہ آباد ۸۳ء
- تعلیقاتِ رضا (اوّل): مولانا محمد صادق ہزاروی لاہور
- تعلیقاتِ رضا (دوّم): مولانا محمد صادق ہزاروی لاہور ۸۹ء
- تعلیقاتِ رضا: غلام مصطفےٰ غازی
- تعلیماتِ اعلیٰ حضرت: مولانا محمد میکائیل کانپور ۸۷ء
- تعلیماتِ امام احمد رضا: علامہ ارشد القادری
- تفسیر احمد رضا: علامہ فیض احمد اویسی
- تقابلِ تراجم قرآن: پروفیسر بشیر احمد قادری
- تقاریظ امام احمد رضا: سید صابر حسین شاہ بخاری زیرِ تدوین
- تقدیس الوہیت اور امام احمد رضا: علامہ عبدالحکیم شرف قادری کراچی ۹۴ء
- تنزیہ کنزالایمان من خرافات اھل الطغیان: علامہ محمد احسان الحق
- تنقیدات و تعاقبات: ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور ۸۸ء، دہلی ۹۸ء
- توضیح البیان: غلام رسول سعیدی مطبوعہ

(ث)

- ثنائے مصطفےٰ در انداز امام احمد رضا: خواجہ اشرف انجم نظامی جہلم ۹۰ء

(ج)

- جدُّ الممتار کا تعارف: مولانا محمد احمد مصباحی مبارکپور ۹۲ء
- جواھر الایقان فی توضیح کنزالایمان: مولانا محمد حشمت علی قلمی، مملوکۂ صوفی اقبال احمد، بریلی شریف
- جہانِ رضا (اوّل): مرید احمد چشتی ۸۱ء
- جہانِ رضا (دوّم): مرید احمد چشتی

۔ جہانِ رضا، ماہ نامہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی لاہور مئی ۹۱ء تا ۲۰۰۰ء

نوٹ: جولائی اگست ۲۰۰۰ء تک کل شمارے ۸۸ ہیں۔ چونکہ کچھ شماروں میں بلاواسطہ اعلیٰ حضرت پر کوئی مضمون نہیں ہے اس لیے ۸۰ شمارے شمار میں لائے جاتے ہیں۔ اگر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب تمام شماروں کی تفصیل اور ان کے مضامین کی فہرست کسی شمارہ میں شائع فرمادیں تو صحیح تعداد پیش کی جاسکتی ہے۔

(چ)

۔ چودھویں صدی کا مجدد کون؟: علامہ سید احمد سعید کاظمی

۔ چودھویں صدی کا مجدد کون؟: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری غیر مطبوعہ

۔ چودھویں صدی کے مجددِ اعظم؟: محمد ظفرالدین رضوی، بہاری کٹیہار ۹۰ء

۔ چودھویں صدی کے مفکرِ اعظم: محمد ظفر اقبال نوری

۔ چودھویں صدی ہجری کی ایک عظیم شخصیت: پروفیسر محمد یوسف صابر لاہور

(ح)

۔ حافظِ ملت اعلیٰ حضرت: مدیر اعلیٰ ظہیرالدین قادری ماہ نامہ، استقامت کانپور دسمبر ۷۵ء

۔ حجت رضا: علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہانپوری لاہور ۹۳ء

۔ حدائق بخشش، حصہ سوم: مولانا محمد محبوب علی خاں مطبوعہ

۔ حدائق بخشش کا تحقیقی اور ادبی جائزہ: علامہ شمس احمد بریلوی مطبوعہ

۔ حضرت امام احمد رضا: علامہ اختر شاہ جہان پوری لاہور ۹۵ء

۔ حضرت مجدد الف ثانی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا: غلام مصطفےٰ قادری لاہور

۔ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی: محمد مرید احمد چشتی

۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نمبر: روزنامہ سعادت لائل پور ۹ر مارچ ۷۵ء

۔ حکایاتِ رضویہ: مفتی محمد خلیل خاں برکاتی الہ آباد ۸۱ء

۔ حکیم الامت اور مولانا احمد رضا خاں: منشی عبدالرحمٰن

۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) اوّل: علامہ مفتی ظفرالدین رضوی مطبوعہ

۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد دوّم: علامہ محمد ظفرالدین رضوی بہاری

۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد سوم: علامہ محمد ظفرالدین رضوی بہاری

۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد چہارم: علامہ محمد ظفرالدین رضوی بہاری

۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت پر ایک نظر: محمد توفیق احمد نعیمی زیر ترتیب

۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی (۸۷ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد

- حیاتِ امام اہل سنّت (۷۹ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد — ۸۴ء لاہور
- حیاتِ امام اہل سنّت (سندھی): مترجم: ڈاکٹر محمد عبدالرسول بلوچ — کراچی ۸۷ء
- حیاتِ طیبہ: ڈاکٹر سید حامد علی قادری — کراچی ۷۹ء
- حیاتِ فاضل بریلوی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — لاہور ۸۲ء/ممبئی ۱۴۱۰ھ
- حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۱۹۸۰ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد — ۸۱ء لاہور/ ۸۲ء ممبئی

(خ)

- خصائصِ کنزالایمان: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری — لاہور ۸۸ء
- خطباتِ یومِ رضا: محمد عالم مختار حق صاحب — لاہور
- خلفاے امام احمد رضا: مولانا عبدالستار طاہر — لاہور
- خلفاے محدّث بریلوی علیہ الرحمہ: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — ۹۸ء لاہور
- خوانِ رحمت: الحاج بشیر حسین ناظم اسلام آباد ۹۲ء — لاہور ۹۳ء
- خیابانِ رضا (مؤلفہ ۱۹۷۷ء) جلد اوّل: محمد مرید احمد چشتی — لاہور
- خیابانِ رضا (مؤلفہ ۷۷ء) جلد دوّم: محمد مرید احمد چشتی — لاہور

(د)

- داستانِ رضا (مجموعہ مقالات): محمد توفیق احمد نعیمی اشرفی — غیر مطبوعہ
- داستانِ رضا: پروفیسر محمد یوسف صابر
- دائرۂ معارف رضا: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — کراچی ۸۱ء
- الدرة البیضاء فقه الشاه احمد رضا: مولانا فیض احمد اویسی
- دعوتِ حق: علامہ ارشد القادری
- دعوتِ فکر: نذیر احمد میر پانپور، کشمیر — پانپور ۹۱ء
- دل کی آشنائی: علامہ ارشد القادری
- دور حاضر میں بریلوی اہل سنّت کا علامتی نشان: علامہ ارشد القادری — مطبوعہ
- دفاعِ کنزالایمان، حصہ اوّل: علامہ اختر رضا خاں ازہری — بریلی ۸۹ء
- دفاعِ کنزالایمان حصہ دوّم: علامہ محمد اختر رضا خاں ازہر — قلمی
- دور الشیخ احمد رضا الهندی: تعریب: مولانا ممتاز احمد سدیدی — کراچی ۹۵ء
- دیوبندی ترجموں کا آپریشن: مولانا محبوب علی خاں — ممبئی

(ذ)

- ذکرِ رضا (۱۹۲۱ء): مولانا محمود جان جودھپوری مطبوعہ
- ذکرِ رضا (۱۹۸۵ء): صاحبزادہ محمد نور المصطفےٰ ۸۷ء دہلی

(ر)

- رانچی میں یوم رضا: علامہ محمد احمد مصباحی مبارکپور
- ......ردِّ منکرات: مولانا مبین الہدیٰ نورای مطبوعہ
- رسالہ درعلمِ لوگارثم کا تحقیقی جائزہ: پروفیسر ابرار حسین
- رسائلِ رضویہ جلد اوّل: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری ۷۴ء
- رسائلِ رضویہ جلد دوّم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری ۷۴ء
- رضا بریلوی (۷۷ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- رضا گائیڈ بک: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی
- رضا نمبر: پندرہ روزہ "الحسن" پشاور پشاور ۷۵ء
- رہبرِ ملت حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی: شائستہ زرین ایم۔اے لاہور ۹۵ء
- رہبر و رہنما: ڈاکٹر محمد مسعود احمد ۸۷ء کراچی/ دہلی
- سجدۂ تعظیمی، تحقیقِ اعلیٰ حضرت: مولانا محمد صدیق ہزاروی
- سرتاج الفقہاء: ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور
- سُنّت و بدعت، تحقیقِ اعلیٰ حضرت: مولانا محمد صدیق ہزاروی
- سلامِ رضا (تضمین وتفہیم وتجزیہ): پروفیسر منیر الحق کعبی، گجرات (پاکستان) ۹۵ء
- سلامِ رضا کے چند اشعار: علامہ محمد جلال الدین قادری ۹۸ء
- سلامِ رضا تضمین وتفہیم وتجزیہ کا تنقیدی جائزہ: مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مطبوعہ
- سوانح اعلیٰ حضرت: مولانا صابر القادری نسیم بستوی
- سوانح اعلیٰ حضرت: حکیم محمد حسین بدر
- سوانح اعلیٰ حضرت: مولانا محمد حنیف ازہر
- سوانح امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی: مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی ۶۳ء/ ۶۸ء
- سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی: شاہ مانا میاں قادری کراچی ۷۰ء
- سوانح سراج الفقہاء: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہور ۷۲ء
- سوغاتِ رضا: لاہور ۸۳ء

- سیرتِ اعلیٰ حضرت: مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلی ۸۳ء
- سیرتِ اعلیٰ حضرت (مختصر): مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی اندور
- سیرتِ امام احمد رضا (مؤلفہ ۷۵ء): علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری لاہور/ بھیونڈی ۹۴ء

(ش)

- شاہ احمد رضا: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری قلمی
- الشاہ احمد رضا بریلوی: مفتی غلام سرور قادری ساہیوال
- شاہ ولی اللہ مودمنٹ اور امام احمد رضا: پروفیسر شفیق علی خاں
- شرح سلام رضا: مفتی محمد خاں قادری لاہور ۹۳ء
- شرح حدائق بخشش، جلد اوّل تا دہم: علامہ فیض احمد اویسی مطبوعہ

نوٹ:۔ کُل پچیس (۲۵) جلدیں ہیں۔

- شرح قصیدۂ رضا: علامہ شمس بریلوی/ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی
- شذرات علی کنز الایمان: ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- شمع رضا (۱۳۱۱ھ): علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری قلمی
- شہزادۂ اعلیٰ حضرت: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کراچی ۹۰ء
- الشیخ احمد رضا خان البریلوی (معرّبہ): مولانا محمد عارف لاہور ۹۱ء
- شیشے کے گھر: علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہور ۸۶ء

(ض)

- ضیائے کنز الایمان: مولانا غلام رسول سعیدی لاہور ۸۷ء

(ط)

- طنزیاتِ رضا: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف قلمی

(ع)

- عاشقِ رسول: ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور ۷۶ء
- عالمِ اسلام کا محتاط مفکر: مولانا سید شاہد علی رام پور ۸۴ء
- عالمی جامعات اور امام احمد رضا: ڈاکٹر محمد مسعود احمد صادق آباد ۹۰ء/ پٹنہ ۹۱ء
- عربی زبان و ادب میں مولانا احمد رضا کا حصہ: ڈاکٹر محمود حسین بریلوی
- عرفانِ رضا: ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان مبارکپور

- عرفانِ رضا در مدحِ مصطفیٰ، اوّل: مولانا عبدالستار ہمدانی — پوربندر
- عرفانِ رضا در مدحِ مصطفیٰ، دوّم: مولانا عبدالستار ہمدانی — پوربندر
- عُشاقِ رسول کا میرِ کارواں: ڈاکٹر محمد مالک
- العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کا موضوعاتی جائزہ: پروفیسر مجید اللہ قادری — کراچی ۸۸ء
- عقاید اعلیٰ حضرت: محمد فاروق
- العلامۃ احمد رضا البریلوی (مُعَرَّب): مولانا محمد عارف اللہ مصباحی — لاہور ۹۱ء
- علامہ مدنی میاں کے شبہات کا ازالہ: علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی بنام مولانا نوشاد عالم حنفی — مطبوعہ
- علامہ وصی احمد محدث سورتی اور امام احمد رضا بریلوی: سید صابر حسین شاہ بخاری — مطبوعہ کراچی
- علمائے عرب کے خطوط فاضلِ بریلوی کے نام: مولانا محمد شہاب الدین رضوی — ممبئی ۹۶ء
- علومِ جدیدہ و قدیمہ اور امام احمد رضا (۸۰ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد — لاہور ۹۰ء

(غ)

- غریبوں کے غم خوار (کتابچہ): ڈاکٹر محمد مسعود احمد — کراچی/ممبئی
- غریبوں کے غم خوار (سندھی): مترجم: جاوید اقبال نورانی — کراچی ۹۲ء

(ف)

- فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات: ڈاکٹر محمد مسعود احمد — لاہور ۷۱ء
- فاضلِ بریلوی اور امورِ بدعت: سید محمد فاروق القادری — لاہور ۸۱ء/ممبئی ۸۹ء
- فاضلِ بریلوی امام احمد رضا مقالات کی روشنی میں: زین العابدین ڈیروی مشمولہ جہانِ رضا مئی ۹۷ء
- فاضلِ بریلوی اور احترامِ سادات: سید فرہاد حسین جعفری — بریلی ۹۷ء
- فاضلِ بریلوی اور اصولِ حدیث: محمد خالد نوشاہی
- فاضلِ بریلوی اور اصولِ فقہ: شوکت علی قادری
- فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات (سندھی): مولانا محمد مومن رضوی حصیر، تھرپارکر — ۹۱ء
- فاضلِ بریلوی اور شریعت کی پاسداری: محمد توفیق احمد نعیمی مملوکۂ حجاز جدید دہلی
- فاضلِ بریلوی اور علمِ طبیعات: غلام مصطفیٰ
- فاضلِ بریلوی اور نعت رسول عربی: محمد توفیق احمد نعیمی — قلمی
- فاضلِ بریلوی پر تحقیقی کام: پروفیسر فیاض احمد — قلمی
- فاضلِ بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں (۷۱ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد — متعدد ایڈیشن
- فاضلِ بریلوی علمائے کی حجاز کی نظر میں (انگریزی): پروفیسر عبدالرشید — بھارت ۹۱ء

- فاضلِ بریلوی کا حافظہ: مولوی انوار احمد
- فاضلِ بریلوی کا فقہی مقام: علامہ غلام رسول سعیدی لاہور ۷۵ء
- فاضلِ بریلوی کا مسلک: مطبوعہ
- فاضلِ بریلوی کے فقہی مقام کی حیثیت: مولوی حامد میاں
- فاضلِ بریلوی کے معاشی نکات: پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی لاہور ۷۷ء/ بھارت
- فتاویٰ اعلیٰ حضرت: ابوالخیر قریشی (دیوبندی) دیوبند
- فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی مطالعہ: مفتی محمد مکرم کراچی ۹۰ء
- فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ عالمگیر کا مطالعاتی جائزہ: علامہ شمس احمد بریلوی
- فتاویٰ رضویہ کی انفرادی خصوصیات: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ممبئی
- فتاویٰ رضویہ کی سیاسی اہمیت: پروفیسر اسحاق مدنی کراچی ۹۰ء
- فقیہہ اسلام (۱۹۷۹ء): ڈاکٹر حسن رضا خاں، الہ آباد ۸۱ء/ کراچی ۸۴ء
- فقیہہ اسلام امام احمد رضا بریلوی بحیثیت مرجع علما: مولانا خادم حسین رضوی
- فقیہہ اسلام بحیثیت عظیم شاعر و ادیب: پروفیسر مجید اللہ قادری کراچی ۹۱ء
- فقیہہ العصر (معربہ): مترجم: مفتی محمد نصر اللہ خاں افغانی کراچی ۹۳ء
- فنِ تفسیر میں امام احمد رضا کا مقامِ امتیاز: علامہ ارشد القادری دہلی
- فنِ حدیث میں امام احمد رضا کی خدمات: پروفیسر ایس، ایم خالد الحامدی
- فیصلۂ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ (۱۳۷۵ھ): مولانا محمد عزیز الرحمٰن لاہور ۸۴ء/ ممبئی
- فیضانِ احمد رضا، اوّل: مولانا سلمان احمد جاہدی تونسوی مطبوعہ سنبھل ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
- فیضانِ اعلیٰ حضرت: نذیر احمد چشتی نورانی
- فیضانِ رضا نمبر: ماہ نامہ "نعت" لاہور اگست ۹۱ء
- فیضِ رضا: عبدالجبار رحمانی

(ق)

- قرآن، سائنس اور امام احمد رضا: پروفیسر مجید اللہ قادری کراچی ممبئی ۸۹ء/ جہلم ۹۰ء
- قرآن، سائنس اور امام احمد رضا: ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی جہلم ۹۰ء/ چکوال ۹۱ء
- قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی: مولانا قاری رضاء المصطفےٰ سکھر/ کلکتہ
- قرآن مجید کے اردو تراجم پر ایک طائرانہ نظر: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری
- قصیدۂ معراجیہ پر تحقیقی مقالہ: مرزا نظام الدین بیگ جام بنارسی کراچی

- قلم جو بادشاہ (سندھی): صاحبزادہ محمد زین العابدین راشدی

(ک)

- کثیر الالقاب عالمِ دین: محمد توفیق احمد نعیمی قلمی
- کراماتِ اعلیٰ حضرت: صوفی اقبال احمد نوری بریلی
- کلام الامام (۷۸ء) اب بنام "تنقیدات وتعاقبات (۸۳ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلی ۹۸ء
- کلامِ رضا: اصغر حسین خاں/ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ مبارکپور ۸۲ء
- کلامِ رضا اور صحابہ کی ثناء: قاضی عبدالدائم لاہور
- کلامِ رضا کے نئے تنقیدی زاویے: مولانا عبدالنعیم عزیزی بریلی ۸۸ء
- کنزالایمان اربابِ علم و دانش کی نظر میں (۸۹ء): مولانا محمد عبدالستار طاہر لاہور ۹۳ء
- کنزالایمان اور اردو تراجم کا جائزہ: مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی
- کنزالایمان اور دیگر معروف تراجم قرآن (۹۳ء): پروفیسر مجید اللہ قادری کراچی ۹۸ء
- کنزالایمان پر پابندی کیوں؟: ضیاء الرحمٰن فاروقی
- کنزالایمان تفاسیر کی روشنی میں: مولانا محمد صدیق ہزاروی لاہور ۸۸ء
- کنزالایمان علمائے حق کی نظر میں: اعجاز اشرف انجم
- کنزالایمان کا اردو متراجم میں مقام: پروفیسر محمد طاہر القادری
- کنزالایمان کا تنقیدی جائزہ: مولوی محمد اقبال نعمانی
- کنزالایمان کی ادبی جھلکیاں: ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- کنزالایمان کی فنی حیثیت: ڈاکٹر محمد طاہر القادری
- کنزالایمان کے خلاف سازش اور اس کے مثبت جواب: مولانا عبدالستار خاں نیازی لاہور ۸۳ء
- کیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور مولوی اشرف علی تھانوی ایک ساتھ دیوبند میں پڑھے تھے: (اردو، ہندی، انگریزی) مولانا عبدالستار ہمدانی ممبئی ۹۸ء

(گ)

- گلستانِ رضا: احمد بشیر رضوی
- گلشنِ رضا: حافظ محمد طاہر رضوی لاہور
- گناہِ بے گناہی (۱۹۸۰ء): ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور ۸۳ء
- گناہِ بے گناہی (سندھی) مترجم: مولانا محمد مومن رضوی حصیر سندھ ۸۸ء
- گناہِ بے گناہی (انگریزی): مترجم: پروفیسر عبدالقادر کراچی ۹۰ء

- گویا دبستاں کھل گیا: ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور ۹۰ء
- گویا دبستاں کھل گیا: پروفیسر زین العابدین صدیقی افریقہ ۹۲ء

(م)

- مجاہد اعظم اور مجددِ اعظم: ملک محمد اکبر خاں
- المجدد احمد رضا: مولانا یٰسین اختر مصباحی
- مُجددِ اسلام بریلوی (۱۳۷۹ھ): مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی ۱۹۶۷ء
- مجددِ اسلام: ڈاکٹر محمد ہارون برطانیہ
- مجددِ اعظم: پروفیسر سجاد بریلوی
- مجددِ اعظم: ماہ نامہ ''تجلیات'' ناگپور (مولانا غلام محمد خاں رضوی) جون ۶۶ء
- مجددِ اعظم: ماہ نامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف ۶۶ء
- مجددِ الف ثانی، امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ: ڈاکٹر مجید اللہ قادری/محمد مسرور احمد کراچی ۹۹ء
- مجددِ الف ثانی اور اعلیٰ حضرت: غلام مصطفےٰ مجددی لاہور ۹۶ء
- مُجَدِّدُ الاُمّۃ (عربی): مفتی پروفیسر سید شجاعت علی قادری کراچی ۷۹ء
- مجددِ برحق: مولانا محمد اقبال قادری
- مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں: محمد طفیل سالک کراچی
- مجددِ ملت: غلام مصطفےٰ مصطفوی لاہور ۷۹ء
- مجموعۂ اعمالِ رضا: قاضی عبدالرحیم بستوی مفتی رضوی دارالافتاء بریلی بریلی
- محاسنِ کنزالایمان (۱۹۷۴ء): ملک شیر محمد خاں اعوان لاہور ۹۹ء
- محبانِ رضا: محمد مرید احمد چشتی لاہور ۸۱ء
- محبتِ رسول: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری
- محدثِ بریلوی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی ۹۳ء
- مختصر سوانح امام اہلِ سنّت: پروفیسر فیاض احمد کاوش صادق آباد ۹۰ء
- مدائحِ اعلیٰ حضرت: مولانا سید ایوب علی رضوی
- مرآۃ النجدیۃ: مفتی محمد اختر رضا خاں ازہر قادری بریلی شریف
- مسلکِ اعلیٰ حضرت (عربی): مفتی سید شجاعت علی قادری زیرِ تدوین
- مسلکِ اعلیٰ حضرت: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی مطبوعہ ممبئی
- مسلکِ امام احمد رضا: مولانا حنیف خاں رضوی زیرِ تدوین

- مشائخ چشت اور امام احمد رضا: مولانا رحمت اللہ صدیقی مطبوعہ بہار
- مشعلِ راہ: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری
- مضامین القرآن فی کنزالایمان (دو جلدیں): عالم فقری لاہور
- مطالب قرآن فہرس مضامین خزائن العرفان علیٰ کنزالایمان: علامہ عبدالحکیم شرف قادری
- مقالہ بر کنزالایمان: پروفیسر محمد اسلم فرخی
- معارف رضا (رضوی انسائیکلو پیڈیا ۷۲ء) اوّل: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مطبوعہ کراچی
- معارف رضا، دوّم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مطبوعہ
- معارف رضا، سوّم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مطبوعہ
- معارف رضا، چہارم: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مطبوعہ
- سالنامہ معارف رضا، کراچی: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۸۱ء تا ۲۰۰۰ء ۱۹ شمارے
- ماہ نامہ معارف رضا، کراچی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا جنوری ۲۰۰۰ء تا دسمبر ۲۰۰۰ء ۱۲ شمارے
- معارف کنزالایمان: مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی ۹۴ء
- مقالات یوم رضا، اوّل: قاضی عبدالنبی کوکب و حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور ۶۸ء
- مقالات یوم رضا، دوّم: قاضی عبدالنبی کوکب لاہور ۶۸ء
- مقالات یوم رضا، سوّم: قاضی عبدالنبی کوکب لاہور ۷۱ء
- مقالہ بر کنزالایمان: پروفیسر محمد اسلم فرخی
- مقامِ رضا: مولانا خادم حسین
- مقامِ مجددِ اعظم (۱۳۰۹ھ): محدث اعظم ہند مطبوعہ
- مکتوبات امام احمد رضا: مولانا محمود احمد قادری لاہور ۹۶ء/ممبئی ۹۰ء
- مکتوبات امام احمد رضا، دوّم (مع تنقیدات و تعاقبات): مولانا محمود احمد قادری ۸۸ء/ دہلی ۹۸ء
- منازلِ انتخاب: مولوی محمد انتخاب قدیری مراد آباد
- مناقب اعلیٰ حضرت (منظوم): مولانا محمد انور علی نان پارہ (بریلی شریف) بریلی
- مناقب اعلیٰ حضرت: خالد لودھی
- مناقب اعلیٰ حضرت: محمد صادق قصوری
- مناقب رضا: محمد مرید احمد چشتی
- منظوم سیرت احمد رضا خاں بریلوی: محمد سیف قادری مجاہد بریلوی اسلام پورہ ۹۱ء
- منظوم سیرتِ اعلیٰ حضرت: مولانا محمد حنیف ازہر لاہور

ـ من هو احمد رضا (عربی): پروفیسر مفتی شجاعت علی قادری کراچی ۸۲ء
ـ موازنہ تراجم قرآن: حاجی نواب الدین گولڑوی مطبوعہ
ـ مولانا احمد رضا بریلوی (سندھی): مترجم: مولانا عبدالمصطفےٰ لاہور
ـ مولانا احمد رضا بریلوی کی دینی خدمات: محمد عاشق چغتائی
ـ مولانا احمد رضا بریلوی کی شاعری: ڈاکٹر فرمان فتح پوری
ـ مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت گوئی (۷۲ء): پروفیسر بشیر احمد قادری غیر مطبوعہ
ـ مولانا احمد رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ): مظہر عرفانی کراچی/ دہلی
ـ مولانا احمد رضا اور اُن کے مُعاصر علمائے اہل سُنّت کی علمی و ادبی خدمات: ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی کراچی، دہلی
ـ مولانا احمد رضا خاں اور تحریک آزادی برصغیر: پروفیسر محمد سلیمان اظہر
ـ مولانا احمد رضا خاں بحیثیت سیاست داں: ڈاکٹر محمد مسعود احمد اسلام آباد ۷۹ء
ـ مولانا احمد رضا خاں بریلوی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد ۷۹ء لاہور
ـ مولانا احمد رضا بریلوی اور ان کی فقہی خدمات: پروفیسر غلام مصطفےٰ غیر مطبوعہ
ـ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی سیرت اور تصنیفی کام: ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ـ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت اور شاعری: مشتاق احمد قادری
ـ مولانا احمد رضا کا نعتیہ کلام:
ـ مولانا احمد رضا خاں کی فقہی خدمات: پروفیسر انوار احمد
ـ مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی ۸۳ء
ـ مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری: ملک شیر محمد خان اعوان لاہور ۸۳ء
ـ مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری: ڈاکٹر رفیع اللہ
ـ مولانا احمد رضا کی خدماتِ علوم حدیث کا تحقیقی جائزہ: مولانا منظور احمد سعید مقالۂ پی ایچ ڈی کراچی یونیورسٹی
ـ مولانا احمد رضا کی عربی شاعری: ڈاکٹر سید حامد علی خاں
ـ مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری (ایک تحقیقی مطالعہ): مولانا سراج احمد بستوی مقالۂ ڈاکٹریٹ دہلی
ـ مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کا مختصر سوانحی خاکہ: ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ـ مہر درخشاں: مولانا یٰسین اختر مصباحی دہلی

(ن)

- نادرِ زمن ہستی امام احمد رضا محدث بریلوی: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری — حیدرآباد ۹۱ء
- نائب غوث الوریٰ: محمد حنیف ازہر — ساہیوال ۹۹ء
- نغمۃ الروح (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء): سیٹھ عبدالستار اسماعیل رضوی — کانپور
- نورانی لمحات: مفتی محمد حبیب یار خاں — مطبوعہ
- نومسلم انگریزوں پر امام احمد رضا کے اثرات: ڈاکٹر محمد ہارون — برطانیہ

(و)

- واصفِ شاہِ ہدیٰ: علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری — قلمی
- واقعاتِ رضا: مولانا احمد حسین الحیدری
- وثائق بخشش شرح حدائق بخشش: مولانا غلام یٰسین اعظمی — کراچی ۷۶ء
- وصایا شریف اعلیٰ حضرت: مولانا حسنین رضا خاں — مبارکپور ۸۳ء
- وہندہ دریا (پنجابی): غلام مصطفےٰ مجددی — لاہور

(ی)

- یادِ اعلیٰ حضرت: علامہ عبدالحکیم شرف قادری — ہری پورہ ۶۸ء
- یادگارِ رضا، سالنامہ: مولانا شہاب الدین رضوی — ممبئی ۹۴ء تا ۲۰۰۰ء ۷ شمارے

Some List of English Books

O A'la Hazra at a glance: By Prof. Zahoor Afsar Bareilvi, Published

O A'la Hazra as a Scientist: By Prof. Zahoor Afsar Bareilvi, Published 1993

O Islamic Concept of Knowledge: By Dr. Hanif Akhtar Fatimi (London University) Published

O Imam Ahmad Raza and British Converts to Islam: By Ahmad Andrews Published

O The Neglected Genius of the East: By Dr. Muhammad Masood Ahmad Published 1973

O The World Importance of Imam Ahmad Raza: By Dr. Muhammad Haroon, Published

O Had A'la Hazrat Imam Ahmad Raza & Maulvi Ashraf Ali Thanvi studied at Deoband: By Allama Abdus Sattar Hamdani, Published

تبصرۂ کتب:

کلیاتِ مکاتیب رضا: بے شک ایک بڑا کام ہے

سید رکن الدین اصدق چشتی

چیف ایڈیٹر "جامع شہود" بہار شریف، نالندہ، بہار

جامع کمالات شخصیتوں کے زرنگار قلم سے وقتاً فوقتاً جب مکتوبات حنیز تحریر میں آتے ہیں، تو وہ محرر کی زندگی کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ ان مکتوبات میں وہ سب کچھ مل جاتا ہے، جو ان کی مجمع البحرین ذات کی سیرت و سوانح مرتب کرنے کے لیے مطلوب ہوتا ہے اور ایک فنکار ان مکتوبات کی روشنی میں محرر کی سوانح حیات مرتب کر ڈالتا ہے۔ اس لیے کہ ان میں علمی گہرائی و گیرائی بھی ہوتی ہے اور اخلاقی قدریں بھی۔ جو دت طبع بھی ہوتی ہے اور فکر کی بلندیاں بھی۔ خیال خاطر احباب کی لذت بھی ہوتی ہے اور خردہ نوازی کی جلوہ سامانیاں بھی۔ اسلاف کی عقیدت کا عنصر بھی ہوتا ہے اور صالح عقاید و نظریات کی جھلکیاں بھی۔ اقربا کے درد و محبت کا پہلو بھی ہوتا ہے اور جماعتی درد و کرب کی اثر انگیزیاں بھی۔

اولیاے محققین کے مکتوبات کی جمع و ترتیب کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ اس لیے کہ ان کے مکتوبات ان کی کسی بھی تصنیف سے عوام کے لیے کم نفع بخش نہیں۔ کتاب کسی خاص موضوع کو محیط ہوتی ہے اور مکتوبات کا مجموعہ رنگا رنگ پھولوں کا گلدستہ ہوتا ہے۔ کوئی پھول کسی کے نازک طبع کو راس آتا ہے اور کوئی پھول کسی کے افتاد طبع کے موافق ہوتا ہے۔ المختصر یہ کہ افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بلا شبہ مکتوبات اہل دل اور اہل قلم عوام و خواص سبھوں کیلیے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔

لیکن باکمال شخصیتوں کی پچاس ساٹھ سالہ طویل زندگی میں پھیلے ہوئے علمی و دینی خطوط کے جمع اور ترتیب کا کام بڑا دشوار ہے۔ کب کب، کہاں کہاں اور کس کس کے نام خطوط لکھے گئے اور کہاں کہاں وہ اب تک محفوظ ہیں۔ تقریباً ایک صدی بعد یہ معلوم کر کے ان کی فراہمی کس قدر مشکل مرحلہ ہے، شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ایسے عزم صمیم کا پیکر، جو جنون کی حد تک اس کام سے دلچسپی رکھتا ہے۔ وہی یہ صبر آزما کام انجام دے سکتا ہے۔

دسمبر ۲۰۰۶ء کے عشرۂ اخیرہ میں بمبئی کے سفر کے دوران عزیز گرامی مولانا حافظ سید سیف الدین اصدق چشتی کے بدست کلیات مکاتیب رضا، کی دو ضخیم جلدیں گرامی قدر مولانا ڈاکٹر جابر شمس مصباحی کے مکتوب کے ساتھ دستیاب ہوئیں۔ کتاب دیکھتے ہی مجھے کام کی اہمیت کے ساتھ ساتھ مرتب کی عرق ریزیوں کا بھی اندازہ ہوگیا۔ میں اپنے سفر کی طوفانی مصروفیات اور مشاغل کے ہجوم کے باعث کتاب کو بالا

ستعاب نہ دیکھ پایا۔

کتاب پر تاثر و تبصرے کا حق تو اس وقت ادا ہوتا، جب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز کے اکثر مکاتیب کے خصائص بیان کیے جاتے اور جگہ جگہ سے آپ کی پُر نور تحریروں کی جھلکیاں دکھائی جاتیں۔ مگر افسوس اس بے بضاعت سے ایسا ممکن نہ ہوسکا۔ سرسری طور پر چند اوراق ہی دیکھ پایا اور بالکل رواں دواں انداز میں یہ چند سطریں سپرد قلم کرسکا۔

اس سلسلے میں میری سب سے بڑی مجبوری یہ ہے کہ میں ان دنوں کئی سو صفحات پر مشتمل "حیاتِ اصدق" نامی کتاب کی ترتیب میں مصروف ہوں۔ جس کا آستانہ چشتی چمن کے سالانہ عرس اپریل ۲۰۰۷ء میں اجرا ہونا ہے۔ تقریباتِ عرس کی تاریخیں قریب آتی جارہی ہیں اور کام ابھی بہت باقی ہے۔ اس لیے کسی اور طرف توجہ دینے کا چنداں موقع نہیں ہے۔ اگر تنگی وقت کا یہ عارضہ لاحق نہ ہوتا، تو میں اپنے فہم ناقص کے مطابق تبصرے کا کچھ حق ادا کر پاتا۔

اعلیٰ حضرت کو معتوب کرنے والوں سے میں اتنی گذارش کروں گا کہ وہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نام لکھے گئے چند مکتوب کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرلیں۔ جس کی سطر سطر اس بات کی گواہ ہے کہ یہ مکتوب صرف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے پیش نظر معرضِ تحریر میں آئے ہیں۔ کفری عبارتوں سے توبہ و رجوع کا مطالبہ صرف اس لیے ہے کہ امت مرحومہ کو افتراق و انتشار سے بچایا جاسکے اور ملت کا شیرازہ منتشر نہ ہونے پائے اور سچ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی ہٹ اور ضد کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی یہ حق بداماں آرزو پوری نہ ہوسکی۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نام حلّت غراب کے مسئلے پر جو خطوط تحریر کیے گئے ہیں۔ اس میں بھی نفسیانیت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ایک خالص شرعی اور فقہی مسئلے کی حنفی اصولوں پر وضاحت طلب کی گئی ہے۔ ایک حرام پرندے کو زبردستی حلال ثابت کرنے کی رشیدی فتویٰ میں جو کوشش کی گئی ہے۔ اس کوششِ ناکام پر اعلیٰ حضرت نے چالیس علمی و فکری سوالات اس لیے قائم کیے ہیں کہ قائل کو حلّت غراب (کوا حلال) کے مسئلے سے توبہ اور رجوع پر آمادہ کیا جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان سوالات سے اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت، تبحر علمی اور جرح و تعدیل کی بے محابا صلاحیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

لیکن افسوس! مولوی صاحب موصوف کی "انا" قبولِ حق میں مانع رہی اور وہ ایک ایسی چیز کو حلال کہہ کر چلے گئے کہ آج ان کے اتباع (ماننے والے) بھی کھلے عام اسے حلال کہنے کی ہمت نہیں کرتے اور نہ ہی اس حکم پر عمل کر کے عوام کو دکھا سکتے ہیں۔ کتنے بے باک ہیں وہ لوگ، جو جرم کرنے والوں کی پکڑ نہیں کرتے۔ جرم کے ارتکاب پر جس نے پوچھ دیا کہ ایسا کیوں؟ اسی کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔

شاگردوں اور عزیزوں کے نام جو خطوط ہیں۔ان میں اخلاصِ عمل اور اصلاحِ باطن کا وافر سرمایہ موجود ہے۔ عالم اگر قناعت پسند طبیعت نہ پائے اور حرصِ دنیا سے دامن کش نہ ہو، تو خدمتِ دین میں ہرگز اخلاصِ عمل نہیں پایا جاسکتا۔ صوفیا اپنے مریدوں کو اسی اخلاص کی مے پلایا کرتے تھے،تو وہ خلوص کے پیکر بن کر ہدایت خلق کا سامان بن رہے تھے اور اساتذہ اپنے تلامذہ کو اخلاص کے سانچے میں ڈھالا کرتے تھے،تو دین پرور علما پیدا ہو رہے تھے۔

مکاتیب رضا پر جب آپ نظر کریں گے، تو دنیا اور طمع دنیا سے اجتناب کی تعلیم کے حسین نمونے بھی نظر آئیں گے اور متقدمین کی تعلیمات کا عکس اُس میں بہت نمایاں نظر آئے گا۔ ملک العلما حضرت مولانا شاہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے مکتوب کے جواب میں یوں رقم طراز ہیں:

''آپ کا خط دربارۂ پریشانی دنیا آیا تھا۔ ہفتے ہوئے، اس کا جواب آج دوں، آج دوں، مگر طبیعت علیل، بار بار بخار کے دورے اور اعدائے دین کا ہر طرف سے ہجوم، ان کے دفاع میں فرصت معدوم، علاوہ اس کے سو سے زاید جواب فتاویٰ کے، اس مہینے میں چار رسالے تصنیف کر کے بھیجنے ہوئے، میری تنہائی اور ضعف کی حالت معلوم۔

اس سے اعتماد رہتا ہے کہ عدم جوابی کو اعذار صحیحہ پر خود محمول فرمائیں گے۔ اس خط کے جواب میں چاہتا تھا کہ آیات و احادیث دربارۂ مذمت دنیا و منع التفات بہ تمول اہل دنیا لکھ کر بھیجوں۔ مگر وہ سب بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے پیش نظر ہیں۔ فلاں کو دست غیب ہے، فلاں کو حیدر آباد میں رسوخ ہے۔ یہ تو دیکھا، یہ نہ دیکھا کہ آپ کے پاس بعونہٖ تعالیٰ علم نافع ہے۔ ثبات علی سُنّت ہے۔ ان کے پاس علم نہیں، یا علم مضر ہے۔اب کون زاید ہے، کس پر نعمت حق بیشتر ہے۔

دنیا سجن مومن ہے۔ سجن میں اتنا آرام مل رہا ہے۔ کیا محض فضل نہیں۔ دنیا فاحشہ ہے۔ اپنے طالب سے بھاگتی ہے اور ہارب کے پیچھے دوڑتی ہے۔ دنیا میں مومن کے لیے قوت کفاف بس ہے''۔

اعلیٰ حضرت کے اس مکتوب کے چند پہلو انتہائی قابل غور ہیں :

اوّلاً یہ کہ ۱۳ رقعدہ ۱۳۳۹ھ کو یہ مکتوب رقم کیا گیا اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو اعلیٰ حضرت کا وصال ہوگیا۔ اس حساب سے موت سے تین ماہ دس دن پہلے مکتوب گرامی تحریر میں آیا۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی مظلوم زندگی آخر دم تک کس قدر مصروف کار تھی۔

ثانیاً یہ کہ ایک نیازمند شاگرد کے خط کے جواب میں کچھ تاخیر ہوئی۔ اس کی کئی مجبوریاں بیان کرنے کے بعد فرمایا ''عدم جوابی کو اعذار صحیحہ پر خود محمول فرمائیں گے'' اس جملے میں فروتنی، انکسار اور خردہ نوازی کا جذبہ کس قدر نمایاں ہے۔ یہ کسی بھی اہل نظر سے مخفی نہیں۔

ثالثاً یہ کہ ’’ یہ تو دیکھا، یہ نہ دیکھا، کے بعد جو کلمات ارشاد ہوئے ہیں۔ وہ مولائے کائنات علی مُرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس فرمان عالی شان سے کس قدر ہم آہنگ ہیں۔ شاید بتانے کی ضرورت نہیں۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

رَضینا قسمۃ الجبار فینا　　　لَنا علم ’’ و للجھالِ مَالْ

رابعتاً یہ کہ، دنیا بجن مومن ہے، سے آخر تک جو جملے بیاں ہوئے۔ اس سے تنگی اور تنگ دستی کے شکوہ کو دبا کر جذبہ تشکر کو بیدار کیا گیا ہے۔ جو لاریب اِنْ شکرتم لَازیدنکمْ کے فرمان کی طرف مشیر ہے۔

خامساً یہ کہ، دنیا فاحشہ ہے، کہہ کر جو کچھ فرمایا گیا ہے۔ وہ اولیائے محققین کی روشن تحریروں کی طرف راہنما ہے۔ سُلطان المحققین سیدنا شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔’’ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تمام برائیوں کو ایک خانے میں رکھا، جس کی کنجی دنیا کی محبت ہے اور تمام نیکیوں کو اس خانے میں جمع کردیا، جس کی کُنجی ترکِ دنیا ہے۔‘‘ (مکتوبات صدی، ص ۳۶۸)

خط کا آخری جملہ’’ دنیا میں مومن کا قوت کفاف بس ہے‘‘ یہ قناعت کی نہایت حسین و دل آویز تعلیم ہے۔ ان ہی روشن تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ پہلے کے علما دنیا سے گریزاں اور آخرت کے جویاں نظر آتے تھے۔ اب ہر مولوی سرمایہ داروں سے آنکھیں لڑانا چاہتا ہے اور بنگلہ سجانے میں ان کے ہم دوش ہونے کا خواہاں دکھائی دیتا ہے۔

’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ کے طور پر یہ چند باتیں تحریر میں لائی گئیں۔ ورنہ عدیم الفرصتی کے ساتھ ساتھ مجھ بے بضاعت کے اندر اتنی لیاقت کہاں کہ اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کے خصایص مالہ، و ما علیہ بیان کرسکے۔ یہ چند سطریں بھی اس لیے تحریر کی گئیں تا کہ عوام اہل سُنّت یہ جان سکیں کہ فاضل جلیل حضرت مولانا غلام جابر شمس مصباحی نے مکاتیب رضا کو ترتیب دے کر ایک مہتم بالشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ جس کے لیے وہ پوری ملّت کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں اور رضوی اداروں اور اکیڈمیوں کی طرف سے انعام وایوارڈ کے حق دار بھی ہیں۔

مولائے کریم بکرم حبیبہ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم مولانا کے علم وعمر میں برکتیں عطا فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ دین کی خدمات جلیلہ پر تادیر انہیں مامور رکھے۔ خود بھی شاد رہیں، گھر بھی ان کا آباد رہے اور ملّت کی بہار بن کر جماعت پر ہمیشہ چھائے رہیں۔ ع

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

رضا تاثرات

○ محمد صادق رضا مصباحی، المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور

سہ ماہی ''افکار رضا'' ممبئی اپنی دیگر خوبیوں کے ساتھ اس جہت سے بھی قابل قدر ہے کہ وہ اپنے سرورق پر امام احمد رضا کے حوالے سے مخالفین و موافقین دانشوروں کا نظریہ پیش کرتا ہے لیکن اس شمارے کا سرورق اس لیے اور بھی وقیع ہوگیا ہے کہ اس پر مندرج اقتباس کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ ہمیں خوشی اس لیے ہے کہ یہ ہماری بار بار کی گلہ مندی کا نتیجہ ہے ورنہ ہم جیسے لوگوں کی شکوہ گزاریاں تو کسی بھی خانہ میں نہیں رکھی جاتیں۔ بہرحال ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم مارہروی کا یہ اقتباس آئینہ امام احمد رضا سے لیا گیا ہے لیکن اگر زبیر قادری صاحب کو بار خاطر نہ ہو تو ہمیں یہ عرض کرنے کی اجازت ہونی چاہیے کہ یہ حوالہ مکمل نہیں۔

فہرست مضامین کے بعد ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب قلم توڑتے نظر آئے۔ ۹ راشعار پر مشتمل اس نعت کا ہر مصرع چار طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔ اس میں سنبھلی صاحب کا قلم نہ تو شعری قوانین کی سرحدوں سے باہر نکلتا ہے اور نہ ہی شریعت اسلامیہ کے سنتری کو کہیں مزاحم ہونے کا موقع ملتا ہے۔ ایسی نادر کوشش پر سنبھلی صاحب لائق صد مبارک باد ہیں۔ ہم یہ کہہ کر بلا وجہ خطرہ مول لینا نہیں چاہتے کہ سنبھلی صاحب نے یہ نعت اس لیے کہی ہے کہ ''جماعت کے بھولے بھالے افراد کو اپنے شاعر ہونے کا احساس دلایا جائے''۔ یہ نعت ماہ نامہ ''ماہ نور'' دہلی کے غالباً جنوری کے شمارے میں شائع ہو چکی ہے۔

افکار رضا کے قارئین کے لیے جناب خلیل احمد رانا صاحب کا چہرہ کوئی نیا نہیں ہے۔ اس شمارے میں وہ ''راحت قبر'' کا سامان لے کر تشریف لائے ہیں اور مختلف کتابوں سے ''راحت قبر'' کے کچھ نسخے چن کر قارئین کو عنایت کیے ہیں کہ وہ انہیں استعمال کر کے قبر کی تکالیف سے محفوظ رہیں۔ ان کے یہ بہترین نسخے دس صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور مزید چار صفحات پر ان کے مآخذ و مراجع۔ موصوف کا یہ عمدہ انتخاب لائق تعریف ہے۔ حوالوں میں کہیں کہیں استناد کے درجے پر غور نہیں کیا گیا ہے۔

اپنے مضمون کی دوسری سطر میں موصوف نے ایک آیت کریمہ کا جو ترجمہ کیا ہے وہ خالص پاکستانی ترجمہ ہے۔ ص ۸ پر جو دعا تحریر کی گئی ہے اس میں کمپوزنگ کی مہربانی سے ''یا عظیم الخطر'' ہوگیا ہے جب کہ صحیح لفظ ''الخطر'' ہے اور پھر اس کا ترجمہ ''عظیم الشان والے'' بھی غلط ہے، صحیح ''عظیم شان والے'' ہے۔ اسی دعا میں ایک جگہ ''ذالطول والمن'' کا ترجمہ درج نہیں ہے۔ رانا صاحب نے ''یا معروف الاثر'' کا جو ترجمہ فرمایا ہے اس پر اگر نظر ثانی فرمالیں تو بہتر ہو۔ ص ۱۴ پر ۷ نمبر حاشیہ میں رقم طراز ہیں ''فقہ میں پورا ادراک تھا'' اس مقام پر 'ادراک' کا استعمال محل نظر ہے ''درک'' ہونا چاہیے۔

اسلام آباد پاکستان کے جناب حسن نواز شاہ نے خاصا طویل مضمون لکھا ہے۔ ان کا یہ مضمون بڑا تحقیقی معلوم ہوتا ہے۔ ''جہانگیری مشائخ اور بریلوی علما کے درمیان فکری مماثلت اور باہمی تعلقات پر ایک نظر'' کے عنوان سے یہ مضمون ان افکار و نظریات پر برق سوزاں بن کر گر رہا ہے جہاں مسلک اعلیٰ حضرت کو مسلک

اسلاف سے جدا تصور کیا جاتا ہے۔ حسن نواز شاہ صاحب نے جہانگیری مشائخ اور بریلوی علما کے درمیان جس طرح سے نظریاتی مطابقت اور اعتقادی و روایتی موافقت کو جلوۂ عام فرما دیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ اسی سلسلہ کی خانقاہ بھینسوڑی شریف، ضلع رامپور کے آج کے خانوادہ میں دو چار نام مجھے ایسے معلوم ہیں جو اپنے خانوادے کے علمی، فکری اور روایتی قدروں کو صلیب پر لٹکا چکے ہیں۔ یہ نام نہاد پیر ابن الوقتی، مادیت پرستی اور گمراہیت کی بہتی ہوئی گنگا میں ہاتھ دھونا خود کے لیے باعث افتخار تصور کر رہے ہیں۔

اس مضمون میں دو ایک معمولی خامیاں بھی آ گئی ہیں۔ ہماری محدود معلومات میں سلطان شمس الدین کے ساتھ ''التمش'' لاحقہ غلط ہے اور یہ بالکل اجنبی بھی معلوم ہو رہا ہے۔ ہمارا محدود مطالعہ تو اتمش کی تصویب و تائید کرتا ہے اور اسی مقام پر ''اخبار الجمال الملقب بہ اشجار الجمال'' تحریر ہے۔ یہاں ''ب'' کے ساتھ ''ہ'' بالکل زاید ہے بصورت دیگر اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو نحو کی شریعت میں جائز نہیں۔ یہ معمولی خامی عوام تو عوام خواص کے فکر و عمل کی قلمرو میں بھی آزادانہ گھوم رہی ہے اور کوئی ان سے باز پرس نہیں کرتا، اس عبارت کو تو یوں لکھا جائے گا ''...... الملقب باشجار الجمال''۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی اس خامی کی اصلاح بھی ضروری ہے کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے رسائل کے اسما تحریر کرتے ہوئے ص ۲۲ پر دو رسالوں کے ناموں میں کچھ غلطی کر دی ہے۔ ان کے اصل نام یہ ہیں: ا۔ ''ازاحۃ جوانح الغیب عن ازلحۃ اہل العیب'' جب کہ انہوں نے ''ازاحۃ'' اور ''ازلحۃ'' کی جگہ ''لزاحۃ'' تحریر فرمایا ہے۔ ۲۔ ''الجلاء الکامل لعین قذاۃ الباطل'' موصوف نے اس میں ''قذاۃ'' کی جگہ ''قضاۃ'' تحریر فرمایا ہے۔

اس مرتبہ پھر باسنی اور مالے گاؤں کے دونوں ہم نام یعنی غلام مصطفیٰ صاحبان ہمارے سامنے ہیں۔ یہ دونوں حضرات عرصہ سے پرورش لوح و قلم کر رہے ہیں اور مضمون نگاروں کی صف میں اپنا ایک مقام بناتے جا رہے ہیں۔ زیر نظر شمارے میں باسنی کے غلام مصطفیٰ رضوی صاحب نے ''امام احمد رضا اور اصلاح خواتین'' کے متعلق ایک اچھا مضمون قلم بند فرمایا ہے۔ جب کہ مالے گاؤں کے غلام مصطفیٰ قادری صاحب نے ''محدث اعظم ہند۔ حیات اور صدارتی خطبات'' کے حوالے سے بڑا اچھا مضمون قلم بند فرمایا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ دونوں حضرات اپنی تحریری خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرتے رہیں۔

غلام مصطفیٰ قادری صاحب خوش بخت نکلے کہ ہماری ناقص معلومات میں ان کے تمام مندرجات درست ہیں لیکن غلام مصطفیٰ رضوی ہمارے تنقیدی خامہ کے چنگل سے بچ کر نکل جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے ص ۱۴۱ کی آخری سطر میں ''فکری حاشیہ'' کا استعمال کیا ہے۔ بہت دیر تک ہم اس کی گرداب میں پھنسے رہے اور جب باہر نکلے تو ہماری تنقید بر دوش فکر نے یہ فیصلہ سنایا کہ حاشیہ کے ساتھ ''فکری'' کا استعمال غلط ہے اور پھر اس سے لپٹی ہوئی دوسری خامی یہ ہے کہ جس تناظر میں دونوں لفظ تحریر کیے گئے ہیں اس صورت میں ''حاشیہ'' کا استعمال بھی غلط ہوگا۔ رضوی صاحب نے حوالہ کے طور پر اعلیٰ حضرت کی جو عبارت نقل فرمائی ہے وہ ایک مستفتی کے جواب میں ہے۔ حاشیہ کا مفہوم اس سے بہت بعید ہے اور پھر اسی حوالہ کی جو عبارت انہوں نے نقل فرمائی ہے اس میں جگہ جگہ خیانت جھانکتی نظر آ رہی ہے۔ پہلی ہی سطر میں ''اگر عورت حج کو'' رضوی صاحب نے

خود اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ تحریر نہیں کیا ہے۔ رضوی صاحب کو اسے بریکٹ میں لکھنا چاہیے تھا۔ اسی طرح سے ''ہو'' کا اضافہ خود انہیں کی طرف سے ہے۔ تیسری سطر میں ''مقصود صرف یہ ہے۔'' سے پہلے ''کہ'' حذف ہے، چھٹی سطر میں ''...... مجھ پر طلاق بائن ہو'' کے آگے فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت نے یوں تحریر کیا ہے ''یا اگر تو اس سال اس قافلے کے ساتھ حج کو میرے ہمراہ نہ جائے تو مجھ پر طلاق بائن ہو'' لیکن رضوی صاحب نے یہ پوری عبارت حذف کر ڈالی اور آگے کی عبارت تحریر کردی اور آخری سطر کے بعد بھی انہوں نے اعلیٰ حضرت کی عبارت رقم نہیں کی۔ اسی طرح ص ۴۳ پر امام احمد رضا کی جو عبارت انہوں نے نقل کی ہے اس کی چوتھی سطر میں انہوں نے ''بدعت'' لکھا ہے۔ حالانکہ امام احمد رضا نے صرف ''بد'' تحریر فرمایا ہے اور پانچویں سطر میں موصوف نے لکھا ہے ''......مردوں کے ساتھ تنہائی بھی ہوگی ......'' حالانکہ امام احمد رضا کی عبارت میں ''ساتھ'' اور ''تنہائی'' کے درمیان ''اسے'' کا اضافہ ہے۔

رضوی صاحب سے ہماری مؤدبانہ گزارش ہے کہ مضمون لکھنے کے بعد ایک مرتبہ تنقیدی نظر ضرور ڈال لیا کریں ورنہ ایسی غلطیاں سرزد ہوتی رہیں گی اور یہ آپ کے مستند و معتمد ہونے میں بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کردیں گی۔

پچھلے شمارے میں محمد شریف رضا عطاری صاحب نے پانچ حیثیتوں سے اپنی ملاقات کرائی تھی اس بار بھی وہ ہماری سامنے ہیں ''رضا جو دل کو بنانا ہے جلوہ گاہ حبیب'' کے عنوان سے ''اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تواضع و انکساری'' پر انہوں نے ساڑھے پانچ صفحات کا مضمون لکھا ہے۔ ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ آخر پہلی سرخی کا مضمون سے ربط کتنا ہے۔ انہوں نے مختلف کتابوں سے اعلیٰ حضرت کی تواضع کے واقعات و فرمودات جمع کردیے ہیں۔ دو ایک مقام پر حوالہ کے طور ''احیاء العلوم'' کا ذکر بھی کیا ہے۔ ہم عطاری صاحب کی معلومات کے لیے عرض کردیں کہ امام غزالی کی اس کتاب کا اصل نام ''احیاء علوم الدین'' ہے۔

محمد اسلم رضا قادری صاحب نے اپنے مضمون ''حضور مفتی اعظم: تاج دار روحانیت'' سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی روحانی عظمت کو واقعات سے مربوط کرکے پیش کیا ہے۔ ان کے مضمون میں ایک جگہ کمپوزنگ کی وجہ سے ''نادر'' کی جگہ ''ناذ'' ہوگیا ہے۔

ناگور، ہانسی کے مفتی ولی محمد رضوی صاحب نے ''بدرملت علامہ بدرالدین احمد قادری! حیات و علمی کارنامے'' پر ۳ رصفحات پر اپنا سمند قلم دوڑایا ہے اور قارئین کے سامنے ان کی خدمات کی ایک ہلکی جھلک پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی کے تحریری معرکے کی داستانیں اب اپنوں سے نکل کر غیروں میں بڑے چٹخارے لے کر بیان کی جارہی ہیں۔ اس سے جہاں اہل سنّت کی وادیوں پر طعن و تشنیع کی بم باری ہورہی ہے۔ وہیں مسلکی شیرازہ بندی کا دامن چاک در چاک ہوتا جارہا ہے۔ شرر صاحب کے ذریعہ دیے گئے زخموں سے نڈھال ہوکر سنبھلی صاحب نے ''کارزار صبر و شرر'' پیش کرکے اپنا غم ہلکا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے اُن کا غم ہلکا ہوا ہے یا نہیں یہ تو سنبھلی صاحب ہی جانیں لیکن ''کارزار صبر و شرر'' کی

پوری روداد پڑھ کر ہمیں یہ نتیجہ نکالنے میں قطعاً دیر نہ لگی کہ اس روداد کا لفظ لفظ غصہ، دکھ اور درد کی سلگتی ہوئی بھٹی سے نکالا گیا ہے۔ سنبھلی صاحب نے اپنے قلم کو جذبات کی آگ میں اتنا تپالیا تھا کہ اس کی نوک سے بعض مقامات پر ایسی عبارتیں ٹپک پڑیں جو بالکل غیر مناسب ہیں اور ان سے سنبھلی صاحب کی شخصیت بھی مجروح ہوتی ہے۔ یہ مسلّم کہ شررؔ صاحب جام نور کے معرکہ میں سنبھلی صاحب کے لیے بعض باتیں ایسی کہہ چکے ہیں کہ ان کی نوک سنبھلی صاحب کے قلب وجگر میں اترتی چلی گئی اور یہ ردِّ عمل سامنے آیا اور اس کو ''کارزارِ صبر و شرر'' جیسے تاریخی نام سے موسوم کیا۔ لیکن اس مضمون میں انہوں نے اپنے مادۂ اشتقاق کا کتنا مظاہرہ کیا ہے قارئین افکار رضا پر عیاں ہو چکا ہے۔ اس قلمی معرکہ کو حذف و اضافہ کے ساتھ انہوں نے جام نور میں بھی اشاعت کے لیے بھیجا تھا لیکن وہاں شائع نہ ہوا لیکن ''افکار رضا'' نے ان کا ساتھ دیا مگر پھر بھی وہ اپنی روش کو اپنے مادۂ اشتقاق سے باندھنے میں لگے ہیں۔

سنبھلی صاحب! مَیں شررؔ صاحب سے ''الجامعۃ الاشرفیہ کے مجلس منتظمہ کی رکنیت کے باعث'' اور ایک مصباحی فاضل ہونے کی وجہ سے رشتۂ مصاحبیت نبھانے نہیں بیٹھا ہوں اور نہ ہی ''غالب'' کا طرف دار ہوں، کوشش یہ ہوتی ہے کہ سخن فہموں میں اپنا بھی نام شامل ہو جائے۔ اس لیے اگر سنبھلی صاحب کو میری اس سخن فہمی پر شک گزرے تو مَیں اپنے الفاظ کہنے سے پہلے ہی واپس لیتا ہوں۔ سنبھلی صاحب جام نور میں شائع شدہ شررؔ صاحب کے انٹرویو کے متعلق رقم طراز ہیں:

''واضح ہو کہ یہ انٹرویو زبانی نہیں تحریری لیا گیا تھا اور انہیں اپنی طرف سے سوال قائم کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔''

اگر واقعی سنبھلی صاحب کا دعویٰ سچا ہے تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ خوشتر نورانی صاحب نے یہ بڑا غلط کام کیا ہے۔ ایسے کام جام نور جیسے وقیع پرچے کے مدیرِ اعلیٰ کو زیب نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ اور ساری باتوں پر تبصرہ کر کے ہم اپنی گفتگو کو طویل نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی ہمارے پاس ایسے اسلحے ہیں کہ ہم اس ''معرکہ'' میں شریک ہونے کے لیے خود کو اہل ثابت کر سکیں لیکن سنبھلی صاحب کی ایک بات پر تبصرہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں جو بہت زیادہ مضحکہ خیز بھی ہے اور اس سے ان کے بہت زیادہ خوش گمان ہونے کا وہم پیدا ہو رہا ہے، لکھتے ہیں:

''جن حضرات نے لسانی جائزہ ملاحظہ فرمایا ہے انہوں نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جماعت کے کیسے ذمہ داروں نے اس کی ستائش کی ہے ......'' اور پھر اس عبارت کے بعد انہوں نے جن حضرات کے نام تحریر کیے ہیں انہیں دیکھ کر ہمیں ہنسی بھی آئی اور حیرت بھی ہوئی۔ موصوف جن کو ذمہ دار کہہ رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دو تین کے سوا کوئی اس لائق نہیں کہ انہیں ذمہ دار کہا جائے۔ ان دو تین کے سوا باقاعدہ عالم دین بھی نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اس قابل ہیں کہ انہیں اتنے عظیم منصب پر بٹھایا جائے۔ تو پھر کیسے سنبھلی صاحب نے ان کی گردن میں ذمہ داری کا پٹہ ڈال دیا ہے۔ اسے دوسرے لوگ پڑھیں گے تو کیا تاثر لیں گے۔ اس سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ سنبھلی صاحب کا لسانی جائزہ لائق اعتنا نہیں۔

اہل سنّت کے معروف صحافی جناب حافظ ظہیر الدین قادری صاحب کا وصال ہوئے کئی ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن کسی بھی اخبار و رسالہ میں ان کی حیات و خدمات پر کچھ بھی پڑھنے کو نہیں ملا۔ اس سلسلہ میں "افکار رضا" نے پہل کی ہے اور کلیم احمد قادری کا دو صفحے کا مضمون شائع کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم زبیر قادری صاحب اور کلیم احمد صاحب دونوں کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

محترم خورشید احمد سعیدی صاحب اب تحقیق و تنقید کے معاملے میں بہت معروف ہو چکے ہیں۔ جب وہ اپنا تحقیقی و تنقیدی قلم لے کر بیٹھ جاتے ہیں تو مصنفین و ناشرین دونوں کے پسینے چھوٹنے لگتے ہیں کہ ان کا قلم معمولی کمپوزنگ کی خامیوں کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اعلیٰ حضرت کے ایک رسالہ "التحبیر بباب التدبیر" کے سلسلہ میں پھر وہ "چند اصلاح طلب پہلو" لے کر تشریف لائے ہیں۔ ان کی یہ اصلاحات تقریباً ۶ رصفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جو ناشرین فتاویٰ رضویہ کو متوجہ کر رہی ہیں۔ اتنی زبردست دماغ سوزی اور دقیق بینی پر سعیدی صاحب صد ہزار تہنیت کے لائق ہیں۔ ص ۹۳ پر عبارت نمبر ۹ کے متعلق انہوں نے غلط اور درست کی نشاندہی نہیں فرمائی ہے۔ سعیدی صاحب نوٹ فرمالیں کہ اس نمبر کے تحت "والبغوی والباوردی" درست ہے اور اس سے اوپر والی عبارت غلط ہے۔

اعلیٰ حضرت کا یہ رسالہ رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع شدہ فتاویٰ رضویہ کی گیارہویں جلد میں شامل ہے جب کہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی اشاعت میں ۲۹ویں جلد میں ہے۔ جیسا کہ سعیدی صاحب نے رقم فرمایا ہے۔ لیکن کتنا بڑا المیہ ہے کہ اس رسالے کے مترجم کا دونوں مقامات پر کہیں بھی نام نہیں ہے۔ ناشروں اور تقدیم نگاروں نے بھی کہیں اُن کا تذکرہ نہیں کیا ہے، اس رسالے کا ترجمہ اور ترتیب جدیدہ کا سہرا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر المدرسین خیر الاذکیا وعمدۃ المحققین حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ کے سر ہے جو ۱۹۸۵ء میں المجمع الاسلامی مبارک پور سے شائع ہو چکا ہے۔ رضا اکیڈمی کی فتاویٰ رضویہ میں اس رسالہ کے حاشیہ میں جہاں "م" بنا ہوا ہے وہ مصباحی یا مترجم کا مخفف ہے۔ اس سے مراد مولانا موصوف ہی ہیں' خیر ممکن ہے کہ یہ دونوں ناشرین کی بھول چوک سے ہوا ہو۔ دونوں ناشرین کی ذمہ داری ہے کہ وہ آئندہ کی اشاعت میں حضرت مصباحی صاحب قبلہ کے نام کا تذکرہ کریں۔

تبصرۂ کتب کا کالم دو کتابوں کے تبصرہ پر مشتمل ہے۔ ایک سالنامہ "یادگار رضا ۲۰۰۶ء" پر اس کے مبصر کلیم احمد قادری ہیں۔ انہوں نے مرتب اور مضمون نگاروں کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ کلیم احمد صاحب اگر برا نہ مانیں تو ہم عرض کریں کہ انہوں نے تبصرہ میں انصاف سے کام نہیں لیا ہے۔ یہ سالنامہ ہماری نظر سے گزر چکا ہے اس میں ایک دو مضمون ایسے ہیں جو صرف ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہیں لیکن پھر بھی تبصرہ نگار نے ان کی تعریف کرنے میں فیاضی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور دوسرا تبصرہ م۔ لئیق انصاری صاحب کا ہے۔ انہوں شیو بہادر سنگھ دلبر کی منظوم کتاب "عقیدت کے پھول" کو تبصرے کی میز پر سجایا ہے۔

"رضا نامے" میں اس مرتبہ لاہور کے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کا مکتوب زینت شمارہ ہے جو

انہوں نے بستر علالت سے رخصت لے کر تحریر کیا ہے۔ راقم السطور ''محمد صادق رضا مصباحی'' کا تبصرہ اس بار لمبا ہوگیا اور تقریباً ۸؍صفحات اس نے خرچ کر ڈالے، ہمیں حیرت ہوئی کہ سعیدی صاحب کا تبصرہ شامل نہیں ہوا یا انہوں نے تحریر ہی نہیں کیا۔ بہرکیف جو بھی ہو ہمارے اس تبصرے اور گزشتہ تبصرے کے مطالبات ان کے ساتھ سایہ کی طرح لگے رہیں گے۔

اخیر میں قریب ۸؍صفحات پر دعوت اسلامی اور سنّی دعوت اسلامی کے اجتماعات پر روشنی ڈالتے ہوئے مختلف اخبارات کے تراشے ہیں جو یہاں شائع کیے گئے ہیں۔ دوسری رپورٹ کی سرخی میں ''صحرائے مدینہ'' کا استعمال کیا گیا۔ دعوت اسلامی والے اجتماع گاہ کو ''صحرائے مدینہ'' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ بہت غیر مناسب ہے۔ اسے بدل کر دوسرا نام رکھنا چاہیے مثلاً گلزار مدینہ، گلشن مدینہ وغیرہ۔

اس پورے شمارے میں ہمیں زبیر قادری صاحب کی سب سے زیادہ تشنگی محسوس ہوئی کہ نہ انہوں نے اداریہ قلم بند فرمایا اور نہ ہی سفرنامہ پاکستان کی اگلی قسط شائع کی۔ اس شمارے میں کمپوزنگ کی خامیاں بہت کم ہیں۔ اس کے لیے ہم زبیر قادری صاحب کے پورے عملے کو مبارک باد کی خوش خبری سناتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی محنت کرکے ان خامیوں کو زندہ نہیں رہنے دیں گے۔

○ **سید محمد تنویر ہاشمی فاضل بریلی**، صدر الہاشمی ٹرسٹ، درگاہ حضرت ہاشم پیر دستگیر بیجاپور۔ کرناٹک

ٹیلی فون پر گفتگو کے بعد بذریعہ مکتوب حاضر ہوں۔ سہ ماہی افکار رضا رمضان المبارک تا ذی قعدہ باصرہ نواز و دل افروز ہوا۔ بلاشبہ ''افکار رضا'' امام اہلسنّت مجدد دین، مسلک غوث و خواجہ کی کرامت، امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبقری شخصیت و ہمہ جہت ذات گرامی و علوم و معارف رضا کے بحر ذخار کا سچا امین و ترجمان ہے۔ اللہ تعالیٰ آقا علیہ السلام کے طفیل آپ کو اور افکار رضا کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

یوں تو امام اہل سنّت پر بے شمار خوش نصیب افراد تحقیقی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ فقیر کا اپنا ایک الگ لگاؤ اور وابستگی امام اہل سنّت و حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اس نسبت کے حوالے سے فقیر امام اہل سنّت و حضور مفتی اعظم عالم پر تحقیقی کام کرنا چاہتا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ آپ اس ضمن میں میرا تعاون بصورت فراہمی کتب فرمائیں تو نوازش ہوگی۔

برصغیر ہند و پاک میں امام اہل سنّت و حضور مفتی اعظم ہند پر شائع شدہ کتابیں، مضامین، مقالہ جات وغیرہ عنایت فرمائیں تو کرم ہوگا۔ اس سلسلہ میں جو بھی اخراجات ہوں گے فقیر برداشت کرے گا۔

تاریخی شہر بیجاپور میں میرے جدّ اعلیٰ حضور سیدنا ہاشم پیر دستگیر رضی اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب الجامعۃ الہاشمیہ تقریباً ۱۱ سال قبل قائم کیا ہوں۔ دینی و عصری تعلم و تربیت کے لیے کوشش جاری ہے۔ شاید جنوبی ہند کی خانقاہ میں پہلی بار امام اہل سنّت کے نام مبارک پر ''دارالافتاء امام احمد رضا'' قائم کیا گیا ہے۔ الحمدللہ اس کے ذریعہ عوام اہل سنّت و دیگر کے مسائل حل کیے جاتے ہیں۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ جلد آپ کو بیجاپور کے لیے زحمت دوں گا۔

افکار رضا کے خصوصی شمارے کے لیے منتخب عناوین

- مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے؟
- امام احمد رضا اور اتحادِ اہلِ سنّت
- دورِ حاضر میں فکرِ رضا کی معنویت
- امام احمد رضا پر الزامات کا جائزہ
- کلامِ امام میں تصوف کی ضیاباریاں
- امام احمد رضا کی شاعری اور اصلاحِ معاشرہ
- امام احمد رضا کی شاعری اور قرآنی آیات
- امام احمد رضا کی شاعری اور احادیثِ نبویہ
- اعلیٰ حضرت کی شاعری میں عقائدِ اہلِ سنّت
- کلامِ رضا میں سیرتِ نبوی کے مباحث
- تصانیفِ رضا اور سیرتِ نبوی ﷺ
- حضرت رضا بریلوی کی شاعری میں ذکرِ صحابہ
- رضا بریلوی کی تحقیقات اور جزئیات اسلاف سے اختلاف
- امامِ اہلِ سنّت کا اسلوبِ نگارش
- امامِ اہلِ سنّت کی نثری خصوصیات
- امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں
- امام احمد رضا اور اصولِ تنقید و تحقیق
- رضا بریلوی کی شاعری اور ردِّ بدعت و منکرات
- امام احمد رضا بریلوی کا کلام اور ردِّ بدمذہبیت
- امام احمد رضا کی بدنامی کے اسباب
- امام احمد رضا...... شریعت و طریقت کا حسین سنگم
- امام احمد رضا منبعِ تصوف
- امامِ اہلِ سنّت مشائخ مارہرہ کی نظر میں
- امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم اور عصر حاضر کے مدارسِ اسلامیہ
- رضا بریلوی کے نظریۂ تعلیم کی معنویت
- اعلیٰ حضرت...... تواضع و انکساری کے آئینہ میں
- امام احمد رضا اور جنگِ آزادیِ ہند
- امام احمد رضا اور حسام الحرمین
- امامِ اہلِ سنّت کی حاشیہ نگاری
- امامِ اہلِ سنّت کے اخلاقِ کریمانہ
- سلامِ رضا اور اس کی مقبولیت کے اسباب
- تحریکِ آزادیِ ہند میں خلفائے اعلیٰ حضرت کا حصہ
- امام احمد رضا اور علومِ عقلیہ
- امام احمد رضا کے خانوادۂ اشرفیہ سے تعلقات پر ایک نظر
- امامِ اہلِ سنّت کے علمائے بدایوں سے روابط
- دورِ حاضر کے مسائل کا حل افکار رضا کی روشنی میں

ان شاء اللہ افکار رضا کا ۵۰ واں شمارہ (اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۷ء) **خاص نمبر** ہوگا۔ مقالہ نگار حضرات اپنے مضامین ۳۱ راگست ۲۰۰۷ء تک بھیجنے کو کوشش کریں۔ رسالہ نومبر ۲۰۰۷ء کے وسط میں شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

نوٹ: افکار رضا کا یہ آخری شمارہ ہوگا۔ اس کے بعد افکار رضا بند کر دیا جائے گا۔

تحریک فکر رضا

ہمارے مقاصد :

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرانا۔

☆ علماء اہل سنت و جماعت کی رہنمائی میں مفکرین اور محققین کی ایک ٹیم کا فکر رضا کی ترویج و اشاعت میں دن رات کوشاں رہنا۔

☆ امام احمد رضا کی تصانیف کو سہل انداز میں جدید اسلوب کے ساتھ شائع کرنا۔

☆ امام احمد رضا کی تصانیف کو ملک کی مختلف اور بین الاقوامی زبانوں میں شائع کرانا۔

☆ ارباب فکر و دانش کو امام احمد رضا کی تحقیقات کی طرف متوجہ کرنا۔

☆ ہر اُٹھتے ہوئے سوالوں کا امام احمد رضا کی تحقیقات کی روشنی میں جواب دینا۔

فکر رضا کو عام کرنے کے لیے آپ ہمارا تعاون کیجیے۔
آپ کا تعاون جہاد بالقلم میں ہمارا مددگار ہوگا۔

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

AFKAR-E-RAZA (URDU QUARTERLY)
95, Undria Street, Chowki Mohalla, Mumbai - 400 008. E-mail : editor@fikreraza.net

پیشکش: محمد احمد ترازی

If Undelivered Please return to: M. ISHAQ 45/A, Memonwada Road, 2/6, Mumbai - 400003.